لطائفِ قدوسی

مؤلفہ

حضرت شیخ مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

فرزند ارجمند

حضرتِ قطب عالم شیخ مظہر الدین عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر و پبلشر :۔ احسان احمد صابری کانپور

لطائفِ قدوسی

مؤلفہ

حضرت شیخ مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

فرزند ارجمند

حضرت قطب عالم شیخ مظہر الدین عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر و پبلشر :۔ احسان احمد صابری کانپور

وہ اِک نگاہ جو کرتی ہے مست رندوں کو
غضب یہ ہے کہ کبھی مجتبیٰ بھی ہوتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

اس ذاتِ احد کی حمد کے بعد جسکی احدیت کا سمندر اسکی وحدت کا بطون (حامل ہے) اور جسکی واحدیت کا سمندر موجب کثرت ہے اور جس کی حکمتِ ازلی سے ہر دو سمندر باہم ضم ہیں اس انداز سے کہ وحدت کثرت میں جلوہ گر ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (اسی نے دریا رواں کئے جو آپس میں (ظاہراً) ملتے ہیں اور حقیقت میں دونوں کے درمیان حجاب ہے) میں اسی حکمت کا راز پنہاں ہے۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے) اسپر مہر تحقیق ہے اور صلوٰۃ احمدی ان دونوں کے مابین برزخ وحدِ فاصل ہے۔ تاکہ بطونِ وحدت (اساس وباطن وحدت) ظہورِ کثرت میں حارج نہ ہو اور ظہورِ کثرت بطون وحدت کی محویت کا باعث نہ بنے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے۔ یعنی وحدت وکثرت باوجود ملاپ کے اپنی اپنی حیثیت میں ممتاز ہیں اور اسی لئے فرمایا فَبِاَيِّ

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)، کل انبیاء و اولیاء پر صلوٰۃ تحیات ہو جو ان سمندروں کی تہ میں بمثل موتی ہونگے اور جواہرات کے تھے جن کو حضورِ حق کی محبت اور عشق کی لہر ان سمندروں کے سواحل پر عالمِ ظہور میں لائی یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں) کا حکم اسی ضمن میں ہے۔ اور بیشک فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ اسی ثمر پر حجت ہے۔

عرض کرتا ہے۔ فقیر حقیر درویشوں کے پاؤں کی خاک، دلفگار عشق و مستوں کا جلیس و خادم اور فنا فی اللہ عارفوں کی تلچھٹ شوق کرنے والا رکن الدین بے تسکین اپنے والد و شیخ المشائخ حضرت قطب الاقطاب سلطان العاشقین برہان الواصلین شیخ عبد القدوس حنفی الچشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خانقاہ کا جاروب کش بمصداق لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ یعنی یہ بالتحقیق مُسلّم ہے کہ انبیاء و اولیاء کے قصوں میں صاحبِ فہم و بصیرت اور حق الیقین سے آسودہ قلوب کیلئے عبرت ہے اور اس آیت وَکُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ (اے رسول اور ہم نے سب نبیوں کا واقعہ بیان کیا تاکہ آپ کا دل مطمئن ہو جائے)، کہ اپنی باطنی بصیرت سے سمجھتا

ہے۔ اے میرے عزیز اس امر پر بھی آگاہ ہونا چاہیئے کہ راہِ حق میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی قلبی استقامت کو سابقہ قصص انبیاء سے کیسے مربوط کرتے ہیں اور وہ کیسے سالکوں کے قلوب کی تشفی کا باعث ہوتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مشائخ کے کلمات و احوال اللہ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں اور ان کا جذبہ عین جذبۂ حق ہے۔ یعنے مردانِ دین کے احوال اور اہلِ یقین کے اقوال نفس ربانی و جذبہ رحمانی ہیں جو مردہ دل کو زندہ، خوابیدہ کو بیدار اور غافل کو سرگرم عمل کرتے ہیں۔ سلسلۂ شوق (عشق) کو حرکت میں لاکر، محبت کا شعلہ روشن کرکے، کیفیت بے قراری و بیچینی کو پیدا کرکے عالمِ بیخودی میں سوئے حق گامزن کرتے ہیں۔ اسی بناء پر میری خواہش تھی کہ بعض احوال کا ذکر جو میں نے اپنے والد پیر دستگیر حضرت قطب العالم سے سُنے ہیں اور بعض ان انوار و اسرار کو جو خود میں نے مشاہدہ کئے ہیں سپردِ قلم کروں اور ان مقامات و احوال کو جو اس حقیر کی فہم و فراست نے اخذ کئے قلمبند کروں اور اس موضوع پر تتمہ مرتب کروں۔ کیا عجب ہے کہ اس کے مطالعہ سے طالبِ صادق میں جذبۂ الفت الٰہی پیدا ہوکر نسیم رحمٰن حرکت میں آئے اور وہ اس راہِ حق میں جان کی بازی لگاکر (محبوب کی خاطر) جہان کو چھان ڈالے۔

گر در آید یک نسیم از سوئے تو ❊ پائے کوباں جاں دہم در کوئے تو

اور اس راہِ طریقت وسلوک، کی سختی وتکالیف میں بندگانِ حق کا مجاہدہ وریاضت اسکی تشفی واولوالعزمی کا باعث بنیں اور وہ کُلٌّ مَیَسُوْلِمَا خُلِقَ لَہٗ اپنا وظیفہ بناکر کاروبار (عشق) میں سستی نکرے (اور ہر مخلوق پر آسان کردیا گیا جو اسکے لئے حکم ہوا) ؎ بیت

تن ازپے کار آمدہ بکار مدار ٭ دل ازپے یار آمدہ بے یار مدار

میرے شیخ حضرت قطبی نے عمر کے آخری ایام میں سکوت اختیار کرلیا تھا۔ متواتر عالم محویت وحیرت میں رہتے تھے۔ ان تمام اوراق کو جو حضرت قطبی کی تصنیف تھے جمع کرنے کی غرض سے اس حقیر نے حضور قطبی سے اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ بعض ارشادات جو خود میں نے حضور کی زبانی سُنے ہیں اور بعض وہ جو میں نے خود معائنہ ومشاہدہ کئے ہیں اور مجھے یاد بھی ہیں میں ضبط تحریر میں لانا چاہتا ہوں۔ فرمایا علم اسی کا نام ہے (یہی حق علم یہی ہے) اس ارشاد سے میری ہمت افزائی ہوئی اور میں نے لکھنا شروع کیا۔

اسمیں سے کچھ حکایات حضور شیخ قطبی کی حیات میں ماہ جمادی الاول اور جمادی الآخر ۹۴۴ھ میں تحریر ہوئیں اور باقی آپکی وفات کے بعد لکھی جاسکیں چونکہ اوراق کا نفس مضمون حضرت قدوس کے لطائف وکوائف پر مشتمل ہے۔ اسلئے اسی نسبت سے میں نے اسکا نام لطائف قدوسی رکھا اور یہ تحریر حضرت پیر دستگیر کے مناقب پر تکمیل پذیر ہوئی۔ (اَلسَّعِیْدُ مَنْ سَعَدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ)

خادم الفقراء شیخ رکن الدین



درگاہ شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی

اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف



درگاہ شریف حضرت مخدوم سیّد علاء الدین

علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف



درگاہ شریف حضرت قطبِ عالم شیخ مظہر الدین

عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ شریف



مزار مبارک حضرت مخدوم احمد عبدالحق

ردولوی رحمۃ اللہ علیہ ردولی شریف

لطائف درج ذیل ہیں

لطیفہ نمبر۱۔ اللہ تبارک تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْن یعنی جو لوگ ہمارے حضور سبقت پا چکے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنپر ہمارا خاص احسان ہے۔ یعنی تقاضائے (جن کا ظہور اعیانِ سابقہ سے ہے) کی رو سے ہم نے اسمیں استعداد قابلیت وسعادت ان کمالات کے تحصیل وظہور کی ودیعت کی ہے اور ان کو دوزخ سے محفوظ رکھا ہے یہ وہی مقربان بارگاہ صمدی ہیں جو ہمارے علم ازلی کی بدولت ہجر و دوری سے نجات پا چکے ہیں۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السعید من سعد فِی بطن امہ یعنی سعید شکم مادر ہی سے سعید ہوتا ہے۔ مقبول ازلی اور ازلی علم یافتہ کو کوئی ادبار یا نقصان لاحق نہیں ہوتا۔ اس کی دولتِ سعادت (معرفتِ حق) کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی اس کو کل اسباب سعادت میسّر ہوتے ہیں اسی لئے کوئی خرابی یا نقصان اس کے کمالات باطنی کی تحصیل میں مانع نہیں ہوتا ہے۔

لہ وہ علوم وصور جو وحدت ذلت میں مستور ہیں۔ اور اعیانِ ثابتہ سے بلند درجہ بطون میں ہیں۔ اسماءِ الٰہی کی وہ صورتیں جو علم باری تعالےٰ میں ہیں۔ کلی صورت کو ماہیت وحقائق اور جزوی صورت کو صوفیائے کرام نے ہویت کا نام دیا ہے (یا مرتبہ علم سبحانہٗ تعالےٰ)

اسی لئے خرابی یا نقصان اسکے کمالات باطنی کی تحصیل میں مانع نہیں
میسر لما خلق لہ یعنی جس چیز کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کی
تکمیل کے لئے آسانی اور توفیق بھی فراہم کی گئی ہے۔ اور اے عزیز
بالخصوص وہ اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ حدیث شریف میں جو بطن امہ
آیا ہے اس سے اعیان مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر استعداد جو اعیان
ثابتہ یعنی علم باری تعالےٰ میں مقرر ہے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ہو سکتا
ہے کہ امہ سے مراد اعیانِ ثابتہ ہو اور بطن امہ سے مراد مرتبہ شیونات
ذاتیہ ہو کیونکہ مرتبۂ شیونات ذاتیہ بہ نسبت اعیان ثابتہ کے زیادہ خفی اور
بلند ہے اور جو کچھ کہ اعیانِ ثابتہ میں ہے شیونات کے فیض اقدس کے
سبب ہے اور جو کچھ عالمِ وجود میں ہے وہ بتقاضائے فیضِ مقدس
اعیانِ ثابتہ ہے اس لئے اب وہی سعید ہے جسکے لئے اعیانِ ثابتہ
کے ہر دو فیض کی مدد سے آثار و کمالات سعادت مقرر ہیں اور تا ابد
ان ہی انوار و اسرار کمالات کی رو سے خاصانِ حق کا ظہور ہوتا رہیگا
حضرت قطب الاقطاب غوث الاسلام والمسلمین وسلطان العاشقین
برہان العارفین میرے والد و شیخ و مخدومی و مولائی شیخ المشائخ شیخ
عبدالقدوس بن شیخ المشائخ شیخ اسماعیل بن قاضی صفی دانشمند
مصنف علوم قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم (جو کہ ازل ہی سے سعید تھے)
سے صغر سنی ہی میں آثار و احکام سعادت ظاہر ہوئے بلکہ آپ جب

صلاب ہی میں تھے تو حضرت کے باکمال ہونیکی خبر دنیا میں پہونچ گئی تھی۔ منقول ہے کہ آپ کے والد حضرت شیخ اسماعیل اپنے بچپن میں ایک دن دوسرے بچوں کے ہمراہ حضرت مخدوم العالم صاحب کشف وکمالات شیخ احمد عبدالحق کی زیارت کو گئے سب بچے حضرت مخدوم العالم کے دروازہ میں سے ان کی زیارت کر کے واپس ہو جاتے تھے جب حضرت شیخ اسماعیل کی باری اور انہوں نے زیارت کی غرض سے دروازہ میں سے اندر دیکھا تو ان کو دیکھتے ہی حضرت مخدوم العالم نے شیخ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھا کر ان کی پیشت کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اس بچہ کی پیشت میں ہمیں ایک ایسا بیٹا نظر آتا ہے جو قطب وقت ہوگا اور اس کا باطنی تعلق ہم سے ہوگا۔ ہماری کل باطنی اسی کو پہونچے گی اور ہمارے خلفاء میں ممتاز و ممیز ہوگا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

السعید من سعد فی بطن امہ۔ پیدائش کے بعد صغر سنی ہی سے جب بچوں میں کھیلتے تھے اس کا عزم کئے ہوئے تھے کہ تنہائی اور علیحدگی اختیار کر کے طلب حق کی راہ میں جان وجہان کی بازی لگا دینگے خواہ اسکے لئے کوہ و بیابانوں کی خاک ہی کیوں نہ چھاننی پڑے اور اسی امر عظیم کی تکمیل کی خاطر آپ ایسے ہی خدا رسیدہ دوست اور مصاحبوں کی مجلس اختیار کرتے تھے اور بالآخر حضرت شیخ قطبی کی تمام توجہ حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق کی طرف مبذول ہوگئی اور

فیض روحی اور پرورش باطنی حضرت مخدوم العالم کی روح مبارک سے منسلک ہوگئی اور حضرت مخدوم العالم کے فیض وارشاد روحی سے متواتر وعدام فیضان جاری ہوگیا اور حضرت کی پرورش اور تکمیل سلوک ہونے لگی اس فیض روحانی کو فیض اُویسی بھی کہتے ہیں جیسا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روحی فیض نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی پرورش فرمائی۔ بے شک السعید من سعد فی بطن اُمہ

مکتوب نویسی

لطیفہ نمبر ۲۔ ایک روز حضرت قطبی کے والد شیخ اسماعیل نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ وہ مکتوب مطالعہ کیا کریں چنانچہ وبجز حضرت قطبی سب فرزند لکھنے پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت شیخ اسماعیل اپنی سی کوشش کر چکے تو ایک دن حضرت قطبی نے کہا کہ مکتوب کے پڑھنے اور لکھنے والے چور اور دغا باز ہوتے ہیں اسپر شیخ اسماعیل نے جواب دیا کہ اے میاں سب چور اور دغا باز نہیں ہوتے۔ اسکے بعد حضرت شیخ اسماعیل نے ان کو کبھی کوئی حکم نہیں دیا۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے جب غیب سے عطا وبخشش کی تو علم لدنی سے آپکی مکتوب نویسی انتہائی اعلیٰ ہوگئی۔

چنانچہ حضرت قطبی کے مکتوبات قابلِ مشاہدہ اور دیدنی پر جو

حسن تحریر اور خط آپ کو عطا ہوا۔ وہ دوسروں کو نصیب نہ ہوا۔ چنانچہ مصلحت اور کافیہ جو آپ نے اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا اس کا مشاہدہ اور مطالعہ ہی سے تعلق ہے۔ ہاں سعید ازلی کے لئے کل میسر لما خلق لہ۔ السعید من سعد فی بطن امہ

نفسِ امّارہ کی اصلاح

لطیفہ نمبر ۳۔ بچپن میں حضرت قطبی کی یہ عادت تھی کہ مسجد میں جاکر تمام نمازیوں کی جوتیوں کو سیدھا کرکے اس قرینے سے رکھدیتا کرتے تھے کہ نمازی بہ آسانی پہن سکے۔ کافی عرصہ اسی عادت میں مصروف گذر گئے۔ جب آپ کے والد حضرت اسماعیل کو اس بات کی خبر ہوئی تو فرمایا اے عزیز آدمی کو خود کو اتنا بھی تو گرانا نہیں چاہیئے اور یہ بھی عادت شریف تھی کہ مسجد میں اول وقت جاکر صف اول میں بیٹھ جاتے۔ جوں جوں نمازی آتے یہ سب کو اپنی جگہ دیتے جاتے۔ یہانتک کہ آخری صف میں سب سے پیچھے پہونچ جاتے۔ حضرت کی ان سب کاموں کو اختیار کرنے کی غرض نفس امارہ کی درستگی اور اپنے نفس کو عاجزی اور خاکساری کا عادی بنانا تھا

ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

اَولیاءُ تحت قبائی لا یعرفھم غیری

لطیفہ نمبر۴۱:۔ ایک مرتبہ جسب قطب الاقطاب نے ماہِ صفر کے ایام میں ملک العلماء مخدوم قاضی صفی کے چچازاد بھائی شیخ فخرالدین کا یہ قصہ سنا کہ انھوں نے پچاس سال تک پانی نہیں پیا تھا تو حضرت قطب الاقطاب نے بھی پانی پینا ترک کردیا۔ اس زمانہ میں آپ مکتب میں قرآن شریف کی تختی پڑھتے تھے۔ دس بارہ دن تک ایک قطرہ بھی پانی کا آپ کے جسم مبارک میں نہ گیا تو آپ کا جسم زرد پڑ گیا۔ حضرت قطبی کے بڑے بھائی نے اس کی وجہ دریافت کی تو کوئی جواب نہ دیا جانتے تھے کہ راز فاش ہو جائیگا اسلئے خاموشی سے پانی پی لیا۔ بیشک السعید من سعد فی بطن امہ۔

قصہ شیخ فخرالدین مذکور کا یوں ہے کہ وہ حضرت کسی کو بھی اپنے حجرہ میں داخل نہیں ہوتے دیتے تھے۔ ایک روز حاکم قصبہ ردولی انکی ملاقات کیلئے آیا، حضرت مخدوم شیخ قاضی صفی ان کے ہمراہ تھے۔ شیخ فخرالدین نے حجرہ کا دروازہ کھولا اور اندر ہی سے کہا کہ "ہمیں فرصت نہیں ہے۔" الغرض قاضی صفی نے مصروفیت کا سبب دریافت کیا اور بہت پوچھا مگر شیخ فخرالدین نے ظاہر نہ کیا۔ قاضی صفی ان کے بڑے بھائی تھے اور استاد بھی اسلئے ان کا اصرار بڑھتا گیا اور یہ مجبوری ظاہر کردیا کہ "پیاس کی حرارت کے غلبہ کی بناء پر دروازہ بند کیا ہوا ہے اور لوگوں سے

ملنے سے احتراز ہے۔

شیخ صفی نے کہا کہ "پانی تو موجود ہے پھر پی کیوں نہ لیا ماہ رمضان تو نہیں ہے۔ جواب دیا کہ" اس زمانہ سے جب ہم تمہارے ساتھ جونپور میں پڑھتے تھے اسکے بعد تم سے جدا ہونیکے وقت سے اس وقت تک ہم نے پانی نہیں پیا ہے۔ کبھی کبھی پیاس کا اس درجہ غلبہ ہوتا ہے کہ گویا دریا سے منہ لگا کر پانی پینے لگیں گے تو دریا خشک ہو جائے گا پانی باقی نہ رہے گا۔ امت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہلاک ہو جائے ہم حضرت رسالت پناہ کے روبرو شرمندہ ہوں۔ سب حرارت کو اپنے اندر جذب کرلیتا ہوں" اس کے بعد اس مدت کا حساب کیا تو پچاس سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ جب ان کا یہ راز فاش ہو گیا تو وہ خلق سے روپوش ہو گئے۔ اولیاء تحت فی لا یعرفہم غیری۔ یعنی اولیاء ایسے لباس میں مستور ہیں کہ انھیں کوئی غیر نہیں پہچانتا۔

علم صرف میں نسخہ بحر الاشعاب کی تصنیف

لطیفہ نمبرہ۔ جب حضرت قطبی کتب کے مطالعہ میں مصروف ہوئے تو تمام دن مطالعہ میں گذرتا اور تمام رات عبادت میں مشغول رہتے استادوں نے ان کو زیادہ ذہین پایا تو زیادہ لطف و شفقت کرنے لگے علم صرف کے نسخے عالم طفولیت ہی میں پڑھ رہے تھے اور آپنے اپنے بچپن کے ایام ہی میں علم صرف میں نسخہ بحر الاشعاب تصنیف فرمایا۔ انتہائی جامع سوال و جواب پر مشتمل تھا ان کے اساتذہ نے اس نسخہ کو پڑھ کر فرمایا۔ کہ علم صرف کیلئے تو یہ ایک نسخہ ہی کافی ہے وہ ہندوستان کی شورش کے زمانہ میں ضائع ہو گیا جب نسخہ مصباح قاضی شہاب الدین شروع کیا تو اساتذہ کی تحریر کرتے تھے اور بطور شرح کے باحواشی جمع کر رہتے تھے ان تقاریر کا مجموعہ بھی ضائع ہو گیا۔ اس کے بعد قاضی شہاب الدین کا نسخہ کافیہ باحواشی شروع کیا۔ اور جب بحث "مبنیات" کا مطالعہ کر رہے تھے تو جذبۂ عشق ربانی نے غلبہ کیا اور محبت کی آگ باطن میں بھڑک اٹھی تو نسخۂ مذکور کو لپیٹ کر رکھدیا اور حصول علم ماسوا اللہ کو ترک کر کے آخرت کے توشہ کی تحصیل میں وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا اور ہر طرف سے فارغ ہو کر اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

ہجرت الخلق طرا فی سواکا ❊ وایمت العیال لکی اراکا

وَلَو قطعتنی فی الحب ارَبًا ٭ لما مِن الفواد الیٰ سَوا کا

(میں نے تیری خاطر خلق کو چھوڑ دیا اور تیرے دیدار کیلئے اپنے اہل وعیال سے رشتہ منقطع کرلیا۔ تو نے اگر میری محبت کو منقطع کرلیا تب بھی میرے دل میں محبت کے علاوہ کچھ نہیں

کتاب حیرت بندگی

لطیفہ نمبر۶۔ ایامِ جذب میں ایک روز حضرت قطبی کی ملاقات اپنے استاد حضرت میاں شیخ فتح اللہ (عرف میاں چکنہ دانشمند) سے ہوئی۔ میاں چکنہ کو حضرت کی استعداد اور فیاضی طبع کا علم شروع ہی سے تھا۔ سمجھتے تھے کہ انتہا تک تو کہاں ہونگے۔ پوچھا "اب آپ کون سی کتاب پڑھتے ہیں؟" حضرت قطبی نے جو جوش مستی میں وعشق ربانی سے مسحور تھے۔ جواب دیا۔ "کتاب حیرت بندگی" میاں چکنہ مذکور کو تعجب ہوا۔ فرمایا "میاں تم حضرت شیخ اسماعیل دانشمند کے فرزند ہو حضرت قاضی صفی دانشمند کے پوتے شیخ عبدالصمد دانشمند کے بھائی ہو یہ بات کیوں کہتے ہو۔؟

حضرت قطبی بڑا سا چوغہ پہنے ہوئے تھے اور ایک چرمی تکیہ بھی ساتھ تھا۔ میاں چکنہ نے کہا۔ "یہ لباس بھی مداریوں کا ہے" اس زمانہ میں مداری گمراہ اور ملحد شمار ہوتے تھے۔ حضرت قطبی نے فرمایا "نہیں یہ مداریوں

کا لباس نہیں ہے۔ حضرت قطبی کی ابتدائے حال میں بوجہ شورش عشق ہر طبقہ کے لوگوں کے ساتھ صحبت تھی چونکہ علم لدنی سے بہرہ ور تھے اسلئے ہر کوئی آپ کیطرف متوجہ ہوتا تھا
اور ان کے باطنی احوال کا معترف ہو جاتا تھا۔ حضرت قطبی ہمیشہ صراط مستقیم پر گامزن رہے۔ شرع سے ذرہ برابر بھی تجاوز نہ کرتے تھے۔

ہاں السعید من سعدفی بطن امہ

الخیر لا یؤخر

لطیفہ نمبر۱۔ حضرت قطبی نے علم ظاہری اور کتب کو بالائے طاق رکھدیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت قطبی کے والد حیات نہ تھے البتہ آپکی والدہ محترمہ حیات تھیں جو آپ کی تحصیل علم سے بے توجہی پر آنسو رویا کرتی تھیں جیسے کوئی میت کے موقع پر بے تحاشا روتا ہو اور یہ الفاظ زبان مبارک سے بھی فرمایا کرتی تھیں کہ افسوس صد افسوس اگر یہ پڑھتے تو کامل دانشمند ہوتے کیونکہ طبیعت زیرک پائی ہے" آخر کار حضرت قطبی کی والدہ اپنے بھائی قاضی والیان کے پاس گئیں وہ قصبہ ردولی کے حاکم تھے اور تھے بھی صاحب حال و کمال۔ ان سے جاکر شکایت کی کہ تمہارے بھانجہ شیخ عبدالقدوس نے غلط راہ اختیار کرلی ہے۔ کتابوں کو بالائے طاق رکھدیا ہے۔ تعلیم سے بالکل دلچسپی نہیں ہے ان کو تنبیہ

کرو تاکہ تعلیم کو ترک نہ کریں۔ قاضی مذکور نے حضرت قطبی کو بلا کر کہا "کیوں نہیں پڑھتے ہو۔ میں تمھیں سخت سزا دونگا" حضرت قطبی نے جواب دیا الخیر لایوخر" خیر میں دیر کیسی"، مشیت الٰہی سے اسی وقت کچھ مغنیہ (ڈومنیاں) عورتیں پہونچ گئیں اور کچھ کلام گانے لگیں۔ حضرت قطبی پر کیفیت و مستی عشق طاری ہوگئی اور رقص کرنے لگے یہ حالت دیکھ کر قاضی مذکور نے اپنی بہن کو سمجھایا کہ ان صاحبزادے کی حالت ہی کچھ اور ہے کوئی فکر نہ کرو۔ یہ سب بہتر رہینگے گو حضرت قطبی نے پڑھ کر علم حاصل نہیں کیا تھا بلکہ ہمیشہ ویرانوں اور تنہائی میں ریاضت و مجاہدات میں عمر گذاری تھی لیکن چونکہ ازل ہی سے صاحب علم تھے اسلئے علم لدنی کا دروازہ آپ پر اسطرح کھلا ہوا تھا کہ علم ظاہری اور باطنی اس حد تک حاصل ہو گئے تھے کہ اس زمانہ میں علماء اور اساتذہ آپکے سامنے دم مارنے کی سکت نہ رکھتے تھے اور بجز اطاعت و تسلیم کے کوئی چارہ نہ تھا۔ ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

شغلِ باطن

لطیفہ نمبر ۸۔ اس زمانہ میں حضرت شیخ خواجگی سدھوری یگانۂ روزگار عابد و زاہد خیال کئے جاتے تھے اور قصبہ سدھور میں رہتے تھے۔ حضرت قطبی ان کے زہد و عبادت سے بہت متاثر تھے۔ جب حضرت قطبی قصبہ سدھور تشریف لے جاتے تو ان سے ضرور ملاقات کرتے تھے۔ ایک دن

حضرت قطبی نے ان سے ذکر کیا کہ میں نے تکمیل علم نہیں کی ہے۔ بالخصوص علم اصول تو بالکل نہیں آتا۔ کیا کروں؟ شیخ خواجگی نے فرمایا "میاں جاؤ۔ شغلِ باطن میں مصروف رہو۔ اس راہ میں تمام "اصول" فروع "ہیں اور تمام فروع اصول ہیں۔ کوئی مشکل باقی نہیں رہے گی" اور فی الحقیقت ہوا بھی یہی۔ گو حضرت قطبی نے اساتذہ سے تعلیم حاصل نہ کی تھی تاہم اس حقیر فقیر کو نسخہ شاہی اور حسامی اور علم اصول پڑھایا کرتے تھے اور جب اس فقیر نے نسخہ کشف منار دہلی میں اساتذہ سے پڑھنا شروع کیا، تو حضرت قطبی اس فقیر کے سبق کو دیکھ کر اسپر ایسی عجیب و غریب تحقیق فرمایا کرتے تھے کہ علماءِ وقت ششدر رہ جاتے تھے۔ مولانا علاء الدین دانشمند ساکن ردولی کو ایک مرتبہ سبق دینے میں مشکل پیش آئی۔ اول انھوں نے اپنی اس دشواری کا ذکر میرے چچا شیخ عزیز اللہ دانشمند سے کیا اور پھر قاضی حماد دانشمند کے سامنے یہ مشکل پیش کی۔ لیکن مشکل حل نہ ہوئی۔ اسکے بعد یہ مسئلہ حضرت قطبی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت نے اسی وقت اس کلام کا مطلب اس خوبی سے بیان کیا کہ مطلق مشکل باقی نہ رہی اور یہ لاینحل مسئلہ حل ہو گیا۔

اسی طرح ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی حضرت حمید الدین کو بھی جو سہرند میں مولانا قطب الدین سے شرح منار پڑھتے تھے) دقت پیش آئی بھائی صاحب قبلہ نے حضرت قطبی کی خدمت میں اپنی مشکل پیش کی۔ حضرت قطبی نے اس کو بھی فوراً حل کر دیا۔ مزید جب یہ حقیر نسخۂ علم کلام

میں شرح صحائف پڑھتا تھا۔ حضرت قطبی نے شرح صحائف کا مطالعہ شروع کر دیا اور بفضلِ خدا تمام شرح صحائف پڑھ کر اسکے حاشیہ پر عجیب و غریب تفسیر و تحقیق درج کر دی۔ افسوس کہ یہ نسخہ بھی اس فقیر کے پاس سے مغلوں کے حادثہ میں ضائع ہو گیا۔ گو حضرت قطبی نے ان کتب کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کی تھی تاہم ان کو علم لدنی اور فیض الٰہی سے ایسی استعداد حاصل تھی کہ ہر علم و موضوع پر حیران کن بحث و تحقیق فرمایا کرتے تھے۔

حضور نے بہت سی تصانیف کیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے حال میں عوارف کا نسخہ ہمارے حجرے میں بطور برکت رکھا کرتا تھا۔ اس نسخہ میں ہمیں کوئی خاص دخل نہ تھا۔ آخر کار اس درجہ عروج حاصل ہوا کہ نسخۂ عوارف کی شرح آپ نے عربی میں تحریر کی اور اسپر عجیب و غریب اسرار و رموز تحریر کئے اس لئے یہ نسخہ بہت مشہور و مقبول ہے۔

ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

مَلک یونس دِیوانے کی
بشارت

علماء و فضلاء کے مسکن قصبہ رودلی میں چند صاحب کرامت دیوانے برہنہ رہتے تھے۔ ان میں سے ایک کا حضرت قطبی کی طرف بہت التفات تھا اور وہ حضرت قطبی کے صاحبِ کمال ہونے کی بھی بشارت کرتا تھا منقول ہے کہ دیوانے ملک یونس بھی ایک ایسا دیوانہ تھا جو برہنہ پھرتا تھا اور اس سے خوارق و کرامات بھی بہت ظاہر ہوتی تھیں جب وہ حضرت قطبی کو دیکھتا تو "یا زاہد، یا زاہد" کہہ کر بلاتا اور کہتا کہ اپنے مصلے کو اونچا کرو۔ جیسا کہ سلطان ابراہیم بن ادہم نے کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ سلطان ابراہیم ادہم نے اپنا مصلّٰے ہوا میں بچھایا ہوا تھا واللہ اعلم اور کبھی کبھی وہ یگانہ دیوانہ حق آپ کو دیکھتا تو یہ شعر پڑھتا ؎

سید اگر روز نیابی تو زغوغائے عرب!
شب محرم عاشقاں شہباش طلب

اس شعر سے اس کا اشارہ اس کلامِ ربانی کی طرف ہوتا تھا۔ "اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ (کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی) کو پامال کرتے ہیں۔ اور

اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے۔ دن کے وقت تو ہمیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ ایک دن اسی دیوانے ملک نے حضرت قطبی کی طرف متوجہ ہو کر کہا "اگر خدائے تعالےٰ دوزخ اور جنت کو نہ بناتا تو لوگ خدا کی عبادت نہ کرتے" حضرت قطبی نے فرمایا "حق سبحانہٗ تعالےٰ کی ذاتِ باصفات وکمالات عبادت کئے جانے کی مستحق ہے کیونکہ وہ ہمارا الٰہ اور خالق ہے اور ہم بندے ہیں بندوں پر مولیٰ کی عبادت لازم ہے۔ بہشت خدا تعالےٰ کا فضل ہے اور دوزخ اس کا عدل ہے۔ اگر وہ فضل کرے تو بہشت میں بھیجائے اور عدل کرے تو دوزخ میں ڈالے" دیوانہ مذکور یہ سُن کر چلا گیا۔ ایک ایسا ہی اور بھی واقعہ ہے کہ ایک روز مذکور دیوانہ یونس راہ میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ حضرت قطبی کا بھی اس روز اُسی راہ سے گذر ہوا، اسے اس حال میں دیکھا تو بچ کر نکل چلے۔ دیوانہ مذکور پیالہ کو شراب سے بھر کر ہاتھ میں لئے ان کی طرف بھاگا اور کہتا جارہا تھا ؎

صوفی نشود صافی تا درنکشد جامے
بسیار عمر باید تا پختہ شود خامے[1]

[1] جیسے انسان میں پختگی کیلئے طویل عمر درکار ہے ویسے ہی صوفی کو عارف بننے کیلئے جام معرفت پینا ضروری ہے۔

جب حضرت قطبی نے بچ نکلنا دشوار سمجھا تو پیالہ دیوانے کے لیکر منہ کے قریب لے جاکر انڈیل دیا۔ تاہم چند قطرے حلق میں بھی چلے گئے۔ حضرت قطبی فرماتے تھے کہ اس میں شراب کا مزہ تھا نہ شراب کی بُو۔ آخر الامران چند قطروں ہی کا اثر تھا کہ آپ کثیر الاحوال واسرار ہوئے۔

دریائے عشق موجزن ہونا چاہتا ہے

لطیفہ نمبر ۹۔ قصبہ ردولی میں ایک دیوانہ میاں تاجن نامی رہتا تھا۔ اس کی حضرت قطبی سے جب تنہائی میں ملاقات ہوتی تو ہوش وحواس کی باتیں کرتا ایسا معلوم ہوتا کہ دیوانگی نام کو بھی نہیں ہے۔ اور جب کوئی دوسرا شخص آجاتا تو دیوانہ بن جاتا اور بے ربط باتیں شروع کردیتا۔ ایک دن حضرت قطبی نے دریافت فرمایا کہ میاں تمہارا یہ حال کیسے ہوگیا۔ کہنے لگا کہ ایک شب خواجہ خضر علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ "دریائے عشق موجزن ہونا چاہتا ہے۔" اس کے بعد سے میری یہ حالت ہوگئی ہے۔ یہ دیوانہ حضرت قطبی کے سامنے ادباً اتنا جھکتا کہ رکوع کی حالت میں ہوجاتا اور ہندی کے یہ الفاظ "اونکھوری تیری" کہتا ہوا گذر جاتا۔

پھیکہ نامی دیوانے کی بشارت

لطیفہ نمبر ۱۱:۔ پرگنہ ردولی میں ایک اور دیوانہ پھیکا نامی رہتا تھا۔ ایک روز حضرت قطبی کا ایک اور صوفی کی معیت میں اسکے قریب سے گذر ہوا۔ اس نے حضرت قطبی کو باکمال ہونے کی بشارت دی اور اس دوسرے صوفی کا چرمی تکیہ پکڑ کر کھینچا اور دھتکار دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت قطبی مقرب بارگاہِ الٰہی اور صاحبِ کمال ہوئے اور وہ صوفی راہِ تصوّف ترک کرکے فوج میں پیادہ ہوگیا۔

اللہ تعالےٰ مردان خدا کی زخم رسانی سے محفوظ رکھے۔

شیخ العالم احمد عبدُالحق سے نسبت اویسی

لطیفہ نمبر ۱۲۔ جب حضرت قطبی پر سودائے عشق اور جذبۂ باطن کا غلبہ ہوا تو سلسلۂ تعلیم ترک دیا۔ قصبہ ردولی سے نکل گئے اور ایک سمت کو روانہ ہوئے۔ راہ میں ایک شخص حضرت قطبی کے سامنے آیا اور پوچھا "کہاں جاتے ہو۔" فرمایا "طلب خدا میں"۔ اُس شخص نے کہا۔ تو پھر شیخ احمد عبدالحق کے در پر پہنچو" حضرت قطبی

واپس ہو گئے اور حضرت قطب عالم شیخ احمد کی خانقاہ میں پہونچے اور دیکھا کہ شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کے خادم مسعود بک کا دیوان پڑھ رہے ہیں۔ جب انھوں نے حضرت قطبی کو دیکھا تو خاموش ہو گئے اور کتاب کو بند کر دیا۔ جانتے تھے کہ حضرت قطبی کے آباء واجداد مفتیان علمائے شرع ہوئے ہیں اسلئے انہوں نے حضرت قطبی نے روبرو دیوان مسعود بک کا پڑھنا مناسب نہ سمجھا۔ مختصراً یہ کہ جب حضرت قطبی نے فرمایا کہ میں بھی علم توحید کا خواہشمند ہوں۔ اسی کی طلب میں اس آستانے پر حاضر ہوا ہوں۔ تب وہ حضرت قطبی کے جذبۂ عشق سے باخبر ہو کر ان کے ساتھ شیر و شکر ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت قطبی کی تمام تر صحبت "شیخ پیادہ" کے ساتھ رہتی تھی۔ البتہ پرورش باطنی حضرت شیخ قطب العالم احمد عبدالحق کرتے تھے۔ گو حیاتِ ظاہری میں آپ کو نہ دیکھ سکے تھے تاہم حیات باطنی سے کامل فیض پا رہے تھے۔ یہانتک کہ حضرت قطب العالم احمد عبدالحق آپ کے باطنی معاملات میں ممد و معاون رہتے تھے اور صراط مستقیم پر چلنے کی بہر صورت تلقین کرتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت قطبی کا معاملات باطنی میں مسلسل ربط قائم رہتا تھا۔ اور حضرت احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے جمال و کمال سے استفادہ کرتے تھے۔ حضرت قطبی فرماتے تھے کہ میں مقبروں

بیابانوں اور حجروں میں تنہا مشغول باطن رہتا تھا اور آس پاس بھی کوئی نہ ہوتا تھا۔ لیکن جب تہجد یا دوسری نمازوں کا وقت آتا تو حضرت قطب عالم شیخ احمد عبدالحق کی ولایت آموجود ہوتی اور حق حق کی آواز سن کر میں بیدار ہو جاتا اور مطلق غفلت نہ رہتی تھی اور میرے ساتھ یہ معاملہ کبھی ختم نہ ہوتا۔

ہاں السعید من سعد فی بطن اُمہ

شیخ محمدؐ کے ہاتھ پر بیعت

لطیفہ نمبر ۱۳۔ حضرت قطبی کی ارادت کا قصہ یہ ہے کہ حضرت شیخ محمد عارف بن شیخ احمد عبدالحق حضور قطبی کے ہم عمر تھے اسی لئے حضرت قطبی کما حقہٗ ان کی طرف متوجہ نہ تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی دوسری جگہ بیعت کریں ہر بار جب وہ کسی دوسری جگہ منسلک ہونے کا ارادہ کرتے تو حضرت شیخ قطب العالم احمد عبدالحق کی روح مبارک عارج ہوتی اور کہتی کہ تو ہماری ملک ہے کسی اور جگہ مت جا، یعنی تیرا باطنی روحانی حصہ ہمارے یہاں ہے کہیں اور جاکر بیعت کرنا بے سود ہوگا۔ آخر الامر جب اسی طور طوالت و مزاحمت ہوئی تو حضرت قطبی سمجھ گئے کہ فی الواقع میرا حصہ یہیں ہے لیکن عالم ظاہری میں کسی کے ہاتھ پر بیعت تو کرنی ہی چاہیئے۔ اس وقت

حضرت قطب العالم شیخ عبدالحق زنداں پیر باجسم ظاہری تشریف لائے۔ فرمایا کیا تجھے اب بھی شبہ ہے۔ ہمیں مردہ سمجھتا ہے۔ کہیں جانے کی ضرورت ہے تو ہماری ملک ہے" اور اسی وقت اپنے پوتے شیخ محمد کے حوالے کر دیا اور حضرت قطبی شیخ محمد ہی سے مرید ہوئے گو حضرت شیخ محمد حضرت قطبی کے پیر تھے تاہم وہ حضرت قطبی کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

تا نسوزی بر نیاید بوئے عود

لطیفہ نمبر ۱۴۔ حضرت قطبی نے روضہ قطب المشائخ مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق اور ان کی خانقاہ کی جاروب کشی۔ ایندھن کی فراہمی اور صفائی کی کل خدمت اپنے ذمہ لے لی تھی اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہتے تھے حتیٰ کہ چلہ کشی اختیار کر لی تھی۔ جب خورد و نوش کے بغیر مدت گذر گئی اور اندرونی آگ بھڑک اٹھی تو خون جاری ہو گیا جو سانس خارج ہوتا اس سے جلے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس شعر کی کی حقیقت کا ذاتی طور پر معائنہ و مشاہدہ کیا ہے

تا نسوزی بر نیاید بوئے عود
پختہ و اندکیں سخن ہر خام نیست

آخرکار آپ کے شیخ نے سمجھ لیا کہ یہ جوان آتشِ عشق سے جل چکا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جان جسم سے نکل جائے گی۔ آگ سر میں سے خارج ہوتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ موسم سرما تھا برف پڑ رہی تھی۔ چند برتن ٹھنڈا پانی کے سر پر ڈالنے سے سر میں خنکی نہ پیدا ہوتی تھی بلکہ ایسی کیفیت پیدا ہوتی تھی جیسے گرم برتن پر پانی ڈالنے سے آواز پیدا ہوتی۔ کافی دیر تک سر پر ٹھنڈا پانی ڈالنے سے کچھ خنکی پیدا ہوتی تھی اسوقت آپ کو ٹھنڈے پانی اور شربتوں کا استعمال کرایا گیا اور سخت ریاضت سے روکا گیا تاکہ آپ ہلاکت سے محفوظ رہیں ہاں اللہ کو چاہنے والوں نے اس کی راہ میں اپنے نفس سے جنگ کی ہے۔ حضرت خود فرمایا کرتے تھے۔ رباعی

تا نشود مغز سر زیر پا　　کے برسد کس بدرِ کبریا
ہم برسی نیز اگر احمدی　　سہل شدہ رنج تو یا مرحبا

جب تک کھوپڑی سے بھیجہ نکل کر پاؤں میں نہ آجائے اللہ کے در پر نہیں جا سکتا اگر تو احمدی ہے تو تو بھی پہونچ جائے گا۔ مبارک ہو تیری مشکل آسان ہو گئی۔

حاشیہ صہ ۱۵۴ کا

ے یہ بات پختہ اور تجربہ کار آدمی جانتا ہے کہ عود کی بو اس کو جلائے بغیر نہیں آتی اسلئے کہ یہ ناتجربہ کار آدمی کا کام نہیں ہے۔ یعنی تحصیل عرفان حق کیلئے آتش عشق میں سوختہ اور کباب بننا ضروری ہے۔

حضرت قطبی کی شادی کا قصہ

لطیفہ نمبر ۱۵ حضرت قطبی کے شادی بیاہ کا قصہ بھی عجیب ہے۔
حضرت قطبی کا بیوی بچوں کے جھنجھٹ میں پڑنے کا بالکل ارادہ نہ تھا پختہ ارادہ کئے ہوئے تھے کہ مجرد زندگی دشت وکوہ وبیابانوں میں گذارینگے اور مرینگے تو ایسی جگہ کہ کسی کو نام ونشان تک معلوم نہ ہو آپ کی یہ کیفیت تجرید وتوحید کے باعث تھی۔
منقول ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم تجرید وتوحید ۔۔۔۔۔ شورش اور غلبہ کے سبب چند باریک اونچے پہاڑ کی چوٹی پر تشریف لے گئے تاکہ خود کو پہاڑ سے گرا کر پارہ پارہ کرلیں اور بے نام ونشان ہوجائیں لیکن جبریل علیہ السلام آتے تھے اور حفاظت کرتے تھے۔ مختصراً چونکہ شادی اور عیال داری ازل ہی سے مشیت ربی سے آپ کے لئے مقرر تھی اس لئے اس کے آثار بھی ظاہر ہوگئے۔
بندگی شیخ عارف کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی صاحبزادی ایک سیدزادے سے بیاہی گئی تھیں۔ مگر یہ شادی ناموافق رہی۔ کہتے ہیں سیدزادہ مذکور شراب خور اور فاسق تھا جبکہ صاحبزادی صالحہ وعابدہ تھیں۔ اس ناکام شادی کے بعد سے بندگی ام کلثوم (لڑکیوں کی والدہ) نے دل میں نیت کرلی تھی کہ دوسری لڑکی کی شادی وہاں کروگی جہاں

کیلئے حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق اجازت دیں پھر حضرت بندگی ام کلثوم نے خواب دیکھا کہ حضرت قطبی سماع سُن رہے ہیں اور حضرت کا پاؤں شکستہ ہے۔ شیخ احمد عبدالحق موجود ہیں اور فرماتے ہیں کہ ام کلثوم اس بچہ کو اپنی گود میں لے لو اور پرورش کرو جب وہ بیدار ہوئیں تو خود خواب کی تعبیر اس طرح لی کہ پاؤں کی شکستگی سے مراد یہ ہے کہ یہ بچہ درویش کامل ہوگا اور حق کے علاوہ کسی اور کے در پہ نہ جائیگا اور شکستہ پاؤں مصلے کی زینت بنے گا۔ گود میں لینے اور پرورش کرنیکا مطلب یہ ہے کہ بچی اسکے عقد میں دیدی جائے۔

اس خواب کی بناء پر تحریک رشتہ شروع ہوئی۔ ان دنوں حضرت شیخ محمد (آپکے پیر و مرشد) کے گھر لڑکے کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کپڑے دھونے کی غرض ہی سے گئے ہوئے تھے مریم نامی کنیز کو آپ کو بلانے کی غرض سے بھیجا گیا تاکہ آپ آکر بچہ کے کان میں اذان دیدیں۔ اس وقت اس کنیز نے آپ سے شادی بیاہ کرنے کی بات چھیڑ دی۔ اُدھر حضرت قطبی کو اس سے حد درجہ بیزاری تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ خلق سے یکسو ہوکر اپنے دوست (اللہ) کے ہو رہیں اپنے شادی بیاہ کی بات تک سننے کو تیار نہ تھے۔ پیر کے گھر میں آئے اور بچہ کے کان میں اذان دی۔ اور اپنے پیر کے حضور میں اپنی شادی نہ کرنے کے متعلق بھی اظہار کیا۔ انھوں نے فرمایا۔ میاں تمہارے اختیار میں کیا ہے۔ ؟ حضرت

قطبی نے عرض کیا میں آپ کے ہاتھ کا ڈھیلا ہوں آپ سالم رکھیں یا توڑیں آپ کو اختیار ہے۔

شیخ محمد جی نے پھر فرمایا "اگر مشیت الٰہی ہی میں تمہاری زوجیت منظور ہے تو ایسا موقع کہاں ملے گا کہ یہ ضعیفہ شیخ محمد کی بہن شیخ عارف کی بیٹی اور قطب عالم شیخ عبدالحق کی پوتی ہے۔

اس پر حضرت قطبی خاموش ہو گئے اور چونکہ نوشتہ ازل تھا اسلئے شادی ہوئی۔ شادی کی رات کو نوشہ کا جوڑا (لباس) حضرت قطبی کے والد کے گھر بھیجا گیا اس وقت بھی حضرت قطبی اپنے پیر کے گھر میں آب کشی اور جاروب کشی اور دیگر امور کی انجام دہی میں مصروف تھے۔ آپ کے والد کے گھر سے چند آدمی آئے اور آپ کو پکڑ لے گئے۔ غسل کرا کر دولھا کا لباس پہنایا۔

خلق خدا میں دھوم مچ گئی کہ دیوانہ کی شادی ہو رہی ہے۔ بیحد خلق خدا جمع ہو گئی نکاح کے بعد آپ کو دلہن کے گھر لیجایا گیا اور ہندوستان کے رواج کے مطابق "جلوہ" کی رسم شروع ہوئی۔ ڈومنی نے گانا شروع کیا ؎ مکھ کھول دولھا شہ دیکھا لوری

اس گھونگھٹ کی کارن شہ ہانہ مروری

ہندی کے ان اشعار پر حضرت قطبی کو حال و وجد طاری ہو گیا عشق حقیقی کی گرمی بڑھ گئی۔ تختِ عروسی سے گر گئے اور وجد و رقص کرنے لگے۔

شادی کے کپڑے اسی وقت پارہ پارہ کر دیئے کسی سوختہ عشق نے کیا خوب کہا ہے لہ

طاقتیم کہ باغیر خدا جفت نہ گردیم
زوجیت وشہوات وھوار انشاسیم

اُس وقت لڑکی کی والدہ بندگی اُم کلثوم کو خلق بُرا کہنے لگی۔ کہ اپنی بیٹی کو دیدہ ودانستہ کیوں دیوانے کے سپُرد کر دیا۔

حضرت اُم کلثوم نے جواب دیا "نوشتۂ ازل یہی تھا کیا کیا جا سکتا ہے۔

خود اختیاری فقر و فاقہ

لطیفہ نمبر ۱۰۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی کو خلق سے بہت بیزاری تھی گو بظاہر عقد ہو گیا تھا مگر سب سے کھنچے رہتے تھے۔ دنیا سے اس حد تک یکسوئی اختیار کر لی تھی کہ آبا و اجداد سے ورثہ میں ملی ہوئی جائیداد کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ فقر و فاقہ کے باوجود یادِ خدا میں محو رہتے تھے

میرے بڑے بھائی حمید الدین حضرت قطبی کے سب سے بڑے

لہ ہر فرد واحد ہیں خدا کے سوا ہمارا کسی سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ ہم ہوس نفس سے آشنا نہیں ہیں۔

صاحبزادے ان ایام میں کم سن تھے۔ عالم یہ تھا کہ دو یا تین روز کے بعد کھانا میسّر ہوتا تھا۔ جب ان کو بھوک زیادہ ستاتی تو اپنی والدہ سے کھانا مانگتے تھے۔ والدہ فرماتیں کہ اپنے والد سے مانگو۔ میرے بڑے بھائی حضرت قطبی کے سامنے جاکر کہتے "اباجی بھوک شدید لگ رہی ہے برداشت نہیں ہوتی"۔ حضرت اس خیال سے انکی طرف توجہ نہ کرتے کہ کہیں باپ کی محبت جوش میں نہ آجائے اور بیٹے کے لئے روزی کمانے کی کوشش درحق سے نہ ہٹادے یا مشاغل باطنی میں خرابی نہ پیدا ہو جائے۔

بندگی شیخ حمیدالدین معصومیت سے بھوک کی شکایت کئے جاتے تو حضرت قطبی جواب دیتے "بیٹے انشاءاللہ بہشت میں جاکر کھانا کھائیں گے"۔ اس کے بعد بندگی برادر بزرگ پھر والدہ کے پاس آکر کہتے۔ "اماں اباجی نے تو بہشت میں جاکر کھانا کھانے کو کہا ہے۔ کہاں ہے بہشت وہاں کب چلیں گے"۔ اسپر والدہ محترمہ بیٹے کی محبت میں رونے لگتیں اور فرماتیں "آج اللہ کے حکم سے ہمارے نصیب میں یہی ہے دیکھیں کل کیا ہوتا ہے"۔

شعر
راہِ وصال دوست کسے رائگاں ندید
آنکس کہ دید ہر دو جہاں درمیاں ندید

ے (اللہ کے کسی بھی طالب نے اسکی راہ کو بے سود نہیں پایا۔ جس نے

اللہ کو پایا تو اس ت دونوں جہانوں کو اپنی راہ سے نکال دیا۔
حضرت قطب و کو عزیزوں اور رشتہ داروں سے ایسا کھینچ لیا
تھا کہ عزیزوں ر دں کے یہاں کسی تقریب کے سلسلے میں مٹھائی
یا اور کھانے پ ز تقسیم ہوتی تو حضرت کے گھر نہ آتی جب کسی
کو یاد آتا کہ حضر کے گھر حصہ نہیں بھیجا گیا ہے تو کہتے کہ "ہاں بھول گئے
ہیں" الغرض شیخ نے خود کو سب سے لاتعلق کر لیا تھا کہ لوگ تین
حضرت شیخ کے گ جاتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

ہجرت الخ ا فی سوا کا وایمتت العیال لکیٰ ارا کا
ولو قتطع لحب ارًبا لما حق الفواد الیٰ سواکا

(میں نے تم ا طر خلق کو چھوڑ دیا اور تیرے دیدار کے لئے اپنے
اہل وعیال رشتہ منقطع کر لیا، تو نے اگر میری محبت کو منقطع
بھی کر دیا تو میرے دل میں تیری محبت کے علاوہ کچھ نہیں
ہوگا)

آنکہ خدمت کرد او مخدوم شد

لطیفہ نمبر ۱۷۔ حضرت قطبی راہِ میں برسوں جان کی بازی لگا کر استادوں کی خدمت کرتے رہے اور خاک چھانتے رہے اور بہت دشواری اور ذلّت اٹھا کر صاحبِ کمال ہوئے۔ یہ نہ سمجھنا کہ راہِ حق کو تن آسانی، نفس پروری، لذت اندوزی اور شہواتِ نفسانی کے باوجود آسانی سے سر کیا جا سکتا ہے۔ کیا خوب کہا ہے

؎ جانباز کہ وصل او بدستاں ندہند
شیر از قدحِ شرع بمستاں ندہند

حضرت قطبی فرماتے تھے کہ میں نے عمر پانی بھرنے، جھاڑو دینے لکڑیاں کاٹنے اور بہت سی دوسری خدمات کرتے بسر کر دی۔ یہانتک کہ لیلائی کی خدمت تمام دن کرنی پڑتی اور اس دوران میرے مربّی مجھے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا کرتے تھے۔ جمعہ کے دن مرشد کے گھر کے تمام کپڑے سر پہ اٹھا کر حوض پر لے جاتا اور دھو کر واپس لاتا۔ اس طرح ہر کام کے لئے حتیٰ کہ استنجا کرنے کیلئے بھی وقت مقرر تھا اور اس تمام اہتمام کا مقصد یہ تھا کہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے غفلت سے بچا رہوں۔ وقت ضائع نہ ہو اور نفس اور شیطان غلبہ نہ پا سکے۔

؎ مراد یہ ہے کہ تن آسانی چاہنے والوں کو وصل خدا نہیں ملتا جس طرح شرع کے پیالے سے مستوں کو روکا نہیں جاتا اسلئے اپنی جان کی بازی لگا دے اگر وصل خدا مطلوب ہے۔

اور یہ چیز اسی کو نصیب ہوتی ہے جو ازل ہی سے مبارک اور سعید ہو

مجاہدۂ نفس

لطیفہ نمبر ۱۰۔ ایک مرتبہ حضرت قطبی کے پاس پہننے کے لئے کپڑے نہ رہے۔ حضرت کے بڑے بھائی بندگی شیخ عبدالملک عرف میاں شیخ نے اپنی پشواز پہنا دی جو ریشمی کپڑے کی بنی ہوئی تھی۔ اعلیٰ کپڑا میلا ہو جائے تو برا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت قطبی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر دھو لیا جائے تو بہتر ہو۔ اس لئے اپنے پیر سے اسکے دھونے کی اجازت طلب کی۔ پیر نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر درخواست کی کوئی جواب نہ ملا۔

حضرت قطبی فرماتے تھے کہ شیطان نے دل وسوسہ ڈالا اور میں نے تیسری مرتبہ پھر درخواست کی جبکہ تقاضائے ادب کی رو سے پیروں اور استادوں سے دو مرتبہ جواب نہ ملنے پر تیسری مرتبہ درخواست نہیں کرنا چاہیئے۔ پیر و مرشد سخت برہم ہوئے اور فرمایا کہ " اس ریشمی لباس نے تجھے خراب کر دیا ہے۔ تیرا نفس موٹا ہو گیا ہے۔ عیش و آرام کا طالب ہے۔ غرض انہوں نے سخت ملامت کی۔ حضرت قطبی نے اس لباس کو اتار دیا اور پھر کبھی نہ پہنا۔

حضرت قطبی فرمایا کرتے تھے جو رنج و مشقت اس راہ میں ہمنے

اپنے استادوں وراہ بران طریقت، کے حضور اٹھائی اور پھر اس راہ میں ثابت رہے وہی اگر آج طالبانِ حق کے لئے رُوار کھیں تو وہ برداشت نہ کر سکیں گے اور راہ پر قائم نہ رہ سکیں گے اسلئے ان کی ہمت اور طلب کے مطابق دیا جاتا ہے۔"

تجزیہ و تفریح

لطیفہ نمبر ۱۹۔ حضرت قطبی کے پاس شروع ہی سے اس فقیر رکن الدین (خاکروب آستانہ حضرت قطبی) کی ولادت کیوقت تک پہننے کے لئے کپڑے نہ تھے۔ آپ کے گلے میں پیوند لگی ہوئی گدڑی رہتی تھی۔ اسی طرح پاجامہ اور ٹوپی بھی پیوند کاری کا مرقع تھی چنانچہ اسی کو پہن کر اپنے معمولات اوراد و وظائف ادا کرتے تھے اور ایک دوٹانکے لگا کر استعمال کر لیتے تھے۔

حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ کپڑوں کے ٹکڑے، خاک کے ڈھیر نالیوں اور گلیوں سے جمع کر لیتے اور پھر ان کو دھو کر پاک صاف کر کے اور جوڑ کر اپنا کوئی کپڑا خود ہی سی لیا کرتے تھے۔ حضور کا خرقہ مبارک اس زمانہ تک موجود ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

حضرت قطبی کا حضرت شیخ خواجگی سدھوری پر بڑا اعتقاد تھا جو اپنے وقت کے زبردست عابد و زاہد شمار کئے جاتے تھے۔ گاہے

گاہے ان کے پاس جایا کرتے تھے چونکہ شیخ خواجگی آپ کو ہمیشہ ہی پیوندوار گدڑی پہنے ہوئے دیکھتے تھے اس لئے ایک روز انھوں نے فرمایا "بعض سالکوں میں ریا اور نفسانیت گدڑی سے بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر انھیں کوئی کپڑے پہننے کو کہے اور گدڑی کے استعمال سے روکے تو ان کو انتہائی شاق گذرتا ہے۔ اگر ممکن ہو تو ایسا کرنے والوں کو تیغ سے ٹکڑے کر ڈالیں۔ اسپر حضرت قطبی کو خیال ہوا کہ اگر کپڑا میسر آجائے تو لباس بنا کر پہن لیں بعض دوستوں اور مریدوں نے مل کر کچھ رقم جمع کی۔ اور دس گز کپڑا آپکے لباس کے لئے خرید لائے۔ حضرت قطبی نے اس لباس کو پہنا اور جب وہ پھٹ گیا تو پھر وہی گدڑی پہن لی۔ کیونکہ تنگدستی حد درجہ تھی اور دوبارہ کپڑا مہیا نہ ہو سکا تھا۔

بندگی والدہ صاجہ کے پاس اپنے جہیز کے گلوبند کا چند تولہ سونا رکھا تھا اور وہ بھی حضرت قطبی سے خفیہ رکھا ہوا تھا اسی خیال سے کہ تنگدستی اور فقر بہت زیادہ ہے اگر یہ سونا استعمال سے بچ رہے تو فرزند حمید الدین کے کار خیر میں کام آجائیگا اور سرخروئی ہوگی۔ ادھر حضرت قطبی کی کیفیت تجرید و تفرید کے باعث ان کے لئے گھر میں سونے کی موجودگی ناقابل برداشت تھی اور انھیں اس سے کراہت تھی۔ ایک روز انھوں نے یہ بات شیخ سدھوری کے روبرو بیان کردی اور کہا

کہ "تجرید و تفرید" کا اختیار کرنا تو میرے راستے کی شرط ناگزیر ہے۔ میں چاہتا ہوں اس سونے کو گھر سے دور کر دوں مگر شیخ حمید کی والدہ اسکے لئے تیار نہیں ہوتیں۔"

حضرت شیخ خواجگی سدھوری نے فرمایا "ہائے ہائے اس خیال کو دل سے نکال دو اور اس ضعیفہ کو ناحق رنجیدہ مت کرو۔ تمہارا اس سونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تجرید و تفرید تمہاری اپنی ذات کے لئے مختص ہے۔ دوسروں سے اس کا کیا تعلق۔ اس سلسلے میں تم ان سے کچھ نہ کہو۔ سبحان اللہ کیا ہمت تھی ان کی اور حضور حق سے انھیں کیا توفیق عطا ہوئی تھی۔

ریاضت، مجاہدہ، تقویٰ و طہارت

لطیفہ نمبر ۲۰۔ حضرت قطبی نے اس درجہ ریاضت و مجاہدہ کیا تھا کہ ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے اور اس پر یقین کرنا بھی محال ہے۔ آپ کا حجرہ بکثرت سانپ، چوہے، چیونٹیوں اور حشرات الارض کا مسکن تھا اور اکثر سانپ رینگتے ہوئے نظر آتے تھے لیکن کوئی گزند نہیں پہونچاتے تھے۔

حضرت اپنی عبادت میں کوئی تخفیف نہیں کرتے تھے نہ نماز

روزوں میں نہ ذکر و زہد و تقویٰ میں حد درجہ توکل تھا ابتدائے حال میں ہر قسم کی عبادت کو انتہا تک پہونچا دیا تھا۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بازار کے عام قصابوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے۔ شبہ کی وجہ سے اسکے استعمال سے پرہیز کرتے تھے۔ ایک قصاب کے مرید ہو جانے کے بعد جب اس نے نہ صرف یہ کہ احکام ذبح سیکھ لئے بلکہ ان پر عامل بھی ہو گیا تب کبھی کبھی اس قصاب کے یہاں کا گوشت کھا لیا کرتے تھے۔ آب چاہ سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ آبادی سے دور ایک بڑا حوض تھا اس کا پانی استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح ہر لقمۂ خوراک اور کپڑے کے استعمال میں بھی بہت محتاط تھے۔ آفریں ہے بندگانِ خدا اور ان کی دینداری پر

چار سو رکعت نوافل دن میں اور چار سو شب میں

لطیفہ نمبر ۲۱۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی کو اہتمام عبادت کو بہت ذوق تھا فرماتے تھے کہ ادائیگی فرض، سنن، اوراد و وظائف کے علاوہ چار سو رکعت نوافل دن میں اور چار سو شب میں باقاعدگی سے پڑھا کرتے تھے۔ خرقۂ مبارک اور پاجامہ کا کپڑا استعمال کثرت کی وجہ پارہ پارہ ہو جاتا تھا۔ موسم سرما میں برف پڑتی تھی۔ پاؤں اور پنڈلیاں پھٹ جاتی تھیں۔ اس کے

باوجود حضرت بے تکلف نماز کی ادائیگی میں مصروف رہتے تھے جب نفس کو گرمی حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تو اسکو تسلی دیتے کہ چند دوگانہ اور ادا کر لیں پھر آگ تاپیں گے اور اس طرح متواتر عبادت میں مصروف رات گذر جاتی۔ البتہ بعض معتقدین حواس حال سے واقف ہو گئے تھے کبھی کبھی برتن میں آگ ڈال کر آپ کے پیچھے رکھ دیتے تھے کہ کچھ تو گرمی پہونچتی رہے۔ بالعموم حضرت عبادت میں ایسے محو ہوتے کہ گرمی سردی کا احساس ہی نہ ہوتا تھا۔

ذکر جہر اور مراقبہ توحید وفناء

لطیفہ نمبر ۲۲۔ حضرت قطبی ذکر جہر بکثرت کیا کرتے تھے فرماتے تھے کہ ذکر جہر کرتے ہوئے سالہا سال گزر گئے تھے۔ دستور یہ تھا کہ بعد نماز عشاء ذکر جہر شروع ہوتا تھا اور تمام رات اس میں گذر جاتی تھی۔ یہانتک کہ صبح صادق ہو جاتی تھی۔ اس مسلسل ذکر کیوجہ سے دوستوں اور معتقدین کو حد درجہ تکان ہو جاتی اور ذکر کرنے کی سکت نہ رہتی تھی لیکن حضرت قطبی اپنا معمول پورا کر لیا کرتے تھے۔

حضرت قطبی مراقبۂ توحید وفنا بھی مدت دراز تک کرتے رہے

حضرت باعتبار مشرب حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق مراقبۂ توحید وفنا کا شغل کیا کرتے تھے۔ اور اس میں مصروفیت کے دوران محویت کا یہ عالم ہوتا کہ اس میں ایک پہر یا اس سے بھی زیادہ وقت گذر جاتا اور حضرت دنیا و مافیہا سے اور خود اپنی ذات تک سے بیخبر رہتے۔ اور آپ کا سرِ مبارک جھکتے جھکتے رکوع کی حالت کو پہونچ جاتا۔ تب آپ ہوشیار ہوتے۔

مستی و بیخودی کی یہ کیفیت تھی کہ آپ جس راہ سے بھی گزرتے خلق خدا راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاتی اور کہتی تھی "ہٹو ہٹو وہ دیوانہ مست آرہا ہے ایسا نہ ہو کوئی سخت جملہ اسکے منہ سے نکل جائے۔" چند برس حضرت قطبی کی یہی حالت رہی۔

غلبۂ سلطانِ ذکر

لطیفہ نمبر ۲۳۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی پر سلطان ذکر کا بے حد غلبہ تھا فرمایا کرتے تھے "ہم سمجھتے تھے کہ شاید ہماری عقل سلب ہو کر جذب و جنون کی حالت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ ساعت بساعت سلطان ذکر متواتر وارد ہوتا تھا اور اس میں سے فرصت نہ ملتی تھی۔

سلطانِ ذکر واردات غیبی اور مخصوص حالت کا نام ہے۔ جو حضرت مخدوم کے مسلک سے بالخصوص متعلق ہے اسکے ذاکر چند سالک ہی ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ کسی نے اس بارہ میں کوئی خبر دی ہے یا نہیں۔ البتہ صاحبِ رسالہ مکیہ، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی، نے اس ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ انشاء اللہ تعالےٰ بیان کیا جائیگا۔ سلطانِ ذکر کی زبردست ہیبت و دبدبہ ہوتا ہے گویا اس کے وِرد سے انسان سے دنیاوی آلائش پاک وصاف ہوجاتی ہے۔

اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض
اثقالها وقال الانسان مالها "جب زمین اپنی
سخت جنبش ہلائی جائے گی اور زمین اپنا بوجھ باہر نکال
پھینکے گی اور انسان اس کو دیکھ کر کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے"

یہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس کا ورود بیداری وخواب کے درمیانی حالت سے شروع ہوتا ہے اور حواسِ ظاہری کمزور ہوجاتا ہے لیکن جب شغلِ باطن حاوی ہوجائے تو پھر بیداری و خواب میں زیادہ فرق باقی نہیں رہتا اور پھر ساعت بہ ساعت عین بیداری کی حالت میں یہ ذکر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

ابتدا میں اس ذکر سے خوف وہیبت طاری ہوتی ہے۔ لیکن اس کا تواتر ایک انس سا تواتر پیدا کردیتا ہے اور خوف

کم ہوتا ہے۔ اور یہ عالم ہوتا ہے کہ طالبِ حق کو ہر دم اسی کی خواہش اور اسی کا اشتیاق رہتا ہے اس حالت میں طالب حق سے دنیا و مافیہا کا شعور ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اپنی ذات کا شعور باقی رہتا ہے۔ اور اس کو احساس ہوتا ہے کہ مجھ پر ورود ذکر اور حال کا غلبہ ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کو خود کا بھی احساس نہیں رہتا۔ اور انتہائی محویت میں غرق ہو جاتا ہے اور اس سے فنا، الفنا کے مقام تک پہونچ جاتا ہے۔

سبحان اللہ یہ دولت کسی سعید ازل ہی کو ملتی ہے اور وہ جو کچھ کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں وحی کے بارہ میں فرمایا ہے کہ مثل صلصلۃ الجرس وھو اشد علی فیصفم عنی وقد وعیت عنہ ما قال واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقال قالت عائشۃؓ ولقد رایتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقاً۔

مطلب یہ ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "کبھی کبھی مجھ پر وحی

گھنٹہ کی آواز کیطرح ہے اور یہ سخت اور دشوار تر نزولِ وحی ہے
اس کے بعد وہ آواز مجھ سے جدا ہوتی ہے اور میں اسکی طرف
پوری طرح متوجہ رہتا ہوں کہ وہ کیا کلام کرتی ہے۔ اسی وقت
ایک فرشتہ شکلِ انسانی میں ظاہر ہوتا ہے اور وہ فرشتہ مجھ
سے کہتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔

اور حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا " بیشک بالتحقیق میں نے دیکھا
کہ موسمِ سرما کے ایام میں ان پر وحی کا نزول ہوتا اس کے بعد وحی کا نزول
منقطع ہو جاتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے پسینہ
ٹپکنے لگتا" اس حالت میں حرارت باطنی جوش میں آجاتی ہے اور
ظاہری سردی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ عین سردی میں کامل
گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور جسم سے پسینہ ٹپکنے لگتا ہے۔ اور یہ جو
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے "اشد علی" فرمایا لاریب
درست اور صحیح ہے۔

جو کچھ فرمایا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ عین صدق ہے
لیکن اہل معاملہ کے علاوہ کوئی اس راز کو کما حقہٗ نہیں جانتا
اس عالم میں جو تکلم ہوا اس کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے
حق میں وحی نام ہوا اور اولیاء کے حق میں اسے الہام کہتے
ہیں۔ الغرض سلطان ذکر کی کیفیت کا بیان مشکل ہے۔

کیونکہ اس عالمِ غیب کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ دردِ سلطان ذکر میں گھنٹے کی سی آواز پیدا ہوتی ہے اور جب زیادہ اونچی اور طاقتور ہوتی ہے تو بجلی کی کڑک بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت آواز پیدا ہوتی ہے۔

اس خیال سے کہ شاید طالب صادق کو شوق پیدا ہو جائے اور وہ اس کی تحقیق میں جدوجہد کر کے اس کا معائنہ و مشاہدہ کر سکے اسکی حقیقت مثال و نظیر سمجھاتا ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک خزاں رسیدہ درخت کو نہایت تند و تیز ہوا کا طوفان نہایت خوفناک آواز سے آکر گھیر لے اور اس کو بیخ و بن سے ہلا ڈالے حتیٰ کہ اس کی زمین دوز جڑوں کو بھی ہلا کر رکھ دے اس کی شاخوں اور پتوں کو بھی سلامت نہ چھوڑے اور تمام درخت کو دائیں اور بائیں سے جھنجھوڑ ڈالے۔ بس کچھ ایسی ہی حالت ذاکر کے جسم کی بھی ہو جاتی ہے۔

نیز جیسے کہ بجلی اپنی پوری آواز سے کڑک کر اور اسکی غضبناک آواز کانوں میں بھر جائے اور خوف و ہراس کی یہ کیفیت پیدا ہو جائے گویا کہ زمین و آسمان سر پہ گر رہا ہے اور اس حالت میں جسم کانپنے لگے۔ لیکن چونکہ بجلی کی کڑک اور جسم سے باہر ہوتی ہے اس لئے اس سے وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی جو سلطان ذکر سے پیدا ہوتی ہے۔

کیونکہ وہ بذاتہٖ جسم سے پیدا ہوتا ہے اور ذاکر کو اس درجہ لرزہ براندام کرتا ہے کہ جسمانی تمام کثافتیں اور آلائش صاف ہوجاتی ہے۔ یا یوں سمجھو کہ کوئی کمزور آدمی ایک عظیم دریا کے طوفان میں گر جائے اور پانی کی روانی کی مہیب آواز اس کے کانوں میں بھر جائے جس سے اسے کچھ بھی نہ سنائی دے اور پانی کی خوفناک موجیں اس کے جسم کو موت سے ہمکنار کردیں تو گویا ذاکر جسم میں اسی طرح ذکر پیدا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

رسالہ مکیہ کی روایت یوں ہے۔

قال الشیخ نجم الدین الکبریٰؒ ان للذکر وان کان بجرد اللسان سلطان عظیما ولا کنہ لا یظھر عند الوجود ای عند وجود نفسہ وشعور ذاتہ مع الحواس الظاھر لقوۃ احتجابہ من سلطان الذکر فاذا عری السیار عن عن الوجود بالنوم وبالغیبۃ عند ضعف الوجود ظھر سلطان الذکر وھو نور یقع علیہ من فوق او من ورا ء او من قدام فیتزلزل وینقض ویقول عند ذلک ضرورۃ لمخافتہ لا الٰہ الا اللہ ویجد شدۃً وقوۃ عظیمہ حتی انہ یسجدوا نیب حینئذٍ الی اللہ تعالیٰ ویسلم ویؤمن ھذا بقدر خدمتہ للذکر ومواظبتہ علیہ واین بیان ادنیٰ

ظہورِ سلطان ذکر

شیخ نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ ذکرِ زبانی کیوں نہ ہو اسکی بڑی طاقت ہے۔ لیکن احساسِ نفس اور شعورِ ذات رکھنے کے وقت اس کا ظہور نہیں ہوتا اسلئے کہ اس وقت یہ شخص سلطان الذکر سے محجوب رہتا ہے۔ پھر جب کوئی شخص شعود اور احساس سے نیند کی سی کیفیت یا غیبوبیت کی وجہ سے خالی ہو جائے تو سلطان الذکر ظاہر ہوتا ہے سلطان الذکر اس نور کو کہتے ہیں جو اوپر یا نیچے یا آگے یا پیچھے سے آتا ہے۔ جس سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور بدن ٹوٹ جاتا ہے سالک خوفزدہ ہو کر وردِ لا الٰہ الا اللہ کرتا ہے اور اپنے اندر عظیم قوت پاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے سربسجود ہو جاتا ہے اور ایمان کی تجدید کرتا ہے۔ اس حالت کا ظہور ذکر پر مداومت کے تناسب سے ہوگا اور یہ ظہورِ ذکر سلطانی کا ادنیٰ بیان ہے۔"

نمازِ معکوس

لطیفہ نمبر ۲۴۔ رات ہوتی تو حضرت قطبی کو فرصت ہو جاتی جسطرح لوگ دن میں کام میں مصروف ہو جاتے ہیں حضرت رات آنے پر کارِ حق میں مشغول ہو جاتے۔ غنودگی کی حالت میں بھی حضرت کی مژگاں باہم نہیں ملتی تھیں۔ سالہا سال راتوں کو نماز معکوس ادا کرتے رہے۔ بعد نماز عشاء جو خود کو لٹکاتے تھے تو صبح ہونے پر خود کو کھولتے تھے۔ اسی طرح تمام شب نماز معکوس میں گذر جاتی تھی۔ حضرت قطبی فرماتے تھے کہ ایک رات نماز معکوس میں مشغول تھا کہ سلطان ذکر پیدا ہو گیا۔ ظاہری وجود ختم ہو کر محویت پیدا ہو گئی بجز خود کے کسی چیز کا شعور باقی نہ رہا اور اسی حالت میں یہ اضافہ بھی ہو گیا کہ اپنے شعور سے بڑھ کر فنا در فنا کی حالت پیدا ہو گئی۔ اور عالمِ بقا نمودار ہوا۔ جب پھر بلندی کیطرف سے لوٹے تو ایک شخص نے ظاہر ہو کر کہا۔ مبارک ہو اس وقت تم واصلِ حق تھے اور پھر وہ غائب ہو گیا۔ اس فقیر رکن الدین نے حضرت قطبی سے دریافت کیا "وہ شخص کون تھا"، حضرت قطبی نے جواب نہ دیا۔ خاموش رہے۔ خدا جانے کیا راز تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

طریقۂ ادائیگی نوافل

لطیفہ نمبر ۲۵۔ حضرت قطبی وظیفہ نماز و نوافل اس طرح ادا کیا کرتے تھے کہ قرأۃ میں بعد فاتحہ دوسری سورت ملا کر وظیفہ شغلِ باطن میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ذکر خفی کے بارہ دم کر کے رکوع میں جاتے تھے۔ بتسبیح رکوع کے بعد چند دم ذکر خفی کرتے۔ اسی طرح قومہ، اس کے بعد ادائیگی بتسبیح سجدے میں بھی اسی طرح چند دم ذکر خفی کے کرتے اور اسی طرح تمام نماز نفل میں شغل حق کیا کرتے جو کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

حضرت قطبی فرماتے تھے کہ بعض راتوں میں اسی طرح دوگانہ نوافل پڑھتا تھا۔ چند دوگانہ نوافل میں تمام رات گذر جاتی۔ سبحان اللہ آفریں ہے اس ہمت پر۔

اہل دنیا سے احتراز

لطیفہ نمبر ۲۶۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی کو گاہے گاہے جوش و مستی کی کیفیت وارد ہو جاتی تھی تو عالم بے خودی

میں مستانہ وار دشت و بیابان کو چل پڑتے تھے لیکن اس حالت کی ہیبت کی وجہ سے کسی میں کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ دو تین روز بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوتا تو منت و سماجت کر کے گھر کو لے آتے قاضی محمود تھانیسری جو ردولی کا داروغہ تھا، جب ملاقات کی غرض سے آتا تو حضرت قطبی بھاگ کر کسی ویرانے میں چلے جاتے تھے۔

اہلِ دنیا سے آپ کو سخت احتراز تھا ان سے میل ملاپ کو زہر قاتل سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اہلِ دنیا سے سخت بدبو آتی ہے مجبور ہو کر ان سے بھاگتا ہوں۔ ایک دفعہ آپ کسی بیابان میں مقیم تھے عالمِ محویت و بیخودی کے سبب مدتوں بغیر خورد و نوش وہیں رہے۔ اس عالم میں آپ کو دنیا کی مطلق خبر نہ تھی۔

ہم نے تمہارے گھر کو آگ بھی لگا دی
تم اسکو اب بھی نہیں چھوڑتے

لطیفہ نمبر ۲۔ ایک شب حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا۔ "ہم نے تمہارے گھر کو بھی آگ لگا دی ہے تم اب بھی اس کو نہیں چھوڑتے اور پھر خواب ہی میں بھیکن درزی کا گھر دکھا کر فرمایا۔ "یہاں سے چلے جاؤ"

حضرت قطبی بیدار ہو کر آنکھ کھولی تو دیکھا گھر جل رہا ہے

اٹھے، حمائل لی اور گھر کو جلتا چھوڑ کر بھیکن درزی کے ہاں چلے گئے جب گھر کی آگ ٹھنڈی ہوگئی تو لوگوں کو حضرت قطبی کی جستجو ہوئی بھیکن کے گھر ایک حجرہ میں آپ کو مشغول پایا۔ بھیکن خیاط موصوف بھی اس راہ کا محرم تھا۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس کو نورِ حق کی تجلّی ہوئی تھی۔ جسکی حالتِ مستی کا اسپر مدتوں اثر رہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ لباس کی تراش میں اکثر غلطی کیا کرتا تھا۔ کرتے کی جگہ پاجامہ اور پاجامے کے بجائے کرتہ تراش لیا کرتا تھا۔ شیخ پیادہ نے اس کے لئے یہ ہندی بول کہے تھے۔ ؎

کا کرسیا کا کردھاگا ÷ درج جہاد من انہتہ لاگا

اِتباعِ شریعت کا حکم

لطیفہ نمبر ۲۸۔ حضرت قطبی فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے حال ہم نے اپنے باطن کے معاملے میں خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرئیل آئے اور ایک کتاب ہمارے سامنے رکھدی۔ ہم دل میں سوچ رہے تھے۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کسی کے پاس آنا درست نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شیطان ہو

ہمیں دھوکہ دے رہا ہو۔ اسی اثناء میں ہم نے دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور حضرت جبریل ؑ سے ہمکلام ہیں۔ اسی حالت میں ہمارے دل میں اس خدشہ کا جواب بھی آگیا کہ شیطان کا یہ مجال نہیں جو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ وسلم سے ہمکلام ہو۔ اس وقت ہم نے یہ بھی دیکھا کہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام دونوں روانہ ہو گئے۔

ہم نے رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا، اور عرض کیا کہ جبرئیل ؑ نے ہمیں ایک کتاب دی ہے کیا کریں" حضرت نے فرمایا " وہ کتاب میری مطابعت ہے اس کو خود پر لازم رکھو۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

اس کی تاثیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ حضرت قطبی شرع محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں اتباع سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم پر سختی سے قائم رہے اور ظاہر و باطن میں ذرّہ برابر کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ نہ اپنے لئے جائز سمجھتے نہ دوسروں کے لئے۔ اگر کسی سے تجاوز شرعی ہو جاتا تو اس سے سخت بیزاری کا اظہار فرماتے اور اس کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیتے تھے۔ گو کہ حضرت قطبی سب جماعتوں اور گروہ کے اشخاص سے ملتے تھے مگر مخالف دین کسی بات سے ہرگز متاثر نہ ہوتے تھے۔ البتہ دوسروں کو حضرت قطبی کی صحبت کے اثر سے صراط

مستقیم اختیار کرنے کی توفیق ہو جاتی تھی۔
الحمد للہ علیٰ ذلک حمدًا لا یحصیٰ

اسلام و ایمان کے بغیر صدور خوارق اور ورود اسرار گمراہی ہے

لطیفہ نمبر ۲۹۔ میرے عزیز جو طبقہ اللہ کی محبت کا دم بھرتا ہے ان کے لئے حکم ہوا ہے۔ "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" (یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان محبت کے دعوے داروں سے کہدیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو۔ تاکہ اللہ تمھیں دوست بنالے۔) اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ کی دوستی بندہ کے ساتھ اتباعِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ اسلئے نشانِ ہدایت و سعادت اتباعِ شریعت پر مبنی ہے۔ گو ہے یہ ظاہر لیکن ہے باطن کا عنوان۔ کیا خوب کہا ہے ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز پے رسول خدا
ہر کہ در راہ محمد رہ نیافت — تا ابد گردی ازیں درگہہ نیافت

(ہر وہ نور و سرورِ باطن جس کو شریعت کی پناہ حاصل نہ ہو مکر و فریب شیطانی سمجھا جاتا ہے۔ اکثر اہلِ سلوک بغیر اتباعِ شریعت اپنی راہ کھو چکے ہیں اور اکثر اہل توحید احکامِ شریعت پر مستحکم نہ ہونیکی وجہ

سے گمراہی میں پڑ گئے ہیں ؎

ہر چہ در داعیہ شرع نیست　　وسوسہ دیو بود بے نزاع

(یعنی ہر غیر شرعی چیز بالاتفاق وسوسۂ شیطانی ہے۔)

میرے عزیز کسی کو علم معرفت و وحدت کمال درجہ کا کیوں نہ ہو، اور کتنا ہی صاحبِ خوارق کیوں نہ ہو اگر تارکِ شریعت ہے تو مکر و فریب شیطانی سے محفوظ نہیں۔ یعنی سوءِ ادب اور شریعت کی مخالفت کی حالت میں خرقِ عادت اور ظہورِ کرامت مکر کے سوا کچھ بھی نہیں سمجھدار لوگ خوب واقف ہیں کہ بعض کافر جوگی جن کا اسلام سے دور کا واسطہ نہیں بڑی خوبی سے علم معرفت و توحید کو بیان کرتے ہیں۔ صاحبِ نفس ہو جاتے ہیں اور باطل خرق عادت (استدراج) دکھاتے ہیں

کیا نہیں معلوم کہ فرعون بھی اس پر خدا کی لعنت ہو) حامل استدراج (چھوٹی) کرامت و کشف تھا۔ اور الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا ما علمت لکم من الٰہ غیری (میں اپنے علاوہ کسی کو تمہارا معبود نہیں سمجھتا) اور کیا معلوم نہیں کہ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد یعنی دجال کو دیکھا تو پوچھا ماذا ترٰی قال اریٰ عرشًا علی الماء (تو نے کیا دیکھا جواب دیا میں نے عرش کو پانی پر دیکھا) فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم تو ئی عرش ابلیس علی البحر (پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ابلیس کا عرش پانی پر دیکھا) اور یہ سب قصہ کتب احادیث میں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان کے بغیر خوارق کا صدور اور غیبی اسرار کا ورود سب محض گمراہی ہے۔ اس میں آخرت کی فلاح و نجات نہیں البتہ حق سے دوری اور دوزخ کے طبقات مقدر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بغیر ایمان کے وصول توحید ممکن نہیں نعوذ باللہ منھا وکذالک جو مومن احکام شریعت پر نہ چلتا ہو اس سے کیسی ہی کرامات کا ظہور ہوتا ہو وہ گمراہی میں پڑ جانے سے محفوظ نہیں ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب غار حرا میں[1] حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ معانقہ کیا تو آپؐ کے قلب مبارک پر لرزہ طاری ہو گیا اور آپؐ زملونی، زملونی (مجھ کو چادر اڑھاؤ) فرماتے ہوئے حضرت خدیجہؓ کے پاس گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے انکو کملی اڑھاری۔ جب قرار و سکون ہوا فرمایا "لقد خشیت علی نفسی" (میرے دل میں خوف پیدا ہوا) اس لئے حضرت خدیجہؓ نے فرمایا۔ کلا واللہ لا یحزنک اللہ ابدًا انک لتصل

[1] حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

الرحم تصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسی المعدوم و
نقر الصیف وتعین علی نوایب الحق (اللہ کی قسم اللہ آپ کو
کبھی غمناک نہیں کریگا۔ تحقیق آپ صلہ رحمی کرتے ہیں سچ کہتے
ہیں اور ہر ایک کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ننگے کو کپڑا پہناتے ہیں مہمان
کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سچائی کے طریقوں سے رہنمائی کرتے ہیں۔

حاصلِ سخن یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضؓ نے بھی باطن کی سلامتی
کو ظاہر کی سلامتی پر محمول کیا ہے کیونکہ ظاہر ہی باطن کا عنوان ہے
ظاہری سلامتی کے بغیر دین و شریعت کی رو سے باطن کی سلامتی کا
امکان نہیں اور اس کی حقیقت بھی غیر معتبر ہے، اس لئے کہ
"کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھی زندقۃ" یعنی وہ حقیقت
جسے شریعت رد کرتی ہے محض بے دینی ہے۔

ہر وہ نور و سرور اور حضوری جس کا انحصار غیر مشروع اور ممنوعہ
عمل پر ہو وہ ارتکاب شریعت سے معدوم ہو جاتا ہے فی الواقع وہ
نور نہیں بلکہ تاریکی ہے وہ سرور نہیں فساد و شر ہے اور وہ حضوری
نہیں فریب ہے۔ شریعت کی تدوین ہی اظہارِ حقیقت کیلئے ہے
جسقدر کوئی احکامِ شریعت کی پابندی کریگا اسی قدر اسپر حقیقت
کا واضح انکشاف ہوگا۔ کیا خوب کہا ہے ؎

ہر آں نور کہ در شریعت راسخ آید حقیقت راہِ خود بر وی کشاید

(یعنی متبع شریعت پر حقیقت کا راز کھل جاتا ہے)

بزرگوں کے ارشاد کے بموجب جب تک عقل و ہوش اور دانائی باقی ہے احکامِ شرع لازم ہیں۔ اگر کسی کی عقل مفلوج ہو جائے باطن پر حال کا غلبہ ہو جائے اور ظاہری حالات کا یارانہ رہے، تو بیشک وہ معذور ہے۔

چنانچہ بعض قلندری سلسلے میں یہ طریق ہے کہ ان کو نماز روزہ ترک کرنے میں بالکل تأمل نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ الشیوخ نے عوارف المعارف میں قلندریہ اور ملامتیہ فرقوں کے درمیان فرق اس طرح بیان کیا ہے۔ "ملامتی باطنی خلوص و صدق کے باعث اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا عزیز رکھتا ہے۔ اپنے نیک عمل کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ اور اپنے کسی برے عمل کو چھپاتا نہیں۔ قلندری مشرب میں قلوب کی پاکیزگی اور سرور باطن کی وجہ سے حضور حق اور محبوب کا دیدار نصیب ہے ان میں باطنی سکر اور مستیٔ حال کا غلبہ مشاہدہ محبوب کے باعث متواتر رہتا ہے اسی وجہ سے وہ اعمالِ ظاہری یعنی نفلی عبادات و آداب میں اور شرعاً جائز چیزوں کے خورد و نوش میں تکلف نہیں کرتے اور محبوب کی حضوری کے سرور و لذت پر اکتفا کرتے ہیں البتہ فرائض کو ترک نہیں کرتے۔

چنانچہ اس فقیر (شیخ رکن الدین) نے حضرت قطبی سے دریافت

کیا تھا کہ شیخ الشیوخ نے عوارالمعارف میں ملامتیہ اور قلندریہ سلسلوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے ہم اسپر کیا عقیدہ رکھیں"۔ جواب دیا کہ "جو کچھ شیخ الشیوخ نے فرمایا ہے۔ اسی حقیقت پر اعتقاد رکھنا چاہیئے اسکے بعد حضرت قطبی نے فرمایا " شیخ الشیوخ نے قلندریہ سلسلے میں شرعی فرائض کی بجا آوری کے بارے میں تحریر فرمایا ہے اس میں رعایت کی ہے اور بات کی حقیقت کو چھپا گئے ہیں ہم نے قلندری مشرب کے لوگوں کو دیکھا ہے وہ ترک فرائض میں تکلف نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ شیخ بوعلی شاہ قلندر پانی پتی اور خواجہ کرک کرینی قلندروں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ شیخ حسین سرہرپوری ثم جونپوری قلندر خود اعلیٰ عالم دین ہونیکے باوجود فرائض بالکل ترک کیئے ہوئے تھے۔

خود میں نے محمد فخرالدین جونپوری سے کہا تھا کہ شیخ حسین سرہرپوری نماز نہیں پڑھتے اسپر شیخ محمد فخرالدین جونپوری نے فرمایا تھا، ہم تو نہیں کہتے کہ حسین نماز نہیں پڑھتے۔ شیخ حسین ترکستانی راہ خدا پر ہیں۔ ان کا راستہ قلندری ہے اور ہمارا تصوف، میرے عزیز قلندر یہ مسلک میں فرائض کا ترک کرنا بظاہر ہی معلوم ہوتا ہے (یعنی فی الحقیقت ایسا نہیں ہے) یا اس وجہ سے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ان کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہے اور ان کو قدرت ہے کہ ایک ہی وقت میں وہ

خود کو چند مقام پر ظاہر کر سکتے ہیں اسلئے ممکن ہے کہ اگر ایک جگہ ایک ہی وقت میں وہ تارک فرائض نظر آئیں تو اسی وقت میں دوسری جگہ انھوں نے فرائض کی ادائگی کی ہو یا پھر یہ ترک فرائض اسی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ ان کے حواس و عقل معمول کے مطابق نہ ہوں (یعنی ان کی عقل غلبۂ حال یا ورود شہود حق کی وجہ سے معمول کے مطابق نہ ہو۔ اور ان پر لاشعوری سی کیفیت وارد ہو گئی ہو اسلئے ایسا شخص احکام شرعی کی بجا آوری کیلئے مکلف نہیں ہوتا۔ مثلاً دیوانے جو بعض ظاہری کاموں میں ہوشیار نظر آتے ہیں لیکن صحیح العقل نہ ہونیکی وجہ سے ان پر احکام شرعی کی پابندی نہیں ہے۔

فلا یشکل ما قیل فی المسئلة الاعتقادیة من قوله ولا یبلغ العبد فی المحبة والقربة من الله تعالیٰ درجة فسقط عند هذا الوظائف ای وظائف الشرعیة من الفرائض والواجبات والسنن ما دام حیًا فی الدنیا ومن یدعی ذلك فهو زندقة

پس اعتقادیہ کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں رہا۔ ان کا ارشاد ہے کہ اس انسان کو خدا کے قرب کا ایک درجہ بھی اسوقت تک حاصل نہ ہو سکے گا جس سے شرعی احکام یعنی فرائض واجبات اور سنن ترک ہو رہے ہوں جب

والعارفان افضل خليفة الله تعالىٰ فی الدنیا الانبیاء والرسل ولم یتقبل عنهم مثل هذا قال الله تعالىٰ عن عیسیٰ علیه السلام اوصانی بالصلوٰة والزکوٰة وما دمت حیا فاذا لم تسقط عنهم فمن دونهم اولیٰ کذا فی عقیدة الخناح

تک وہ دنیا میں زندہ ہے۔ جو شخص ان کو ترک کردے یا چھوڑ دے وہ زندیق ہے۔ دنیا میں اللہ کے خلیفہ اور نائب انبیا اور رسل گذرے ہیں ان میں سے کسی ایک سے ایسا نقل نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰؑ کا قول کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے نماز اور زکواۃ کا حکم دیا ہے۔ جبتک میں زندہ ہوں۔ جب انبیاء علیہ السلام سے احکام شرعیہ ساقط نہیں ہوتے تو ان کے علاوہ کون شخص ہوسکتا ہے جو ان سے افضل ہو ایسا ہی الخناح کا عقیدہ ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اولیاء اللہ سے تکلیفات دور ہوجاتی ہیں تو اس سے مراد ان کے حق میں کلفت دور ہونے سے ہے۔ نہ کہ اصلی شرعی احکامات کی پابندی ختم ہونے سے۔ یعنی یہ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی عبادت میں تکلیف یا کلفت محسوس نہیں کرتے دلی اور جسمانی راحتوں کیساتھ عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

آتش بہم بسوزم ایں مذہب و کیش
عشقت بہم بجائے مذہب درپیش

لطیفہ نمبر ۳۰۔ شیخ حسین قلندر سرہریوری سید نجم الدین کے مُرید تھے اور سید نجم الدین شیخ نظام الدین اولیاء کے مُرید سید خضر کہیڑیہاری کے خلیفہ سید خضر مصاحب تھے۔ شیخ عبدالعزیز مکی کے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔ سُنا ہے کہ شیخ نجم الدین نے پانچ سو سال عمر پائی تھی۔ اور سید خضر کی سات سو سال عمر ہوئی ہے شیخ حسین مذکور جونپور کے علاقہ کے رہنے والے تھے عالم تھے اور ایک بڑا کتب خانہ بھی ان کی ملکیت تھا لیکن ان کا طور و مشرب قلندرانہ اور ابدالانہ تھا۔ کپڑا صرف ستر عورت کی حد تک پہنتے تھے۔ بظاہر نماز بھی نہیں پڑھتے تھے۔ ابتدائے حال میں حضرت قطبی کبھی کبھی اُن کے پاس جایا کرتے تھے۔ لیکن اپنی انتہائی مستی کے سبب کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔

شیخ حسین کی یہ عادت تھی کہ آنیوالوں کو ادھر ادھر کی باتوں میں لگا دیا کرتے تھے اور اپنے باطن کا حال نہ کھُلنے دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت قطبی سے پوچھا " ردولی کے اطراف میں لال تربوز دستیاب

ہونگے۔" حضرت قطبی نے بالکل جواب نہ دیا۔ اسکے بعد دریافت کیا "سلطان بہلول اور سلطان حسین کے بارہ میں جو ایک دوسرے کے خلاف دریا پر صف بستہ ہیں کیا خبر ہے۔" اِس سوال پر حضرت قطبی میں برداشت کی تاب نہ رہی، سختی سے جواب دیا۔ "اے شیخ آپکے پاس جو آتا ہے یہ قصے کہانیاں سننے نہیں آتا جسکو ایسی باتیں سننا مقصود ہوں تو بازار چلا جائے وہاں اس نوع کی بیشمار باتیں سننے میں آئیں گی۔ اسکے بعد شیخ حسین بہت انکساری اور خلوص سے پیش آئے اور متوجہ ہوکر فرمایا۔ فرمائیے آپ کیا کہتے ہیں" حضرت قطبی نے اس شعر کے معنیٰ دریافت کیے۔

آتش می زنم بسوزم ایں مذہب و کیش
عشقت بہم بجائے مذہب در پیش

شیخ حسین نے حاضرین کی طرف رخ کرکے فرمایا "دوستو تمہیں یہ بات میسر نہیں یہ ان حضرت ہی کا حصہ ہے۔ کیونکہ یہ تجرید و تفرید کے حامل ہیں اور خرقہ پوش ہیں" اسکے بعد شیخ حسین نے حضرت قطبی کی طرف رخ کیا اور فرمایا "یہ بیت عین القضاۃ کی تصنیف ہے اور ان کی تصنیفات میں سے چوبیسواں مکتوب میرے پیش نظر بھی ہے جو ایک بڑے صندوق کے اندر ایک چھوٹے سے صندوقچہ

بس ہے۔ عین القضاۃ اس میں لکھتے ہیں میری باتوں سے دو قسم کا مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ایک درست، دوسرا غلط درست مطلب وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو جنیدؒ اور شبلیؒ کے ہم پلہ ہو اور غلط مطلب یہ سب علماءِ ظاہر سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی اگر میں چاہوں کہ دانشمندوں جیسے معنی بیان کروں تو دانشمند میں ہوں نہیں اور جسکو انھوں نے غلط کہا ہے اس کا بیان ہی کیا کرنا۔

الغرض شیخ حسین قلندرؒ نے اجتناب کیا اور کوئی مطلب نہ بیان کیا اور اس گفتگو پر وہ مجلس ختم ہو گئی۔

اب حقیر فقیر اپنے پیر کے صدقہ تصرف سے معنیٰ بیان کرتا ہے ذرا ہوش سے سنو۔

"جب سالک کو مذہب کی رو سے وجود میں دو رنگی نظر آئے جو (عرفان) وحدت کیلئے حجاب ہے اور یہ حجاب نہ اٹھے تو وہ ظاہری اسلام کو حقیقت سے متصادم پاتا ہے (یعنی سالک کا مذہب باطن محبوب کی واحدیت یعنی وحدت الوجود ہے جبکہ مذہب ظاہر ذات حق اور بغیر ذاتِ حق پر مبنی ہے۔ اسی لئے ظاہری مذاہب کی رو سے سالک کا مذہب باطن شرک ہے اور اس طرح یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہوئے) اب اس سالک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس شرک سے نکلا جائے اور اسی مقصد کیلئے وہ اس

عشق (محبوب) کو پکڑ لیتا ہے۔ دل میں عشق کی آگ ماسوائے محبوب کے ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ جب تک عشق کی آگ غیر حق کو جلا نہ ڈالے اور صرف ایک رنگِ وحدت نہ ملا دے حقیقی اسلام کا حال ظاہر نہیں ہوتا۔ بے شک اسی حالت کے تقاضے سے کہتا ہے۔

آتش بزنم بسوزم ایں مذہب و کیش
عشقت بنہم بجائے مذہب در پیش

بیان کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ خانہ کعبہ کی زیارت کو گئے۔ پتھر سے تعمیر خانہ کعبہ دیکھا اور کہا اس جیسے تو اور بہت گھر دیکھے ہیں۔ حج نہ کیا واپس آ گئے۔ دوسرے سال پھر گئے تو خانہ کعبہ تو نظر نہ آیا البتہ وہی صاحبِ خانہ نظر آیا۔ فرمایا کہ ہاں یہ حج (طواف) کے لائق ہے۔ ایک ہی رنگِ وحدت ہے اور دوئی و شرک ختم ہو گیا ہے۔

شیخ حسین سرہرپوری قلندر کی خدمت میں حاضری

لطیفہ نمبر ۳۱۔ شیخ حسین سرہرپوری نماز نہیں پڑھتے تھے ایک دن حضرت قطبی ظہر کی نماز کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھے۔ نماز ظہر قضا ہوگئی شیخ حسین نے اشارۃً اپنی حالت بیان کرتے ہوئے کہا۔ "اے عزیز اگر کسی کی آستین ناپاک ہوجائے جب تک اسکو پاک نہ کرلے اسکی نماز درست نہ ہوگی۔

اسی وقت یہ بھی فرمایا ایسے مردانِ حق بیں ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہونگے جو کہ ہمیشہ طہارت میں مشغول رہتے ہیں جب طہارت سے فارغ ہوتے ہیں تو نماز میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اس طہارت اور نماز سے مراد حقیقی طہارت اور نماز ہے۔ یعنی غیر سے منقطع ہوکر محض اللہ سے واصل ہونا مقصود ہے۔ اسی لئے کہا ہے الوضو انفصال والصلوٰۃ اتصال ممن لم ینفصل عن الغیر لم یتصل بالحق

(وضو منقطع ہوتا ہے اور نماز ملاتی ہے پس جو شخص غیر حق سے جدا نہیں ہوا وہ حق کے ساتھ مل نہ سکا)

حضرت قطبی نے شیخ محمد (جو قطب العالم شیخ فرید مسعود اجودھنی کے پوتے عالم وقت اور شہر جونپور میں استاد تھے) سے کہا کہ شیخ حسین

نماز نہیں پڑھتے تھے۔ شیخ محمدؒ نے جواب دیا ہم نہیں کہتے کہ شیخ حسین نماز نہیں پڑھتے۔ شیخ حسین ایک برگستانی ہیں جو راہِ خدا میں ہیں لیکن ہمارا راستہ تصوّف ہے اور ان کا قلندریہ۔ البتہ بخیل آدمی ہیں ہمیں بلاتے ہیں اور جب ہم جاتے ہیں تو فیضیاب نہیں کرتے۔

الظاہرُ والباطنُ اللہ کو باطن کہیں تو وہ ظاہر بھی ہے

لطیفہ نمبر ۳۲۔ ایک روز حضرت قطبی نے شیخ محمد فخر مذکور سے ایک عجب مشکل امر حل کرنے کی استدعا کی کہ "الظاہر والباطن" دونوں اللہ تعالےٰ کی حقیقی صفات ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کو "باطن" کہیں تو وہ ظاہر بھی ہے لیکن کن معنوں میں وہ ظاہر ہے۔ یعنی اسم باطن کا اطلاق تو حق سبحانہٗ تعالےٰ پر ان معنیٰ میں سمجھ میں آتا ہے کہ حق تعالےٰ کو ہم اپنی حس کی قوت سے نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ وہ ہم سے عالم غیب میں ہے۔ مگر اسم ظاہر کا اطلاق کن معنی میں کیا جائے؟

شیخ محمد کچھ دیر غور کرتے رہے پھر فرمایا "اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنی قدرت اور صنعت سے تو ظاہر ہے مگر اپنی ذات سے ظاہر نہیں ہے اور یہ شریعت اور علمائے ظاہر کا بیان ہے اور اس اعتبار سے اسم ظاہر مجازی اور سببی ہوا نہ کہ

حقیقی کما لا یخفیٰ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں) دوسرے معنی کے لئے فرمایا کہ وہ ہم سے کسی نے بیان نہیں کئے ہیں۔ اسکے بعد حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے قول پر انحصار کرکے فرمایا۔ شیخ شرف الدین احمد نے اپنی تصانیف میں کشف پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے اجمالی اور کلی حیثیت سے چار عالم ہیں اول "عالم ناسوت" یہ ظاہری دنیا ہے جو مشاہدہ میں ہے۔ اور کشف ہے۔ یہ ہی اجسام اور جسدوں کی دنیا ہے۔

دوّم عالمِ ملکوت ہے کہ غیب میں لطیف ہے اور ارواح کا مسکن ہے۔ سوّم عالمِ جبروت ہے۔ چہارم "عالمِ لاہوت ہے اور یہ عالم درجہ غیب، غیب، غیب اور لطیف، لطیف، لطیف یعنی اللطف اللطائف ہے وہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی ذات وصفات کا عالم ہے۔ اسکے بعد فرمایا۔

"ناسوت کے ذرّہ ذرّہ پر" ملکوت چھایا ہوا ہے، اور پھر ناسوت اور ملکوت دونوں کے ذرّہ ذرّہ پر جبروت چھایا ہوا ہے اور پھر ناسوت، ملکوت، جبروت تینوں کے ذرّہ ذرّہ پر "لاہوت" محیط ہے اس مفہوم سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ تمام موجودات پر محیط ہے۔ اور جو لطیف تر ہے وہی محیط تر ہے۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے "الا انہ بکل شئ محیط"

(اللہ ہر چیز پر محیط ہے) حضرت قطبی نے دریافت کیا "کونسا احاطہ؟ آیا احاطہ الماء الترائب او غیر ھذا ہ" یعنی کیا پانی کا مٹی پر محیط ہونا مراد ہے یا اس کے علاوہ ؟

اس پر شیخ محمد نے فرمایا "پانی مٹی کو احاطہ کئے ہوئے ہو۔ نعوذ باللہ یہ تو شرک ہے اس میں دوئی ہے اس لئے کہ پانی اور خاک دونوں ذاتی طور پر مختلف ہیں اور عارفوں کے نزدیک دوئی شرک ہے۔"

اس کے بعد شیخ محمد نے اسکی مثال اور نظیر سے تشریح کی، کیونکہ جب عام بیان سے کسی امر کی وضاحت نہ ہوسکے تو پھر اس کو مثال اور بات کی بات سے کڑی ملا کر اشارات ہی میں واضح کیا جاسکتا ہے" یعنی سورج کی گرمی کے ظاہر اور باطن میں سبز رنگ محیط ہے اور وہی آفتاب کی گرمی سے سبز نقطہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے کہ لون الماء دن انا نہ اکہ پانی اپنے برتن کی شکل اختیار کرلیتا ہے

اشارہ اسپر ہے۔ کذلك الوجود المطلق محیط لکل شیی محیط اشارۃ الی ھذا فالاختلاف فی مرتبۃ الظاھر لا فی مرتبہ الوجود المطلق فلیس الا ھو ولہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحلیم (یعنی اسی طرح مطلق وجود ہر چیز کو محیط ہے بمنزلہ وجود مطلق کے پس نہیں ہے مگر وہ" اسی کے لئے بڑائی آسمانوں اور زمین کی اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ گھر کے صحن میں جو سبزہ ہے کوتاہ نظر صرف اس سبزہ ہی کو دیکھتا ہے جبکہ وسیع النظر دیکھ کر سمجھ جائیگا کہ سبزہ کا وجود آفتاب کی گرمی سے ہے۔

یہیں تک سوال وجواب پر وہ نشست ختم ہوگئی۔

اب ہمارے زمانہ میں حضور قطب العالم نے فرمایا ہے۔

"ہمیں یاد نہیں آتا کہ اسوقت شیخ محمد کی اس نظیر کو بیان کرنے سے کیا چیز مراد تھی اور ہم کیا سمجھتے تھے۔

افسوس ہزار افسوس کہ اس فقیر نے بھی حضرت کی حیات میں اس مسئلہ پر کچھ دریافت نہ کیا۔ یا حسرتے علی ما فرطت فی جنب اللہ (ہائے افسوس میرے خدا کے قریب ہوکر جدا رہنے پر) اب مذکورہ بیان ومثال کی وضاحت اس فقیر کی حقیر عقل میں دو طرح سے آتی ہے (واللہ اعلم بالصواب)

ایک یہ کہ یہ بات مسلمہ ہے کہ آفتاب نور کی گرمی کے بغیر سبزہ پیدا نہیں ہوتا۔ آفتاب کو رنگریز عالم سمجھ لینا بھی غلط ہوگا۔ دنیا میں ہر رنگ آفتاب کی روشنی اور گرمی کے سبب ہے اسلئے سبزہ میں سبز رنگ عین تجلی نور آفتاب ہے اور اسپر نور آفتاب چھایا ہوا ہے۔ جس کسی کو وسیع النظری اور بالیدگی فہم حاصل ہوگی۔ اس بات کو خوب سمجھ لیگا۔

دوسری تشریح یہ ہوسکتی ہے کہ سبزہ و نور کی مثال سے مراد عمیق النظری ہوسکتی ہے۔ یعنی ہماری آنکھ کی ظاہری بینائی میں آفتاب روشنی کا ظہور شرط ہے۔ بغیر آفتاب کے نور کے کسی چیز کا نظر آنا ممکن نہیں اور جب آفتاب کا نور چیزوں پر محیط ہو جاتا ہے تب اشیاء نظر آتی ہیں۔ اول جو چیز نظر آتی ہے یہی آفتاب کا نور ہے اور پھر اسی سے رنگ و اشکال اور چیزوں کی دوسری صورتیں نظر آتی ہیں۔ اور یہی اندازِ فکر فراخیٔ شعور ہے۔ لیکن اس بسیط طور فکر میں غفلت اور بے توجہی حائل ہے۔ اور اگر خوش قسمتی سے توجہ نور کی حقیقت جاننے کیطرف مائل بھی ہو جائے تو اس حقیقت فہمی کی صلاحیت الّا ماشاء اللہ شیخ محمد فخر کا مقصد بھی اسی وسیع النظری اور ادراک بسیط ہی سے ہے۔ جو گہری فکر و نظر سے کام لیگا سمجھ جائیگا کہ سبزہ اور کل اشیاء پر نورِ آفتاب محیط ہے۔ اس طرح کہ نورِ آفتاب ظاہر ہے اور کل اشیاء مظہر ہیں۔ گویا ظہور و مظہر دونوں نور کی صفات ہیں۔

اسی طرح ذہنی و خارجی، ظاہر و باطن، نمایاں و پوشیدہ، کل موجودات پر وجود حقیقی (ذات باری تعالےٰ) محیط ہے اور وہی مطلق وجود و ہستی ہے۔ وجود مطلق کے سوا صرف عدم ہے اور عدم محض سے کوئی چیز بھی وجود پذیر نہیں ہوسکتی (یعنی عدم محض سے موجودات

کے وجود میں آنے کا امکان نہیں اور یہ تصرف صرف وجود حقیقی و مطلق کو ہے اور ماسوا اس کے لاشئ ولاوجود ہے) بیشک وہی موجود ہے۔ اور وہی مشہود ہے۔ خواجہ نظامی فرماتے ہیں ؎

زیر نشیں علمت کائنات ٭ مایہ تو قائم جو تو قائم بذات

(سائے میں تیرے علم کے ہے وجود کائنات

گویا قائم ہیں تجھ سے اور تو خود قائم بذات)

اس لئے بات صاف ہوگئی کہ موجودات کا ظہور کسی ہیئت وحالت میں کیوں نہ ہو اسکے لئے وجود حقیقی شرط ہے، بیشک ہر وہ چیز جو محسوسات نظر اور تمیز میں آتی ہو۔ پہلے اس کی ہستی و وجود حقیقی شرط ہے۔ بیشک وہ ہر چیز جو محسوسات، نظر اور تمیز میں آتی ہو۔ پہلے اس کی ہستی و وجود کا احساس پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کی شکلیں صورتیں ذہن میں آتی ہیں۔ لیکن ظہور کا عام ہو جانا ہی حقیقت و ماہیت فہمی کے لئے پردہ بن گیا ہے (یعنی کثیر الوجود موجودات کے سبب فکر و نظر اس کی اصلیت پر کم متعطف ہوتی ہے) ؎ چوں آفتاب در رخ ہر ذرہ ظاہرم

از غایتِ ظہور عیانم پدید نیست

قالت الصوفیۃ خفی لشدۃ ظھورہ یعنی صوفیاء حضرات کی فکر کے بموجب اس کا اظہار شدت ہی اسکے خفی ہونیکا باعث ہے۔ ہستیٔ مطلق عارفوں کے نزدیک عین ذات ہے وہ لامتناہی اور لامحدود نور ہے۔ وہ پوشیدہ بھی نہیں خود بخود ظاہر ہے اور موجودات کا مظہر ہے اللہ نور السموات والارض (اللہ ہی زمین و آسمان کا نور ہے) سے اسی نور کی طرف اشارہ ہے اور اسی مفہوم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ وھوالظاھر والباطن وھو بکل شیئ محیط (وہی ظاہر و باطن ہے اور وہی کل چیزوں (وہی کل چیزوں (موجودات) پر محیط ہے) لیکن اس کی حقیقت کو سمجھنا کمالِ معرفت اور نور باطن کے بغیر ممکن نہیں۔

اب صوفیاء کا یہ خیال کہ خفی لشدۃ ظھورہ (یعنی میں کثرتِ ظہور سے ہوں پس حجاب) اس صورت کے سوا نہیں کہ ظہور دلیل ہے۔ خفا کے عدم وجود پر نہ کہ خِفا کے وجود پر، کیونکہ ظہور اور خِفا ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں جبکہ علت و معلول ایک دوسرے سے مربوط ہیں، تو ظہور کے ساتھ خِفا کا کیا ربط؟ اور اسی معنیٰ میں ان کے قول کا جواب میرے حقیقی بھائی عالمِ ربانی، عارفِ سبحانی شیخ المشائخ شیخ احمد مدالله عمرہ وعرفانہٗ نے دیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ "حق سبحانہٗ کی ذات مطلق ہے اور ظہور مطلق قیود کے ساتھ ہے۔ جب قیود مطلق قیود کے ساتھ ہے۔ جب ظہور مطلق قیود کے ساتھ ہوگا تو مطلق پوشیدہ ہو جائیگا۔"

دوسرا جواب انھوں نے یہ دیا کہ ظہور کی شدت غیر کی نفی کرتی ہے۔ جیسا کہ عالم شہادت (دنیا میں دیکھنے میں آتا ہے) مثلاً اگر زید مکان میں تنہا ہوگا تو زیادہ نمایاں ہوگا اور جب کوئی دوسرا شخص بھی اس مکان میں موجود ہوگا دوسرے شخص کے ظاہر ہونے سے زید کی شخصیت نمایاں نہیں رہے گی اور اس کے ظہور کی شدت زائل ہو جائیگی۔ بنابریں صوفیاء کے اس قول کا مطلب یہ ہوگا۔ خفی علینا لشدۃ ظہورہ فی نفس الامر فافہم فانہ دقیق گویا حقیقت کا شدتِ ظہور ہمارے لئے حجاب بن گیا ہے۔ اسکو سمجھو یہ دقیق ہے۔

تیسرا جواب برادرِ محترم شیخ المشائخ شیخ حمید الدین نے دیا۔ "ان شدۃ الظہور بنفسہا لیس بعلۃ للخفاء بل ہو علۃ بالواسطۃ فان شدۃ الظہور حدۃ لمعان النور وہی تورث فی العیون کلالۃ وفتور فی البصر وذلک الفتور والکلالۃ علۃ للخفاء اذا یصل ادراکہا الیہ کالشمس فی الصیف عند الاستواء لا یصل ادراک العیون الیہا۔" یعنی شدت کا ظاہر ہونا بنفسہٖ خفا کی علت نہیں ہے

لہ جتنی کہ قیود زیادہ ہوں گی اتنا ہی ظہور مطلق پوشیدہ ہو جائیگا۔

بلکہ واسطے کے ساتھ عِلّت ہے۔ کیونکہ شدّت کے ظاہر ہونے میں نور کی چمک کی تیزی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ آنکھوں میں فتور اور نقصان پیدا کر دیتی ہے اور یہ فتور اور خرابی عِلّت ہے خفا کے لئے اپنے اثر کے نفوذ کی صورت میں جیسے کہ سورج کی گرمی میں آسمان کے بیچ میں کھڑے ہونے سے آنکھوں کے دیکھنے کی قوت سورج تک نہیں پہونچ سکتی۔

اور یہ فقیر رکن الدین بھی بصدقۂ پیر دستگیر عرض کرتا ہے۔

معناہ خفی عیاننا عن عیوننا ای لاجری مخفیًا لشدۃ ظھورہ لانہ مخفی فی حد ذاتہ یعنی حق تعالےٰ انتہائی ظہور کے باعث پوشیدہ معلوم ہوتا ہے ورنہ درحقیقت وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ کما ان سرعۃ لشدۃ حرکۃ یری ساکنًا لانہ ساکن فی نفسہ وکذالک الماء الجاری لشدۃ جریانہ یری ساکنًا لانہ ساکن فی نفسہ ولیس بجاری فافھم واللہ اعلم بالصواب یعنی جیسے کہ چکی کا پاٹ شدت حرکت کی وجہ سے ساکن نظر آتا ہے گو کہ فی نفسہٖ وہ ساکن نہیں ہوتا اور اسی طرح جاری پانی تیز روانی کی وجہ سے ساکن نظر آتا ہے حالانکہ فی نفسہٖ وہ ساکن نہیں ہوتا اور جاری ہوتا ہے۔)

میرے عزیز اب اس عجیب نکتہ کو سمجھ جو شریعت کا ایک راز ہے جیسا کہ ایک صاحبِ شریعت نے فرمایا کہ صاحبِ عقل کے لئے یہ صنعت

قدرت اس کا ظاہر ہے اور اس ظاہر کا مغز اور روح راز حقیقت ہے، ذاتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ جو کہ ہستی مطلق ہے ھو ھو (جوں کا توں یا اسی طرح جیسا کہ تھا) کی حیثیت میں اسماء وصفات سے پاک وصاف اور اعتبار نسب سے مبرّا ہے کیونکہ یہ اس کا مرتبہ لاتعین ہے لیکن اس ذات مطلق کا ان امور سے متصف ہونا عالم ظہور کی طرف متوجہ ہونے کا باعث ہے۔ اسلئے وہ ذات وصفات وتجرد سے قطع نظر اپنی کثرت کی بناء پر مرتبۂ بطون (پوشیدگی) میں ہے یعنی کثرت صفائی کے سبب اس کی ذات نظروں سے پنہاں ہوگئی ہے گویا ظاہر میں اسکی صفات پر نظر جاتی ہے اور اس کی ذات نظر سے پوشیدہ رہتی ہے اور اس طرح اس کی صفات اس کی ذات کے لئے حجاب بن گئی ہیں، جس کا لازمہ پوشیدہ رہنا ہے۔ لاتدرك الابصار وھو یدرك الابصار (آنکھیں اسکو نہیں پاسکتیں وہ آنکھوں کو پاسکتا ہے) کا اشارہ اس مرتبہ بطون کی طرف ہے اور اپنی صفات واسماء سے متصف ہونے کے اعتبار سے مرتبہ ظہور میں ہے۔

ظہور کے مراتب میں اول مرتبہ "واحدیت" کا ہے جو کہ حضور حق کا مرتبۂ علم ہے اور جو کچھ شیوناتِ ذاتیہ یعنی وہ اعلیٰ حروف وصور اور اسماء جو "وحدتِ ذات کیلئے درج تھے وہ پہلے اعیانِ ثابتہ

کی صورت میں حضرت علم میں ظاہر ہوئے۔ مرتبۂ ظہور مرتبۂ عین (ذات) ہے۔ اعیانِ ثابتہ جو خارجی شکل میں عالمِ ظہور میں آئے دراصل وہی مرتبۂ صنعت و قدرت ہوا۔

بس یہ بات تحقیق کو پہونچ گئی کہ صفت بطون بالخصوص ذات کیلئے ہے جو کہ ہستی مطلق ہے اور خود اپنی خاصیت میں باطن ہے۔ بمصداق الآن کما کان وکما کان الآن (وہ ایسا ہی جیسا کہ تھا۔ اور جیسا کہ تھا ویسا ہی اب ہے) اور خارجی اعتبار سے ظاہر نہیں ہے۔ مگر ان تعینات و اعتبارات سے کی رو سے جو اعیان ثابتہ میں تھے" کمّا قیل خلق الاشیاء کما شاء[1] کے مثل اعیان ثابتہ میں وہی ظاہر ہے جو وحدتِ ذات میں مستور تھا اور وہی شیونات ذاتیہ تھا ؎ آنچہ اندر حق بغیب نہاں بود ہماں

در تو پیدا است ولیکن عرف من عرف است

اس لئے یہ بات پوشیدہ نہیں رہی کہ صفتِ ظہور اور صفت صنع وقدرت میں صاحبِ شرع صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان بموجب بالصنع والقدرت کا اشارہ اسی نکتہ کی طرف ہے اور یہ بات اسرار کی جان ہے۔ فافہم فانہ دقیق وعمیق لا یغص فیہ الا رض بحر الاحدیت والواحدیۃ۔ پس تو اس کو سمجھ کیونکہ یہ بہت ہی

[1] جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے چیزوں کو جیسے چاہا پیدا کیا۔

دقیق وعمیق ہے۔ بحرِ احدیت وواحدیت کی زمین اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

غمِ آخرت اور خوفِ خاتمہ

لطیفہ نمبر ۳۳۔ حضرت قطبی ردولی میں مقیم عبادت میں مشغول تھے کہ ایک دن نظام الملک جو حضور کی مجلس میں کبھی کبھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا۔ اسوقت حضرت قطبی غمِ آخرت اور خوفِ خاتمہ کا ذکر فرما رہے تھے۔

نظام الملک بولا کہ ایمان اللہ تعالےٰ کی عطا ہے۔ اگر کوئی کنجوس بھی کسی کو کوئی چیز عطا کرے تو واپس نہیں لیتا۔ خدا تعالےٰ جو کریم ہے کیسے اپنی کریمی کے باوصف اپنی عطا کو واپس لے گا اسلئے خوفِ خاتمہ تو نہ ہونا چاہیئے۔ حضرت قطبی نے حسبِ حال خود اس کو جواب دیا۔

"اے عزیز یہ تو بتاؤ کہ غمِ آخرت فرض ہے یا نہیں؟ اس نے کہا "جی ہاں فرض ہے" آپ نے فرمایا "تو پھر رو"

حضرت قطبی کے ارشاد کا فوراً اثر ہوا اور وہ زار و قطار رونے لگا۔ اور اس کا سنگدل سینہ جو خوفِ خاتمہ اور غمِ آخرت سے خالی تھا

گداز ہوگیا۔ خوف وغمِ آخرت اُسپر غالب ہوگیا۔ سبحان اللہ!
اللہ والوں کی صحبت بھی کیا کیمیا تاثیر ہے۔ اور اس سرخ گندھک
کی مانند ہے جو تانبے کو چھوتے ہی سونا بنا دیتی ہے۔ اور ایسا
آبِ حیات ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی پی لیا جائے تو
حیاتِ ابدی مِل جائے۔

بروئے شرع اس سوال کا جواب اس طرح ہے کہ حق سبحانہٗ
تعالےٰ اپنی عطا واپس نہیں لیتا۔ لیکن بندہ از روئے شرع صاحبِ
اختیار ہے اور خود اپنے اختیار سے کلمات کفر کہہ کر اس عطا کو رد کر دیتا
ہے۔ اس فقیر رکن الدین کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ہاں ایمان
باری تعالےٰ کی عطا ہے اور وہ خود اس عطا کو واپس نہیں لیتا۔
لیکن نعوذ باللہ اگر کسی کے مقصد ہی میں سلب ایمان منجانب اللہ ہے
تو میں اسکو نہیں کہتا بلکہ یہ کہوں گا کہ اسکو ایمان عاریتہً مِلا
ہے اور عاریتہً مِلی ہوئی چیز کی نفی یا تردید ممکن ہے اسلئے خوفِ خاتمہ
لازم ہے مبادا ایمان عاریتہً ہی ملا ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ کسی نے
کیا خوب کہا۔ بیرونِ گور لافِ کرامت چہ می زنی!
ایمان اگر بگور بری آں کرامت است

بیان کرتے ہیں کہ کسی نے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ سے پوچھا
"آج کے دن روئے زمین پر مردِ خدا کون ہے؟ بایزیدؒ نے فرمایا

لے حاشیہ اگلے صفحہ پر

"کل جواب دونگا۔ اور جب کل (دوسرا دن) ہوا تو بایزیدؒ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ سائل کو بڑی حیرت ہوئی اور اس نے سوچا کہ میری بات کا جواب تو ملا نہیں اور بایزیدؒ کا وعدہ ایفا نہیں ہوا۔ اس کے بعد وہ سائل ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ جنازے سے آواز آئی۔ "آج کے دن روئے زمین پر بایزید خدا کا بندہ ہے جو ایمان سلامت لئے جاتا ہے"

پس معلوم ہوا کہ گو بایزید کو از روئے کشف اپنی عاقبت معلوم تھی لیکن شریعت کی رو سے خوفِ خاتمہ باقی تھا اسی لئے جواب میں تاخیر کی، یہاں تک کہ بعد موت جب اپنے باایمان جانے کا یقین ہو گیا تب جواب دیا۔

کیا خوب کہا ہے۔ اجوں بسیر اسمند مہین یوں بناسوں کائن

حضرت قطبی گاہے گاہے یہ ہندی دوہا پڑھا کرتے تھے اور رویا کرتے تھے۔ ہر چند کہ اولیاء اللہ کو اپنی اور دوسروں کی عاقبت کا حال معلوم ہوتا ہے لیکن خوف خاتمہ باقی ہونے کی وجہ سے بیچینی اور بے اطمینانی باقی رہتی ہے ۔

وَسَوْفَ تَرٰی اذا انجلی الغبار ؛ تحتک فرس ام الحمار (وسوف ترٰی[1]

[1] گور میں پہونچنے سے پہلے کرامت کی کیا شیخی مارتا ہے۔ اگر تو قبر میں ایمان کی سلامتی کے ساتھ جائے تو وہ تیری کرامت ہوگی۔

وانکشف الغبار ؛ افرس تحت رجلک ام الحمار) عنقریب جب غبار دور ہو جائیگا تو تو دیکھے گا کہ تیرے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا۔

سجادہ نشینی باجازت روح مبارک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

لطیفہ نمبر ۳۴۔ حضرت قطبی نے پختہ ارادہ کیا ہوا تھا کہ عمر خلق سے دور کوہ و بیان میں گذارینگے۔ لیکن ان مشائخ عظام نے جو اس وقت حیات تھے جامہ ہائے خلافت عطا کئے اور کوشش کی کہ مسندِ خلافت پر بیٹھیں اور خلق سے بیعت لیں پھر ارواح حضرت قطب العالم شیخ احمد عبدالحق رح حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رح حضرت شیخ المشائخ شیخ فریدالدین مسعود رح اور دوسرے مشائخ کی ارواح تشریف لائیں اور کوشش کی کہ پیروں کی مسندِ ہدایت و رشد پر بیٹھیں اور بیعت کریں۔ اسکے بعد رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے سجادہ نشین اور بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔ اسپر حضرت قطبی مجبور ہو گئے اور سجادہ نشینی اختیار کی اور سلسلۂ بیعت جاری کیا۔

الحمد للہ علیٰ ذلک ہاں السعید من سعد فی بطن امہ

کُل طبقات کے مَشائخ اور خانوادوں سے
خلافت اور اجازت بیعت

لطیفہ نمبر ۲۵۔ حضرت قطبی کو کل طبقات کے مشائخ اور تمام خانوادوں سے بسلسلۂ ذیل خلافت عطا ہوئی تھی۔

اوّل خرقۂ خلافت :۔ اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ محمد جی سے، ان کو اپنے والد شیخ عارفؒ سے ان کو اپنے والد شیخ احمدؒ عبدالحقؒ سے اور پھر شیخ جلال الدینؒ پانی پتی شیخ شمس الدین ترکؒ پانی پتی، حضرت شیخ سید علاء الدین علی احمد صابر کلیریؒ، شیخ فرید مسعودؒ اجودھنی، قطب العالم بختیار کاکی اوشیؒ۔ خواجۂ خواجگان حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے اور اسی طرح بسلسلۂ معروف جناب رسالت پناہ نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تک۔

دوئم خرقۂ خلافت : حضرت شیخ الاسلام شیخ درویش بن شیخ اودھیؒ ان کو اپنے والد اور پیر شیخ فتح اللہ سے اور پھر شیخ صدر الدین احمدؒ بن شہابؒ، شیخ نصیر الدین محمود یوسف

اودھیؒ، سلطان المشائخ سلطان نظام الدینؒ اولیاء، قطب العالم حضرت شیخ فرید مسعود اجودھنیؒ، قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ، خواجۂ خواجگان حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور اسی طرح بسلسلۂ معروف تا بجناب رسالت پناہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

سوم خرقۂ خلافت:۔ شیخ الاسلام شیخ درویش بن قاسم اودھیؒ، شیخ الاسلام امیر سید بدھن بہرائچیؒ، سید اجملؒ شیخ الاسلام مخدوم جہانیانِ جہاں گشت سید جلال بخاریؒ شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ، شیخ صدر الدین، شیخ بہاء الدین زکریاؒ ملتانی۔ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اسی طرح بسلسلۂ معروف تا جناب رسالت پناہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

وایضاً:۔ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری کو چشت میں جامۂ خلافت حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ اودھی ہے۔ ان کو سلطان المشائخ سلطان نظام الدینؒ اولیاء سے۔ ان کو قطب العالم شیخ فرید مسعود اجودھنیؒ سے ان کو قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ سے۔ ان کو حضور خواجہ خواجگان

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور علیٰ ہٰذا تا جناب رسالت پناہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

چہارم جامۂ خلافت:۔ شیخ الاسلام حضرت بندگی میاںؒ شیخ بن حکیم اودھیؒ سے اور پھر حضرت پیر شیخ صدرالدین، شیخ علاءالدین، حضرت سید محمد گیسو دراز، حضرت نصیرالدین محمودؒ اودھیؒ، سلطان المشائخ الاولیاء شیخ فرید مسعود اجودھنیؒ، قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی، خواجۂ خواجگان حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور اسی طرح بسلسلۂ معروف تا جناب رسالت پناہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مقبول ازل جس کو حق سبحانہٗ تعالےٰ نے نوازا ہو ہر دو جہاں میں مقبول ہوگا۔ السعید من سعد فی بطن امہٖ

ردولی سے شاہ آباد کو ہجرت کا قصہ

لطیفہ نمبر ۳۶۔ حضرت قطبی کے قصبہ ردولی سے ہجرت کر کے شاہ آباد میں تشریف لانے کا قصہ یوں ہے کہ سلطان بہلول اودھی نے عمر خان سروانی کو شہزادہ نظام (جو آخر کار بادشاہ ہوا اور سکندر لودھی نام پایا) کی خدمت پر مامور کیا تھا۔ خدا کی مرضی کہ مذکور عمر خان،

شہزادہ نظام سے شکستہ دل ہوکر شہزادہ باربک شاہ کے پاس جونپور چلا گیا وہاں اس کو کامیابی نہ ہوئی۔ حیران تھا کہاں جائے کیونکہ اب اس کے خیال میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں چلا جاتا۔

اِس کے دل میں درویشوں کی پناہ لینے کا خیال آیا۔ قصبہ دولی آیا۔ یہاں کے لوگ اسکی ملاقات کو گئے۔ اس نے دریافت کیا "کیا اس جگہ کوئی درویش یا مجذوب دیوانہ بھی ہے جس سے ملاقات کی جاسکے" لوگوں نے کہا۔ "ہاں یہاں ایک صاحبِ کمال سوختہ و دوختہ، عشق جواں سال عبدالقدوسؒ ہیں جو خدا کی یاد میں مگن ہیں اور کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ دوسرا شخص ملک یونس مجذوب دیوانہ بھی صاحبِ باطن ہے۔

عمر خان مذکور نے کہا "پہلے درویش صاحبِ شریعت سے ملاقات کرینگے اسکے بعد دیوانے مجذوب سے، الغرض حضرت قطبی سے ملاقات کی۔ حضرت کے علم و عمل اور سوزِ عشق کی کیفیت دیکھ کر گرویدہ و معتقد ہوگیا۔ اپنا پٹکا گلے میں ڈال کر آہ وزاری کرتا ہوا قدموں میں گر گیا اور کہا "اے شیخ مجھے دنیا میں کہیں جگہ نہیں ہے آپ جگہ دیں۔

حضرت قطبیؒ نے حالتِ سکر و عشق میں فرمایا۔ "اگر اللہ کے یہاں ہمارے لئے کوئی جگہ ہے تو تیرے لئے بھی ہوجائیگی۔ فکر

نہ کر تیرا کام حسب منشاء ہو جائیگا۔

عرفان کا پختہ ہو گیا کہ اللہ کے کرم سے میرا کام بن گیا کہ یہ درویش تو بالکل میرے مطلب کے مطابق ہیں۔ چلیں اب مجذوب دیوانہ کو بھی دیکھیں۔

اسکے بعد وہ ملک یونس مجذوب کے پاس پہونچا اور دس سکے بطور نذرانہ پیش کئے۔ دیوانہ بولا "مجھ غریب کو زیادہ رقم درکار ہے۔ بہت سے کام کرنا ہیں۔ عمر خان نے دس سکے اور دیئے ملک یونس دیوانہ نے بازار سے مٹھائی منگا کر تقسیم کر دی۔ اور عمر خان کو کرسی پر بٹھایا وہ بہت خوش ہوا۔ اور اسکے دل کو سکون ہوا اور وہاں سے روانہ ہوا۔

اِدھر میاں نظام شہزادے نے اپنے آدمیوں کے ہاتھ اس کو خلعت بھیجی اور اس کو آنے کی قسمیہ تاکید کی۔ پیغام لانے والوں نے عمر خان کی تسلی و تشفی کی اور اس کو اپنے ہمراہ لے گئے اسکے بعد سلطان بہلول وفات پا گیا اور میاں شہزادہ بادشاہ بنے اور سلطان سکندر لقب اختیار کیا۔

ان دِنوں ہندوستان کے اطراف میں (مراد اودھیا اس سے ملحق علاقہ ہے) کافروں کا غلبہ ہو گیا اور پرگنہ ردولی میں کافروں کا عمل دخل ہو گیا۔ اسلامی دستور و شعار کمزور پڑ گیا اور

بازار میں سُور کا گوشت فروخت ہونے لگا۔ حضرت قطبی رنجیدہ خاطر پرگنہ سے باہر آگئے۔ اُس وقت سلطان سکندر مکھنہ کے مقام پر فروکش تھا۔ حضرت قطبی کا خادم عمر خان کے پاس گیا اور اس کو وہاں کے حالات سے آگاہ کیا۔

عمر خان کو لالچ پیدا ہو گیا اس نے سوچا کہ اس بہانے سے حضرت اپنے آبا و اجداد سے ترک سکونت کر کے میرے پرگنہ شاہ آباد منتقل ہو جائیں گے تو میرے لئے ہزاروں سعادتوں اور بلند بختی کا باعث ہو۔ غرضیکہ عمر خان نے اپنی سی تدبیر کی۔ اور حضرت قطبی مشیتِ الٰہی سے شاہ آباد منتقل ہو کر سکونت پذیر ہو گئے۔ اسوقت میرے بڑے بھائی بندگی شیخ حمید دس گیارہ برس کے تھے۔ شاہ آباد میں آنے کے ایک سال بعد یہ حقیر فقیر رکن الدین (مصنف لطائف قدوسی)، ۵ جمادی الاول ۸۹۷ھ کو پیدا ہوا۔

اس کے بعد کل بھائی شاہ آباد ہی میں پیدا ہوئے۔ اور تقریباً ۳۰ یا ۳۲ سال تک وہیں مقیم رہے۔ اسکے بعد جب افغانوں کی حکومت ختم ہو گئی تو حضرت محمد بابر مغل بادشاہ ہوئے۔ شاہ آباد ویران و تاراج ہو گیا۔ اور حضرت قطبی بمعہ اہل و عیال آکر گنگوہ میں آباد ہو گئے اور گنگوہ ہی میں وصال

ہُوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

عزیزمن! درویش اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے اور خزانۂ نبوّت سے دولت رحمۃ اللعالمین کی میراث ہے۔ وہ جہاں بھی جائیگا وہاں خدا تعالےٰ کی رحمت اور لطف وکرم کا نزول ہوگا۔ ہر جماعت اپنی استعداد کے اعتبار سے راہِ حق پاتی ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰھُمَّ شتت[1] رزق علماء امتی "تاکہ اگر کوئی درویشوں اور علماء تک رسائی نہ پاسکے تو اُن کے قدم اسکے سر پر ہوں۔

سبحان اللہ! کسی سعید ازلی ہی کو کامل درویشوں کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔

گمنامی میں رہنے کا اہتمام

لطیفہ نمبر ۳۔ حضرت قطبی گمنامی میں رہنے کا بڑا اہتمام کرتے تھے اور کرامات وتصرفات کے حامل تھے لیکن ارادتاً کشف و کرامات ظاہر نہ کرتے تھے۔ البتہ ضرورتاً بعض طالبوں میں ذوق و شوق پیدا کرنے کیلئے کبھی کبھی تصرفات کا اظہار بھی کردیتے تھے۔

[1] اللہ میری اُمّت کے علماء کے رزق کو پھیلا دے۔

یا پھر از خود کوئی کرامت بے ارادہ ظاہر ہو جاتی تھی۔ ایک دن پرگنہ ردولی میں حضرت قطبی ایک دیوار کے نیچے بیٹھے تھے۔ مشیت الٰہی کہ دیوار حضرت قطبی پر گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ لیکن حضرت قطبی دیوار کے نیچے سے صحیح و سلامت نکل آئے اور بالکل کوئی گزند نہ پہنچا۔

اسی طرح ایک دفعہ شاہ آباد میں پائخانہ میں چوکی پر بیٹھے ہوئے تھے اور عصا کو بغل میں لگا کر سہارا لیا ہوا تھا۔ اتفاقاً بائیں جانب سے ایک اونچی دیوار حضرت پر آن گری۔ آپکی لکڑی کی کھڑاویں، عصا اور چوکی سب چورہ چورہ ہو گئے۔ لیکن آپکو کوئی نقصان نہ پہونچا اور بخیریت باہر نکل آئے۔

بندگی والدہ صاحبہ کے کوٹھے کی چھپر بندی

لطیفہ نمبر ۳۸۔ شاہ آباد میں بندگی والدہ صاحبہ کے کوٹھے کی چھت پر قاعدے قرینے سے چھپر باندھ رہے تھے۔ حضرت اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج یہ چھپر نہ ڈالو۔ میرے بڑے بھائی شیخ حمید نے عرض کیا کہ "یہ چھپر بندی اصول قاعدے کے مطابق ہو رہی ہے۔ یہ چھپر بآسانی اٹھایا جا سکے گا۔

حضرت قطبی خاموش ہو گئے اور کچھ ظاہر نہ کیا ابھی چھپر

آدھا ہی بندھا تھا کہ محمود قوال جو گجرات سے آیا تھا فوراً ہی حاضر ہوگیا اور گانے لگا۔ حضرت قطبی کو حد درجہ حال و وجد طاری ہوا اور وہ چھپر حضور کے دست مبارک سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا اور عالم وجد میں حضور نے اسکو اٹھا کر باہر پھینک دیا اور صحن میں عالم وجد میں رقص فرمانے لگے

مومن کی فراست سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

لطیفہ نمبر ۳۹۔ اس فقیر کو طلب حق پیدا ہوئی لیکن حضرت قطبی نے کوئی شغل عطا نہ فرمایا ایک دن اس فقیر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ کیوں نہ کچھ اوراد کے شغل میں مصروف ہو جاؤں بغیر حضرت قطبی کی اجازت کتب خانہ سے اوراد کا نسخہ اٹھا لایا اور اس کے مطابق اشراق، چاشت کی نمازیں ادا کیں لیکن جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو فوراً کہا "ابھی اوراد کا شغل نہ کرو جو وقت ہم کہیں گے اسوقت کرنا۔" اس سے مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی اور سمجھا کہ نور باطن کی کیوجہ سے حضور سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ البتہ اس کو چھپاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اتقوا الفراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ (مومن کی فراست سے بچو وہ اللہ کے نور

سے دیکھتا ہے کبھی اپنی منازل سلوک کو ظاہر نہ کرتے تھے۔ ہمیشہ اپنی بے مائیگی کے خیال میں رہتے تھے۔ جب کوئی سالک خلوت میں سیر کے دوران کسی منزل پر پہونچتا تھا تو فرماتے تھے کہ ہم نے بھی اس منزل کی سیر کی ہے اور اس سالک کو صرف ایک منزل آگے تک کی خبر دیتے اور فرماتے "کوشش کرو تاکہ اس منزل سے اس منزل تک پہونچ جاؤ۔" ہم نے بارہا تجربہ کیا صرف اسی قدر اظہار فرمایا کرتے تھے ورنہ ہمیشہ اپنے باطنی معاملات کو پوشیدہ رکھتے تھے۔

سبحان اللہ کیا صبر و تحمل و طاقت رکھتے تھے۔ بادۂ معرفت کے دریا پی گئے اور ڈکار تک نہ لی۔ البتہ کبھی کبھی سکر اور مستی کے عالم میں شطحیات و خلاف شرع جملے بول جاتے تھے۔ کما سَاتی فی مواضعہ انشاء اللہ تعالیٰ (عنقریب انشاء اللہ دوسری جگہ آئیگا)

کڑیاں بھی لمبی ہوگئیں!

لطیفہ نمبر ۴۰ ملک مبارک خضر آبادی (جو کہ حضرت کا مرید تھا) حضرت قطبی کے حجرہ کیلئے پہاڑ سے چروا کر کڑیاں بھیجیں اور ایک مقامی حاکم نے معماروں اور کاریگروں کو مقرر کر دیا تاکہ ان کو جلد از جلد نصب کر دیں۔ اتفاقاً کڑیاں چھوٹی نکلیں۔ کاریگروں نے بہت ناپ

تول اور سوچ بچار کی لیکن بالآخر اس نتیجہ پر پہونچے کہ یہ کڑیاں دیوار پر نہیں رکھی جاسکتیں کہنے لگے اگر اور کڑیاں ہوں تو کام چلے جب خبر حضرت قطبی کو پہونچی تو فرمایا "ہم تو درویش فقیر آدمی ہیں یہ تو ایک مرید نے بھیجدی ہیں ہم اور کہاں سے پیدا کریں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے لکڑی جنگل میں لمبی ہوتی ہے یہاں بھی اللہ تعالےٰ کی قدرت سے لمبی ہوسکتی ہے۔"

اسکے بعد خود اٹھے اور اپنے عصاء سے ان کی پیمائش کی اور فرمایا "اٹھالو دیوار پر رکھو" جب معماروں نے ان کو دیوار پر رکھا تو اللہ تعالےٰ کی قدرت سے لمبی ہوگئیں اور بعض تو اتنی لمبی ہوئیں کہ دیوار سے بھی باہر نکلی ہوئی تھیں۔ وہ کڑیاں شاہ آباد والے حجرہ میں تھیں اور مغلوں کے حملہ میں ضائع ہوگئیں۔

فکر کی بات نہیں بفضلِ خدا پیر محافظ ہیں

لطیفہ نمبر ۱۴۱۔ مولٰنا جندن جو اس فقیر کے استاد تھے اور نہایت صالح مرید اور صوفی تھے۔ ایک دن کپڑے دھونے کی غرض سے کندی ندی کی طرف گئے۔ سوچا اس جگہ آدمیوں کی آمد و رفت نہیں ہے۔ وہاں جاکر کپڑے دھولوں گا۔ اچانک اس جگہ ایک حسین جمیل عورت نظر پڑی۔ نفس امارہ اور شیطان دونوں انسان کے دشمن ہیں) ان کے قدم ڈگمگا دیئے خیالِ فاسد پیدا ہوا کہ تنہائی ہے اور

کیوں نہ اس سے غیر شرعی فعل کا ارتکاب کیا جائے۔ ناگاہ حضرت پیر دستگیر حضرت قطبی جو مریدوں کے محافظ و حامی ہیں ہاتھ میں عصا لئے بالائے آب نظر آئے۔ مولانا موصوف نے جب دستگیر قطب وقت کو دیکھا تو گردن جھکالی، عاقبت پائی نفس اور شیطان مقہور ہو گئے۔

مولانا موصوف کو انتہائی شرم اور خوف کے سبب پیر دستگیر کے حضور میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ الغرض جب حاضر ہوئے تو حضرت قطبی مسکرائے اور فرمایا۔ "فکر کی بات نہیں بفضل خدا پیر محافظ ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان یرٰی برھان ربہ (اور یقیناً زلیخا نے یوسفؑ کیطرف ارادہ کیا اور یوسفؑ نے بھی زلیخا کا قصد کیا اگر نہ دیکھتے اپنے رب کی دلیل، اس حال پر شاہد ہے۔ سبحان اللہ پیروں کی قدر کوئی کیا جانے خوب کہا ہے ؎

ہر کرا پیرے نباشد پیر او شیطان بود
خواجگی بے پیر بودن کارِ ناداں بود

الشیطان مع الواحد ومن الاثنین بعید سر ھٰذا

یعنی اس میں راز یہ ہے کہ شیطان تنہا کو وسوسہ پیدا کرتا ہے اور دو کی صورت میں دور رہتا ہے۔

ایک شخص نے کہا مجھے موت دکھائیے

لطیفہ نمبر ۲۴۲۔ ایک دن ایک شخص حضرت قطبی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت قطبی نے ایک قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ ایک شخص نے کہا مجھے موت دکھائیے۔ حضرت قطبی فرماتے ہیں کہ وہ سات ماہ تک ہمارے پیچھے لگا رہا ہم نے بہت احتراز کیا مگر اس شخص نے ہمارا پیچھا نہ چھوڑا۔ لاچار ہو کر ہم اس سائل کو اپنے ہمراہ جنگل میں لے گئے جہاں کوئی نہ تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خوفزدہ ہونیکی ضرورت نہیں۔ ہم نے وضو کر کے دو رکعت ادا کی اور پھر اس شخص سے کہا کہ خوفزدہ نہ ہو جانا۔ ناگاہ ایک مہیب صورت نمودار ہوئی۔"

اس شخص نے حضرت قطبی کے روبرو بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا "کیا وہ صورت بغیر سر کے تھی یا سردار" یہ سوال سنتے ہی حضرت قطبی خاموش ہو گئے اور آگے کچھ بیان نہ کیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ شخص خاموش بیٹھ کر سنتا رہتا کہ

رازِ الٰہی کو کس طرح بیان کرتے مگر اس سے صبر نہ ہو سکا اور یہ بات تشنۂ تکمیل رہ گئی۔

پیر دستگیر کے شفاعت کے صدقہ صحت نصیب ہوئی

لطیفہ نمبر ۴۳۔ بھولا جولاہا سہارنپوری مخلص مرید اور نیک مرد تھا۔ اس کو مالیخولیا کا عارضہ ہوگیا۔ کھانے پینے اور پہننے کا ہوش نہ رہا اور جنون کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اسکے عزیزوں نے اسکو رسیوں سے باندھ دیا۔ اسی حالت میں یکایک اپنے پیر دستگیر قطب وقت اور شیخ عبدالحق کو دیکھا کہ آئے ہیں اور انھوں نے رسیاں کھول دی ہیں۔ اسی حالت میں دو قلندر بھی ظاہر ہوئے اور کہنے لگے کہ اس کی پیشانی کو داغ لگاتے ہیں۔

حضرت قطبی نے فرمایا کہ میرے مریدوں کے قریب آگ نہیں آتی ہے۔ قلندروں نے کہا کہ اس تکلیف میں تو بہرحال داغ لگایا جاتا ہے۔ تب حضرت قطبی نے فرمایا کہ اچھا اسکے پاؤں میں انگوٹھے کے برابر والی انگلی کے سرے کو داغ دو۔ اسی جگہ انھوں نے داغ لگایا اور اسی حالت میں حضرت نے ایک تعویذ مرحمت فرمایا جو اس نے سر پہ باندھ لیا اور خود ہی بہت سی عجیب باتوں کی بھی خبر دی کہ ایسا ہوگا۔ اس کے بعد بھولا مذکور ہوش میں آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ رسیوں کے بل کھلے ہوئے ہیں اور بیماری دور ہوگئی ہے۔ اور سر میں تعویذ بھی ویسے ہی موجود ہے۔ البتہ اس کی تحریر غیر معروف ہے

اور بعض غیب کی جسطرح خبر دی گئی تھی اسی طرح وقوع پذیر ہوئیں۔
پاؤں کی انگلی پر بھی داغ اسی طرح موجود تھا۔ اسکے بعد بھولا مذکور کا بھائی راجی پیروں کا شکرانہ بنا کر شاہ آباد لایا۔ حضرت پیر دستگیر اس کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا الحمدللہ بھولا کو صحت ہے۔ "راجی نے ٹوپی زمین پہ رکھدی اور کہا "پیر بادشاہ پیر دستگیر کی حفاظت۔ کے صدقے میں صحت ہوگئی ہے۔"

شیخ بھی منجانب اللہ یحی و ممیت ہیں

لطیفہ نمبر ۴۴ حضرت پیر دستگیر کے خادم خاص صوفی جعفر کو عجب بیماری لاحق ہوئی تھی اس کو جسم میں آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی چیختا تھا کہ "ہائے جلا" اور اس غضب کی گرمی تھی کہ جو کوئی اسکے قریب جاتا اسکو بھی آگ کی تپش محسوس ہوتی تھی۔ اس وجہ سے کوئی اسکے نزدیک بھی نہ جا سکتا تھا۔ بیچارہ قریب المرگ ہوگیا تھا۔
آخر الامر اسکی خبر حضور پیر دستگیر کو بھی ہوئی۔ فرمایا برسوں سے ہماری خدمت کرتا ہے اسکے بغیر ہمیں ایک ساعت گذارنا بھی مشکل ہے۔ کیا ہے اگر اس کو صحت ہو جائے۔" چنانچہ پانی طلب فرمایا اور اسپر دم کیا جسکے پیتے ہی وہ عارضہ دور ہوگیا۔

اسکے بعد شیخ جعفر نے خواب میں دیکھا کہ دو مہیب صورت قلندر اسکے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور اسکو پکڑ کر لیجانا چاہتے ہیں۔ شیخ جعفر اپنے پیر دستگیر کی پناہ میں آتا ہے۔ حضرت شیخ ان دونوں کو سختی سے جھڑک کر فرماتے ہیں۔ "اے بدبختو چلے جاؤ۔ ہم نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کرکے اس کو لیا ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو" اسکے بعد ان دونوں اشخاص نے اس کا تعاقب ترک کر دیا۔

سبحان اللہ شیخ بھی منجانب اللہ یحیٰی و ممیت ہیں۔

شراب خور بھورو دھوبی ولی اللہ کے درجہ کو پہنچا

لطیفہ نمبر ۴۔ شیخ بھورو دھوبی اس غضب کا شراب خور تھا کہ ایک ساعت بھی بغیر شراب کے نہیں رہ سکتا تھا۔ اللہ کا اس پر کرم ہوا اور وہ پیر کی طلب میں ایک طرف روانہ ہوا۔ راہ میں اس کو ایک آدمی ملا اور کہا کہ "پیر کی تلاش میں کہاں جاتا ہے؟ تیرے پیر شاہ عبدالقدوس تو شاہ آباد میں ہیں۔"

شیخ بھورو اس راہ سے واپس ہو کر شاہ آباد آئے اور حضرت قطبی سے مرید ہو گئے اور عرض کیا "میرا حال یہ ہے کہ مدام شراب پیتا ہوں" حضرت قطبی نے اس پر پھونک ماری۔ اس کو توبہ

نصیب ہوئی اور اسی وقت شراب سے نجات مل گئی۔ اور اُسنے قطعاً شراب پینا ترک کردی۔ اسکے بعد شیخ بھورو نے ارادہ مکہ مکرمہ جانے کا کیا اور حضرت قطبی سے اجازت طلب کی۔ فرمایا "وہاں نہ جا تیرا مقصد یہیں حاصل ہو جائیگا۔"

اسکے بعد حضرت قطبی نے شیخ بھورو کو اس فقیر کے سپرد کر دیا۔ شیخ بھورو پیر و مرشد کی تلقین کے بموجب عبادت میں مشغول ہو گیا اور ولی اللہ کے درجہ کو پہونچا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

سُرخ آگ بنا ہُوا لوہا آگ سے نکلتے ہی سرد ہو گیا

لطیفہ نمبر ۴۶۔ ایک مکار عورت نے ناحق شیخ بھورو پر امانت میں خیانت کرنے کا دعویٰ دائر کر دیا اور حکم دیوانی پر اسکو قید خانہ میں ڈلوا دیا۔ ظالم حاکم نے لوہے کی سلاخ کو آگ پر گرم کرنا شروع کیا۔ شیخ بھورو نے اپنے پیر دستگیر کو یاد کیا۔ حضرت قطبی فوراً اسکے پاس قید خانہ میں آموجود ہوئے۔ اور فرمایا فکر نہ کر سب ٹھیک ہو جائیگا اس سے شیخ بھورو کے دل کو ڈھارس ہوئی کہ شیخ میری مدد کو موجود ہیں۔

جب وہ ظالم لوہے کو سُرخ آگ بنا چکا تاکہ شیخ بھورو کو اس سے

داغے تو قدرتِ خدا سے وہ لوہا آگ سے باہر نکلتے ہی ایسا سرد ہو گیا گویا آگ میں رکھا ہی نہ گیا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ ظالم سخت شرمندہ ونادم ہوا اور اپنے اس فعل کو ترک کیا۔

ولایت اودھ پہنچنا

لطیفہ نمبر ۴ ولایتِ ہند کے ایک موضع مہوندہ میں اللہ کا ایک درویش بہاء الدین نامی اللہ کی یاد میں مشغول تھا۔ ایک دن صبح کے وقت اسکے حجرہ میں چراغ روشن تھا حضرت قطبی کے بھانجہ سید بدھن کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ دن نکل آیا ہے روشنی ہو گئی ہے مگر یہ فقیر ابتک سویا ہوا ہے۔ درویش کو بروئے باطن سید بدھن کی اس بدگمانی کی خبر ہو گئی اسپر وہ غضبناک ہو گیا اور چراغ کو ہاتھ میں اٹھا کر زمین پر پٹخنا چاہتا تھا جس سے سید بدھن ہلاک ہو جاتا۔ حضرت قطبی جو اسوقت قصبہ گنگوہ میں مقیم تھے۔ فی الفور ولایت ہند میں وارد ہوئے اور اس درویش سے فرمایا "یہ میرا بیٹا ہے اس کو معاف کر دو۔"

درویش نے کہا "مردوں کا وار خالی نہیں جاتا کس پر پڑے" اسی وقت پرگنہ ردولی کے چودھری شیخ عمر کی روح حاضر ہوئی۔ اس

درویش نے اس کی روح پر ڈنڈے مارا۔ اس کے بعد اس درویش نے اس واقعہ کا ذکر سید بدھن سے بھی کیا۔ قضائے الٰہی شیخ عمر چند دن بعد مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

سبحان اللہ اللہ کے دوستوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ اولیاء لا یعرفھم غیری کی قبا میں مستور ہیں۔ حضرت قطبی گنگوہ میں تھے اور سید بدھن اور وہ درویش کی ولایت میں تھے۔ ان دونوں مقامات کا فاصلہ تین سو ساٹھ کوس تھا تو اتنے فاصلہ سے حضرت قطبی اپنے بھانجہ کی مدد اور اس درویش سے سفارش کے لئے وہاں پہونچے۔

شبِ قدر کے نور کے دیکھنے کی تاب نہ لاسکو گے

لطیفہ نمبر ۴۸ شب قدر میں میرے معظم بھائی شیخ احمد اور شیخ علی شب بیداری کرنا چاہتے تاکہ شب قدر کو دیکھ سکیں۔

حضرت قطبی کو نور باطن سے ان کا ارادہ معلوم ہوگیا اور ان کو کہلا بھیجا کہ شب بیداری نہ کرنا۔ تم نہ پچے ہو۔ شب قدر کے نور کے دیکھنے کی تاب نہ لاسکو گے۔

فتوح باطنی کا عمل

لطیفہ نمبر ۴۹ ملک محمد صوفی پندرہ رجب کو فتوح باطنی کے عمل کے مطابق بعد اشراق پچاس رکعت نوافل کی ادائیگی میں مشغول ہوا۔ کاہلی نفس کے سبب بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت قطبی اپنے حجرہ میں سر پر قباڈالے ہوئے تھے۔ نورِ باطن سے ملک محمد کا ارادہ دریافت کیا اور فرمایا۔

"اے محمد یہ نماز ایک سال بعد آتی ہے۔ کھڑے ہوکر پڑھنی چاہیئے۔ ملک محمد ہیبت زدہ ہوگیا اور کھڑے ہوکر تمام نوافل ادا کیں۔"

مخدوم العالم جمال ہانسوی کے پوتے کی رہائی

لطیفہ نمبر ۵۰ مخدوم العالم شیخ جمال ہانسوی کے پوتے شیخ بہشتی کے بیٹے شیخ بہاء الدین ایک مخلص مرید تھے۔ ایک عالم نے ناحق انکو قید کر کے قفل لگا دیا اور ان پر محافظ و پاسبان مقرر کر دیئے۔

شیخ بہاء الدین نے حضرت قطبی کو قید میں یاد کیا۔ صبح صادق کا وقت تھا سپیدۂ سحر نمودار ہوگیا تھا۔ شیخ مذکور نے نیم خوابی کی حالت میں دیکھا کہ حضرت قطبی کا تخت جم غفیر کے ہمراہ فضا میں آیا ہے اور یہ حقیر فقیر

رکن الدین شیخ بہاء الدین کے روبرو آکر کہتا ہے کہ حضرت قطبی کا تخت تیری مدد کو آیا ہے اٹھ کر آ اور تخت کے ساتھ چل" شیخ بہاء الدین کہتا ہے۔" ایک ظالم نے ہمیں قید کر کے قفل لگا دیا ہے۔ باہر پہرہ دار بیٹھے ہیں کیسے آؤں"۔ یہ فقیر پھر اس سے کہتا ہے کہ "پیر دستگیر کی ولایت مدد کو آگئی ہے اٹھ کھڑا ہو" اسی وقت شیخ بہاء الدین نیم خوابی سے پوری طرح بیدار ہوا اور اس کے دل کو تقویت ہوئی۔ وہ اٹھا اور قفل کو ہلایا قفل خود بخود کھل کر زمین پر گر پڑا۔

اس نے پہرہ داروں سے کہا "میں جا رہا ہوں میرے پیر دستگیر میرے ہمراہ ہیں" پہرے داروں نے کہا چیز سائے کی مانند جا رہی ہے نہ ان میں سے کوئی اٹھا اور نہ کسی نے پیچھا کیا۔ اسطرح اس نے حضرت قطبی کی مدد سے نجات پائی۔ پیروں کی ولایت کی مدد سے ایسے ہی کام ہوتے ہیں اور ایسے ہی راز کھلتے ہیں۔

اے میرے اللہ اسکو خلق میں رکھ اور عالم کا دستگیر بنا

لطیفہ نمبر ۱۵۔ شیخ خضر عرف شیخ خان حضرت قطبی کے بڑے خلیفہ طلب حق میں شاہ آباد آئے اور حضرت قطبی سے مرید ہو گئے اس کے بعد حضرت قطبی کے حکم کے بموجب ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہوئے

ان پر شغل باطن کا غلبہ ہوا اور عجیب وغریب انوار واسرار غیب سے ظاہر ہونے لگے اور استغراق وفنا کی حالت طاری ہوگئی۔

ایک دن ان پر بعد نماز فجر بھی مجمع خلق میں محویت وفنا کی حالت طاری ہوئی۔ محو حیرت قبلہ کی جانب والی دیوار کو آنکھیں کھولے دیکھ رہے تھے اور لوگ بلند آواز سے ان کو "یا شیخ خان، شیخ خان کہہ رہے تھے لیکن وہ کوئی جواب نہ دیتے تھے۔ وہ تو اور ہی عالم میں غرق تھے، اس جہان کی ان کو خبر ہی کب تھی۔

یہ کچھ دیر بعد حضرت قطبی نے ان کو آواز دی "یا شیخ خان" حضرت قطبی کی آواز سنکر انھوں نے ہندی آواز میں جواب دیا "آپ بھی خلق میں مل گئے" شیخ خان انتہائی حلیم صفت تھے ممکن نہ تھا کہ ہوشیاری میں حضرت قطبی سے اس بیباکی سے کلام کرتے۔ لیکن اس حالت میں تو وہ خود درمیان ہی میں نہ تھے۔ اللہ ان کی زبان سے ہمکلام تھا "من الشجرۃ ان یا موسیٰ انی انا اللہ رب العالمین" (اے موسیٰ میں تیرا اللہ رب العالمین ہوں شجر سے آواز آئی)، اس حال کا ثبوت ہے۔

اسکے بعد حضرت قطبی نے فرمایا "ہم ابھی تمہارے اطاعت میں آئے ہیں"، عین اسی وقت ایک قوال پہونچ گیا۔ اس نے کچھ کلام گایا حضرت قطبی کی عجیب وغریب حالت ہوئی اور شیخ خان کو جب کسی قدر اس حالت سے افاقہ ہوا۔ ہوش میں آکر حلقۂ مجلس میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے

حضرت قطبی نے اس حالت میں شیر خان کا ہاتھ پکڑ کر دعا کی "اے میرے اللہ اس کو خلق میں رکھ اور عالم کا دستگیر بنا" اسکے بعد شیر خاں پوری طرح ہوشیار ہوئے تو بتایا کہ "مجھے مشاہدہ ہوا تھا کہ حضرت قطبی کے جسم سے ایک نور طلوع ہوگا اور تمام مجلس، جماعت خانہ اور آسمان تک چھا گیا"، نیز شیخ خان نے یہ بھی بتایا "حضرت قطبی نے جو دعا کی اسکے نتائج (قبولیت) کا بھی مجھے علم ہوگیا"

جب حضرت قطبی کو بے ادبی سے جواب دیا تھا تمہیں یاد ہے یا نہیں" کہنے لگے" ہماری کیا مجال تھی جو اس طرح جواب دیتے اس جواب سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

حضرت قطبی مسرور ہوئے اور فرمایا "سبحان اللہ دوست نے ہم سے ان کی زبان سے بات کی اور یہ خود درمیان میں نہ تھے البتہ ان کی زبان سے ہمکلام تھا"، اللہ تعالےٰ کا یہ قول "من الشجرۃ ان یٰموسیٰ انی انا اللہ رب العالمین اس امر پر شہادت اور ثبوت ہے۔ اولیاء تحت قبائی لا یعرفھم غیری

علماء (مُرادِ اولیاء اللہ) کی نیند بھی عبادت ہے

لطیفہ نمبر ۵۲۔ ایک شب شیخ خان اپنے حجرہ میں تھے انکی نظر سے دیواروں کا حجاب اٹھ گیا۔ انھوں نے دیکھا کہ حضرت قطبی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں اور سامنے چراغ روشن ہے۔ صبح ہوئی تو شیخ خان نے حضرت قطبی سے عرض کیا۔ "رات حضور کو بہت زحمت ہوئی تمام رات اپنے سامنے چراغ رکھے ہوئے مطالعہ میں مصروف رہے" حضرت قطبی نے فرمایا "ہم تو سوتے رہے ہیں تم نے ہماری روح کو دیکھا ہوگا۔"

اے عزیز اللہ کے ولی بظاہر سوئے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ سوئے ہوئے نہیں ہوتے اہلِ کشف حقیقت ہی کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خود عالمِ حقیقت میں ہوتا ہے۔" علماء کی نیند بھی عبادت ہے"، کے مفہوم پر اسی سے روشنی پڑتی ہے۔ مسئلہ ہے کہ انبیاء کی نیند ساقط وضو نہیں ہے کیونکہ ان کی نیند فی الحقیقت نیند نہیں ہوتی گو یہ حکم انبیاء کیلئے مخصوص ہے لیکن اولیاء بھی انبیاء کی متابعت میں یہ دولت پاتے ہیں اور سونا بھی حقیقت میں سونا نہیں ہوتا لیکن از روئے شریعت تجدید وضو کرتے ہیں اور خود کو انبیاء کی اس خصوصیت میں شریک نہیں کرتے۔

جب حضرت قطبی کے خلیفہ شیخ خاں کو یہ مرتبہ حاصل ہوا اور وہ اپنی نیند کو عین بیداری سمجھنے لگے تو اس خیال سے کہ انکا وضو ساقط نہیں ہوتا تازہ وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ جب حضرت قطبی کے خادم شیخ جعفر نے یہ بات حضرت قطبی سے بیان کی تو حضرت قطبی نے شیخ خان کو بلا کر یہ ہدایت کی اور تازہ وضو کرنے کی تاکید کی اور فرمایا، "یہ حکم بالخصوص انبیاء کیلئے ہے۔ گو اولیاء کو قدرتی طور پر یہ سعادت حاصل ہو جاتی ہے لیکن اولیاء کو وضو کرنا لازم ہے انھیں اس خصوصیت میں انبیاء کا شریک نہیں ہونا چاہیئے۔

سبحان اللہ آفریں ہے ایسے پیر و مرید اور ارشاد پیر پر اسی اعتبار سے روزہ وصال حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہے، دوسروں کو یہ روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اگر کوئی طے کا روزہ رکھے تو اسے پانی سے افطار کرنا چاہیئے تاکہ اسکی صورت روزہ وصال کی نہ رہے۔

اے عزیز! اگر ایسا مرشدِ کامل اور رہبر صراطِ مستقیم نہ ملے، تو راہِ سلوک بند ہو جائے نعوذ باللہ منہا۔ آفریں اس طالب پر جو مرشد کی حیات میں کمال کو پہونچے اور مطلوب کو پالے۔ ہائے ہائے افسوس کہ ہم حرص و ہوا میں گرفتار راہِ حق میں ایک قدم بھی نہ چلے ہمارے لئے ندامت اور خسارہ کے سوا کیا ہے۔ افسوس ہزار افسوس کہ ہمارا نگہاں

اور راہبر ہمارے سر سے اٹھ گیا۔ ہماری کشتی شکستہ ہے ہم ساحل تک نہ
پہونچ نہ سکے ؎ کشتی شکستگانیم اے باد شرط برخیز

باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را
نہ یارے آں چناں محرم کہ از وئے یاری آید
نہ دلدارے چناں مشفق کہ از حالِ حزیں پرسد
کن تو تا بیڑا بہاؤ گھٹ لاگا جائے
کھیون ہارا روسیا کاس پکاروں جائے

شیخ خان مُرید کو دُنیا کی سیاحت کی اِجازت

لطیفہ نمبر ۵۲۔ شیخ خان اللہ کی یاد میں ریاضت و مجاہدہ میں مصروف تھے کہ ایک سیاح سے مل کر ان کو دنیا کی خبریں ملیں کہ فلاں جگہ ایسے مرتبہ کے بزرگ ہیں اور فلاں مقام پر ایسی مایۂ ناز شخصیت ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ خان کے ذہن میں فتور پیدا ہو گیا۔ سوچا کہ دنیا کے بزرگوں کو چل کر دیکھنا چاہیئے۔ اسوجہ سے اسکے باطنی اشغال میں خرابی واقع ہوئی۔ شیخ خان کی والدہ نے شفقت مادری سے اسکی افطاری میں قدرے اضافہ کر دیا۔

حضرت قطبی صاحب فراست اور صاحبِ باطن تھے فرمایا

اے فلاں تمہاری ریاضت اور شغل باطن میں کمی اور نقصان نظر آتا ہے۔ شیخ خان نے اپنی کوتاہی کا اقرار کرلیا۔ آخر کار اس خیال خامی کے زیر اثر شیخ خان نے دنیا کی سیر و سیاحت کا ارادہ کرلیا اور پیر دستگیر سے اجازت طلب کی۔ حضرت قطبی نے دل میں خیال کیا کہ اگر اجازت نہیں دیتا ہوں اور یہ بغیر اجازت چلا جاتا ہے تو عاق ہو جاتا ہے اور اگر نہیں جاتا تب بھی اسکے دل میں وسوسہ باقی رہے گا۔ جسکی وجہ سے اسکے شغل میں خلل پیدا ہوگا، اس بناء پر اسکو اجازت دیدی اور فرمایا کہ "دنیا کی سیر کرکے واپس آ"۔

شیخ خان روانہ ہوگئے جس جگہ پہنچتے علماء و مشائخ سے ملاقات کرتے یہی لکھتے کہ ڈھول کی آواز دور سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ افسوس کہ ادبار نے حضور کے زیر پا خاکروبی سے محروم کردیا۔ جب شیخ خان مکہ مدینہ پہونچے تو روضۂ مبارک حضرت محمد مصطفےٰ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور حج سے فراغت کے بعد گجرات واپس آئے۔ وہاں وہ اپنے خالہ زاد بھائی سید محمد مہدی سے ملے۔

سید محمد نے ان سے کہا "میاں گھومنے پھرنے میں عمر ضائع کرتے ہو تمہیں شغل حق میں مصروف ہو جانا چاہیئے"۔ شیخ خان نے کسی شغل کی اجازت طلب کی۔ سید محمد نے ذکر پاس انفاس کرنے کو کہا۔ شیخ خان جو پہلے ہی حضرت قطب الاقطاب کی خدمت میں اذکار و اشغال میں

مصروف رہ چکے تھے اور کشف وانوار واسرار کے حامل تھے کہنے لگے یہ تو بچوں کا کام ہے۔ مردوں کا کام اس سے بلند تر ہے۔ سید محمد نے حیرانی سے پوچھا کہ "کس کی صحبت میں رہے ہو" شیخ خان نے جواب دیا "میں نے اپنے مرشد حق والحقیقت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس کی صحبت پائی ہے"۔

مختصر یہ کہ شیخ خان کو سید محمد مہدی کا حال وکارِ باطن معمولی نظر آیا۔ شرمندہ ہوکر واپس ہوئے اور جلد از جلد آستانۂ حضرت قطب العالم پر پہونچے۔ اسکے بعد حضرت پیر دستگیر کے حکم کے تحت مصروف ہوئے یہانتک کہ صاحبِ مقام ہوکر خلافت پائی۔

ترکِ دنیا کی خاطر گدڑی پہن لی

لطیفہ نمبر ۵۴ حضرت قطب الاقطاب شاہ آباد میں تھے میرے بڑے بھائی بندگی شیخ حمید کی عمر چودہ برس کی تھی۔ حضرت قطبی کو خلائق سے تنفر پیدا ہوگیا۔ چاہتے تھے کہ خلق خدا سے پہاڑ، جنگل بیابان میں دور چلے جائیں گدڑی پہن لی اور جامۂ خلافت شیخ حمید کے سپرد کرکے باہر آئے۔

موضع تورہ تک پہونچے ہونگے کہ عمر خان سروانی کے بیٹے جو

آپکے مُرید تھے آپکے پیچھے پہونچ گئے تاکہ آپ کو واپس لے آئیں۔
جب حضرت قطبی نے اہل دنیا کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا انکو منع کردو۔ ورنہ یا تو میری جان جسم سے نکل جائیگی یا ان کو کوئی نقصان پہونچ جائیگا۔ اتفاقاً سعید خاں نزدیک پہونچ گیا۔ حضرت قطبی کی حالت بگڑ گئی، آنکھوں کی سیاہی غائب ہوگئی اور آنکھیں سپید ہوگئیں اور بیخودی غالب ہوگئی۔ مجبوراً عقب میں جانیوالے کنارہ کش ہوگئے، ورنہ یا تو حضرت قطبی کی جان جاتی یا دوسرے لوگوں کو نقصان پہونچ جاتا۔

الغرض وہ رات حضرت قطبی کی وہیں گذری۔ اس شب میں آپ نے بہت شطحیات و بیخودی میں مجذوبانہ جملے ادا کئے جن میں سے بعض سمجھ میں آتے تھے اور بعض نہیں۔ دو روز بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو گھر واپس آئے۔ سبحان اللہ آفریں ہے ایسے حال و کمال پر۔ ہاں اولیا ایسی قبا میں مستور ہیں کہ دوسرا ان کو نہیں پہچان سکتا۔

مخدوم العالم شیخ فرید الحق والدین اور مخدوم العالم شیخ بہاء الدین کے مزارات پر حاضری

لطیفہ نمبر ۵۵ حضرت قطبی ملتان کی طرف مخدوم العالم شیخ فرید الحق والدین مسعود اجودھنی اور مخدوم العالم شیخ بہاء الدین کی زیارت کو گئے۔ پرگنہ دیپالپور میں صاحب حال مجذوب شیخ ابراہیم رہتا تھا جو بہت صاحب کرامت تھا۔ علماء کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔ اسکے خوف کیوجہ سے کوئی عالم اسکے قریب نہ جاتا تھا۔

حضرت قطبی اسکے پاس گئے تو استقبال کرکے پاؤں میں گر گیا ہر چند حضرت قطبی اسکو اٹھانا چاہتے تھے۔ حضرت قطبی کی زبان پر استغفر اللہ استغفر اللہ جاری تھا۔ مجذوب کہتا تھا اللہ جانتا ہے کہ حق یہی ہے۔ آخر بہت زور دے کر کوشش سے اس کو اٹھایا۔

رخصت کے وقت حضرت قطبی نے اس مجذوب سے آخرت کی خیرت کے لئے دعا کی درخواست کی کہنے لگا اے شیخ اللہ جانتا ہے کہ ہم بھی محتاج ہیں۔ سبحان اللہ اولیاء کی قدر و قیمت منزلت وہی اولیاء جانتے ہیں جو اللہ کی وحدت کے گنبد کے نیچے مستور ہیں اولیاء ایسی قبا میں مستور ہیں کہ کوئی غیر ان کو نہیں پہچانتا۔

حضرت شیخ محمدؒ کے صاحبزادے کی خلافت اور سجادہ نشینی

لطیفہ نمبر ۵۶ شیخ المشائخ الاولیاء، شیخ بدہ جو حضرت قطبی کے پیرزادہ تھے شاہ آباد میں میرے بڑے بھائی شیخ حمید کیساتھ تعلیم حاصل کرنے میں مشغول تھے۔ جب حضرت قطبی کے پیر شیخ المشائخ شیخ محمدؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو قطب الاقطاب شیخ احمد عبدالحق کی روح مبارک ہوا کی صورت میں پورے جسم کے ساتھ حضرت قطبی کے حجرہ میں وارد ہوئی۔

حضرت قطبی اپنے حجرہ میں مشغول عبادت تھے۔ شیخ احمد عبدالحق کے روحانی جسم سے آواز آئی " شیخ بدھ کو اودھ پہنچا۔ بس"، قصبہ ردولی پرگنہ اودھ کے مضافات میں اودھ سے قریب ہے۔ حضرت قطبی شیخ بدہ کو مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق کے فرمان کے بموجب اپنے ہمراہ لیگئے۔

اس کے بعد شیخ محمد مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور ان پر عالم توحید رونما ہوا۔ کبھی کبھی بیہوش ہوجاتے پھر ہوش میں آجاتے اور فرماتے سبحان اللہ ہم سمجھ گئے۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت قطبی نے کہا۔ اے شیخ یہ وقت مردان خدا کی ہوشیاری کا ہے" حضرت شیخ محمد نے فرمایا " ہماری طرف سے بے فکر رہو۔ ہم تا آخر مشغولِ حق رہے ہوں یا نہ رہے ہوں۔ اب اللہ کے سوا ہمارے سینہ میں کسی کا گذر نہیں ہے۔"

حضرت قطبی کو اپنی فکر دامنگیر ہوئی عرض کیا " اے شیخ آپ تو اس

ہوشیاری اور دولت سمیت جا رہے ہیں ہمارا کیا ہوگا"، حضرت شیخ محمد نے جواب دیا " تمہیں کیا ڈر ہے " تم اللہ کے ولی ہو" اسکے بعد شیخ بدہ کو خلافت عطا کی اور سجادہ پر بٹھایا۔ درحقیقت مخدوم العالم شیخ عبدالحق کا شیخ بدہ کو اودھ میں طلب کرنے کا یہی مقصد تھا جو ظاہر ہوگیا۔

مرتبۂ وحدت پر متمکن عارف کے قدم ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں

لطیفہ نمبر ۵ بعض لوگ حضرت قطبی کو مختلف مقامات پر دیکھتے تھے ایک دفعہ ایک حاجی مکہ مکرمہ سے آیا اور بتایا کہ میں نے ان شیخ کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے۔ ایک دوسرے موقع پر ایک حاجی کی ملاقات شیخ بھورو اور صوفی دھوبی سے ہوئی۔ یہ دونوں حضرت قطبی کے مُرید تھے۔ اس نے ان دونوں سے پوچھا کہ کہاں مُرید ہو؟

شیخ بھورو نے جواب دیا " شیخ عبدالقدوس قدس اللہ سرّہٗ کا مرید ہوں۔ اس حاجی نے کہا میں نے ان حضرت کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے سبحان اللہ مرتبۂ وحدت پر متمکن عارف کے قدم ہر جگہ پہونچ جاتے ہیں ایک ہی جگہ موجود ہونیکے باوجود ہر جگہ نظر آسکتا ہے جسکو اس عالم کی قدرت ہو اُسے کچھ مشکل نہیں ہر جگہ نظر آسکتا ہے۔

نسخہ فوائد القرأت در علم قرأت میں تصنیف فرمایا

لطیفہ نمبر ۵۸۔ حضرت قطبی کو قرآن پاک کی تلاوت کا بیحد شوق تھا۔ انھوں نے دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت کیسامنے دو زانو بیٹھا ہوں اور دو آدمی قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہئے اسکے بعد خود پڑھ کر سنایا دوسری بار میں نے دیکھا کہ حضورؐ اپنی زبان مبارک میرے منہ میں ڈالتے ہیں اور پھر پڑھنا سکھاتے ہیں۔

حضرت قطبی نے شیخ سلیمان ندوی کو تلاوت کرتے ہوئے سنا تو انکی تلاوت بہت پسند آئی پھر ان سے پڑھا اور پڑھنے کی سند حاصل کی شیخ سلیمان کو علم قرأت نہ آتا تھا البتہ تجوید حروف اور ادائے مخارج حروف کیساتھ تلاوت انھوں نے استادِ کامل سے سیکھی تھی۔ حضرت قطبی کو علم قرأۃ میں ملکہ تھا۔ چنانچہ آپنے نسخہ "فوائد القرأۃ در علم قرأۃ" تصنیف فرمایا تھا شیخ سلیمان نے علم معرفت و توحید حضرت قطبی سے حاصل کیا تھا۔ حضرت قطبی نے نسخہ "حوض الحیات" بھی شیخ سلیمان کو پڑھایا تھا اور انکو انکی صورتِ کلی و تمامی ہوا میں پیدا کر کے دکھائی تھی۔ جب سلیمان نے علم معرفت میں کچھ مشکلات پر استفسار کیا تو حضرت قطبی نے رسالہ قدسی تحریر فرما کر ان کو پڑھایا وہ رسالہ مشہور ہے۔

وَلی را ولی می شناسد

لطیفہ نمبر ۵۹۔ حضرت قطبی شہر دِلّی مشائخ کی زیارت کی غرض سے تشریف لے گئے وہاں آپ کا خادم ملک دلاور آپ کا کھانا تیار کرنے کیلئے چکی میں آٹا پیس رہا تھا۔ اسی دوران اس کو غنودگی شروع ہوگئی۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء آموجود ہوئے۔ اور چکی کا دستہ پکڑ کر گھمانے لگے اور ملک دلاور سے فرمایا "سوتا کیا ہے بیدار ہو اور جلدی آٹا پیس کر تیار کر کیونکہ شیخ عبد القدوس بھوکے ہیں۔" ملک دلاور اسی وقت جاگ اٹھا اور دیکھا کہ چکی حرکت میں ہے۔ ہاں ولی ہی ولی کو پہچانتا ہے۔

وَلی کی ذات سے کدورت ذلالت کا باعث ہے

لطیفہ نمبر ۶۰۔ عمر خاں سروانی کی بہن اسلام خانو حضرت قطبی کی مرید تھی اور صاحبِ شغلِ باطن بھی تھی۔ کہا کرتی تھی کہ میرے کُل جسمانی اعضاء سے ذکر اللہ جاری ہے۔ حتیٰ کہ پاؤں سے بھی یہ ذکر جاری ہے زمین پر پاؤں نہیں رکھ سکتی ہوں۔ اسکے بھائیوں ہیبت خاں اور سعید خاں کو کسی وجہ سے حضرت قطبی سے کدورت پیدا ہوگئی تھی۔ اسوقت سروانیاں جونپور

شہر میں سلطان سکندر کے ہمرکاب تھے۔ کہتے تھے کہ اس دفعہ ہم شاہ آباد گئے تو وہاں سے شیخ عبدالقدوس کو نکال دینگے۔

یہ بات حضرت قطبی نے بھی سُن لی۔ فرمایا "خوب دیکھا جائیگا چند ماہ میں کون نکالا جاتا ہے" اسکے بعد چند بار سلطان سکندر نے سروانیوں پر عتاب کیا اور اپنی حکومت سے نکال دیا۔ اسلام خانو کہا کرتی تھی کہ میرے بھائیوں کو میرے پیر نے پھینک مارا ہے یہ ان کی ذات سے کدورت اور ناپسندیدگی رکھنے کیوجہ سے ذلیل ہو رہے ہیں۔

صدّو کچھ دیکھا؟ "جی ہاں پیر بادشاہ میں نے دیکھا"

لطیفہ نمبر ۶۱۔ ایک شب حضرت قطبی کے پیٹ میں تکلیف تھی۔ صدّو نامی خادم پیٹ کو سینک رہا تھا اور حضرت قطبی سوئے ہوئے تھے صدّو نے دیکھا کہ ایک نور آپ کے قدم مبارک سے نمودار ہوا اور مانند برق چمکنے لگا۔ اسکے بعد ایک نور پیشانی مبارک سے شعلہ کیصورت میں نکلا اور پھر دونوں نور باہم مل کر پھیل گئے اور تمام خانقاہ پر چھا گئے اور کچھ دیر بعد مفقود ہو گئے۔

حضرت قطبی بیدار ہو گئے اور فرمایا "صدّو کچھ دیکھا" صدّو نے عرض کیا۔ "جی ہاں پیر بادشاہ میں نے دیکھا۔" پھر حضرت قطبی نے انتہائی انکساری

سے فرمایا " وہ نور تیرا ہی ہوگا۔" اور پھر اس مرض سے حضرت قطبی کو نجات ہوگئی۔

لیلۃ المبارک میں سو رکعت میں ختم قرآن کا معمول

لطیفہ نمبر ۶۲۔ حضرت قطبی کا معمول تھا کہ شب برات (لیلۃ المبارکہ) میں سو رکعت نوافل میں جماعت ختم کلام اللہ کرایا کرتے تھے اور یہ معمول کبھی قضا نہ ہوتا تھا۔ اکثر میرے معظم بھائی حافظ کلام ربانی شیخ احمد امامت کیا کرتے تھے اور اگر وہ کبھی موجود نہ ہوتے تو کسی دوسرے حافظ کو بطور خاص بلا کر ختم قرآن سنا کرتے تھے۔ گو حضرت قطبی بھی حافظ قرآن تھے باطن میں عشق کی شدت کے باعث سینہ و زبان بندی کی کیفیت غالب تھی۔ تلاوت کرتے ہوئے زبان بند ہو جاتی تھی اسلئے خود محراب ختم نہ کر سکتے تھے۔

یہ بھی عادت تھی کہ رمضان کی تراویح میں تین ختم قرآن سنا کرتے تھے اور یہ معمول کبھی قضا نہ ہوتا تھا۔ آخری عمر ضعیفی میں بھی شب برات کی سو رکعت تراویح رمضان المبارک دن اور رات کے کل وظائف بلا ناغہ کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔ عمل کیلئے عزم راسخ رکھتے تھے اور آرام کی ان کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ خصوصیت سے سردی، بارش طوفانی ہوا والے دن نفس پر زیادہ سختی کرتے تھے۔

الغرض دین کی پابندی میں حضرت قطبی کی استقامت دیکھ کر عقل

دنگ رہ جاتی تھی کیونکہ حضرت کا یہ عمل بشری قوت سے بالاتر معلوم ہوتا تھا۔ بقول کسے ؎

می ندانم کایں چہ مرداں بودہ اند ؛ کز عمل یک دم نمی آسودہ اند

حضرت قطبی نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی قدیم دعا میں ذاتی ذوق وشوق۔ کمال وجمال کی وجہ سے کچھ اضافہ کردیا تھا اور اس کو انتہائی اشتیاق سے لطف اندوز ہوکر پڑھا کرتے تھے۔ اپنے سب دوستوں اور خلفاء سے فرمایا کرتے تھے اس طرح پڑھو۔ وہ دعا یہ ہے۔

اللّٰھم مد لی عمری فی طاعتك	یا اللہ میری عمر کو لمبا کر اپنی اطاعت
ومحبتك وشوق لقائك ووسع	اور محبت میں اور اپنی لقاء کی شوق
علی رزقی من خزائن برکتك ووسعة	میں اور مجھ پر میرا رزق وسیع کر اپنی
برحمتك رزق المحبوبین المرادین	برکت کے خزانہ سے اور اپنی رحمت
المقربین الواصلین الیك وصحح	کو میرے لئے وسیع کر ایسی جیسی کہ
فی جسمی فی طلبك یاسیدی و	تیرے محبوب المراد۔ مقربین اور
مولائی وبلغنی عملی فی مشاهدتك	واصلین کے لئے ہے اور اپنی طلب
وکمال معرفتك وانوار قدسك	میں میرے جسم کو تندرست کر۔ اے
واسرار غیبك فانك تحوما تشاء	میرے مالک اور میری آرزو اور
وتثبت عندك ام الکتاب الی	خواہش کو اپنے انوار اور غیب کے
اٰخرہ۔	اسرار کے مشاہدے سے سرفراز فرما

بیشک تو ہی جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اصل کتاب تیرے ہی پاس ہے۔

تراویح میں شیخ احمد کا تین سپارے سنانے کا معمول

لطیفہ نمبر ۶۳۔ ایک مرتبہ ماہِ رمضان المبارک میں میرے بھائی احمد بوجہ معذوری معمول کے مطابق تین سپارے سنانے سے مجبور تھے انتہائی خوف کیوجہ سے اظہار مجبوری کی جرأت بھی نہ تھی۔ جب تراویح کی ادائیگی کا وقت آیا تو حضرت قطبی کو نورِ باطن سے یہ بات معلوم ہوگئی فوراً فرمایا "جسطرح سے فراغت ہو سناؤ۔"

کسی خاص شخص کیلئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ جہنمی ہے یا جنتی

لطیفہ نمبر ۶۴۔ شاہ آباد میں حضرت قطبی کی شیخ محمد مبارک جونپوری اور مولانا ابراہیم سے اعتقادی مسئلے پر یعنی بھا قولہ لانقول لاحد لعینہ انہ من اھل الجنۃ او من اھل النار (ہم نہیں کہہ سکتے کسی خاص شخص کیلئے کہ وہ اہل جنت سے ہے یا اہلِ جہنم) بحث چھڑ گئی۔

حضرت قطبی فرماتے تھے "ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کے نزدیک کون جنتی

ہے اور کون جہنمی۔ ہاں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانوں کے نزدیک فلاں شخص جنتی ہے اور فلاں دوزخی" مگر شیخ محمد اور مولانا ابراہیم کہتے تھے کہ جب ہم اللہ کے نزدیک کسی کو جنتی یا جہنمی کہنے کے حق میں نہیں ہیں تو انسانوں کے خیال کے بموجب بھی کسی کو جنتی یا دوزخی نہیں سمجھتے۔

الغرض بحث طویل ہوگئی۔ شیخ محمد نے اپنی مجلس میں بھی تذکرہ کیا کہ شیخ عبدالقدوس کا عقیدہ باطل ہوگیا ہے اور اس اگلے جمعہ کو ہم انھیں تائب کرائینگے۔ یہ بات حضرت قطبی تک بھی پہونچ گئی۔ متفکر ہوئے اور حضورِ حق میں التجا کی کہ" خدایا جنگ کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے اگر شیخ محمد حق پر ہیں تو اسکی مجھے وضاحت ہوجائے تاکہ میرا دل مطمئن ہوجائے اور اگر میں حق پر ہوں تو مجھے اسکے لئے معقول حجت اور دلائل مل جائیں۔

اسی فکر میں تھے کہ فرمانِ حق تعالےٰ جاری ہوا اور غیب سے ندا آئی" تفسیر زاہدی دیکھو" اسی وقت تفسیر زاہدی لائی گئی۔ مشیتِ الٰہی سے تفسیر زاہدی کی پہلی ہی ورق گردانی پر وہی بحث و موضوع سامنے آیا اور اس میں سے ایک بھاری کاغذ بھی ملا جس پر اسی موضوع پر زبردست دلائل حضرت قطبی کی رائے کی حمایت میں لکھے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے ابھی ابھی یہ پرچہ لکھ کر رکھا ہے۔ خود تفسیر زاہدی کا مذکورہ صفحہ بھی اسی بحث پر تھا۔

حضرت قطبی کو اطمینان ہوا اور شکر خداوندی بجالائے۔ فرمایا۔

کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ جب ہمارا یہ عقیدہ درست ہے تو ہمیں
بحث کی ضرورت نہیں" ادھر جب شیخ محمد کو معلوم ہوا کہ حضرت قطبی کو
محکمہ اصول مل گئے ہیں تو انہوں نے کوئی بحث یا مذاکرہ نہ کیا۔ شیخ محمد
کی عادت تھی کہ جب انھیں یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ فریق ثانی حق پر ہے
تو فوراً اپنی رائے کو بدل کر اسکی بات کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ دوسرے علماء
کی طرح اپنی بات کی بیچ نہیں کیا کرتے تھے۔ اسوقت جو تقاریر طرفین
سے ہوئیں وہ ذیل کی سطور میں درج کی جاتی ہیں۔

مبارک نے یہ تقریر کی۔

اعلم ان الطهارة عن الكفر يعنى الايمان شرط الدخول
فيها كما ان الطهارة للمصلى شرط الصحة الصلوٰة
فاذا وجد الايمان فى احد يقينا او شك فى ايمانه هل يقال له
جواز دخول الجنة مع انه لا يقال بجواز صلوٰة احد مع الشك فى طهارته
شرطان لشئ وطيهما ولم يقل به احد واجاب عنه۔
حضرت قطبی وقال قلت فى جوابه باصدق التوفيق على الصواب نعم
بجواز الصلوٰة يبتنى على عدم الشك فى الطهارة فى الايمان
ولا يضر الشك فى ايمان احد من اهل الاسلام فنحكم باسلامه
ايمانه عند الناس ظاهرا ونحكم له بجواز دخول الجنة عند الناس
عند الله فلا نحكم به لانه غيب معلوم لنا ولا فرق فيه

لانه من امور يتعلق بالغيب فلا يجوز القطع فيه لاحد غير صاحب
الشرع وهذا نظير الاستثناء فى الايمان فانه الشافى رحمة الله
تعالىٰ عليه يرى الاستثناء فى الايمان بان قال انا مومن انشاء الله
تعالىٰ باعتبار ان الامر فغيب لمكان الخوف بالله الجليل صاحب الكبرياء
والعظمة ولا يرى الشك فى ايمانه والعياذ بالله من ذٰلك وان ابا
حنيفة رضى الله عنه لا يرى الاستثناء فى الايمان بان قال انا
مومن حقا باعتبار تحقق الايمان فى الحال وباعتبار حسن الظن
بالله الكريم الغفور الرحيم فى المآل ولا يقطع فى الامر لانها
مبعمة واما الصلوٰة فليس كذلك فافترقا وايضا قال الشيخ محمد
مبارك ان الاعتقادين الخوف والرجاء شرط الصحة الايمان
فبالقول بالقطع فى ايمان احد فى عاقبة امره يفوت ذٰلك الشرط
ويفوت الشرط يفوت المشروط وهٰذا فاسد لان القطع عند
الناس لا يرفع الخوف ازيه لا يحصل يقطع الايمان عند الله
وذلك غير مقطوع ولان القطع عند الناس لا يزم لصحة الايمان
فان الاعتقاد بين الخوف والرجاء شرط لصحة الايمان فبا
القول بعدم القطع مطلقا يفوت الرجاء فيفوت الشرط فيفوت
المشروط وايضا ان الصلوٰة مطلقا مع حصول الطهارة فى الظاهر
بغير شك بخلاف الايمان فان له ظاهرا وباطنا ظاهره شروط

بشرط یتعلق بالحسن والظاھر ولیس بجواز دخول الجنۃ من حیث الظاھر شرط غیر ذلک وشروط باطنۃ متعلق بالقلب والباطن والحکم بدخول الجنۃ عند اللہ یتعلق بذلک فافترق الایمان بذلک فافترق الایمان والصلوٰۃ۔

"یعنی جان لیجئے کہ کفر سے پاکیزگی یعنی جنت میں داخل ہونے کیلئے ایمان شرط ہے۔ جسطرح سے نمازی کی نماز کے لئے وضو شرط ہے۔ جبکہ اگر اس نماز پڑھنے والے میں ایمان نہ پایا جائے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اسکی نماز ہوگئی یعنی یقین یا شک کیصورت میں؟ کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ جنت میں داخل ہوگا اجبکہ اس کا ایمان مشکوک ہو) باوجودیکہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بغیر وضو کے کسی کی نماز ہو جاتی ہے یا جسکو خود طہارت میں شک ہو۔ اور یہ دونوں شرطیں اسکے لئے ہیں جو یقین یا شک میں مبتلا ہو۔ حضرت قطبی نے فرمایا کہ میں اسکے جواب میں کہتا ہوں اور توفیق خداوندی کیساتھ کہ یہ جواب صحیح ہے۔ تحقیق یہ بات کہ نماز کا جائز ہونا مبنی ہے طہارت کے عدم شک پر اسی طرح مبنی ہے۔ ایمان میں عدم شک جنت میں دخول کیلئے اور نہیں جائز شک کرنا اہلِ اسلام میں سے کسی کے ایمان میں۔ ہم لوگوں کے نزدیک ظاہری طور پر اسکے مسلمان اور مومن ہونیکا فیصلہ کرتے ہیں یا ہم فیصلہ

کریں گے اسکے جنت میں داخل ہونیکے جواز کا لوگوں کے نزدیک یا
جو کچھ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور نہیں فیصلہ کرتے ہم اس کا اسلئے کہ
یقینی طور پر اس کا علم ہمیں نہیں ہے اور اس میں کوئی ضد بھی نہیں
اسلئے کہ یہ امور غیبیہ سے تعلق رکھتا ہے اور ہمیں اسمیں دخل اندازی
جائز نہیں کسی ایک کیلئے بھی علاوہ صاحب شرع کے یہ مثال ہے
ایمان میں تفصیل کی اور بس اور یہ نظیر ایمان میں استثناء ہے
ایمان میں، اسلئے کہ امام شافعیؒ ایمان میں جائز سمجھتے ہیں اس طور
سے کہ کوئی یہ کہدے کہ انشاء اللہ میں مومن ہوں بایں طور کہ ایمان
غیبی چیز ہے۔ اللہ جل شانہٗ کے خوف کیوجہ سے اور یہ اپنے ایمان میں
شک نہ سمجھے اللہ کی پناہ اور امام ابو حنیفہؒ ایمان میں استثناء جائز
نہیں سمجھتے بلکہ ہر شخص کو یوں کہنا چاہیئے کہ میں مومن ہوں حق اور یقین
کے ساتھ۔ باعتبار تحقیق ایمان کے زمانہ حال میں اور باعتبار حسن ظن
اللہ کریم اور غفور الرحیم پر مائل ہیں۔ اور عاقبت کا یقین تو ہے ہی
نہیں اسلئے کہ اس میں ابہام ہے باقی رہا نماز کا معاملہ تو وہ اس
طرح نہیں ہے۔ دونوں کا حکم الگ الگ ہوگیا۔ اور شیخ محمد
مبارک نے بھی کہا ہے کہ صحت ایمان کیلئے کسی شخص کی عاقبت
کے بارہ میں یقین کے ساتھ کہنے سے شرط ہے۔ یہ شرط فوت ہوجائیگی
اور شرط کے فوت ہونیسے مشروط فوت ہوجائے گا اور یہ بات غلط ہے

اسلئے کہ یقین لوگوں کے نزدیک خوف کو ختم نہیں کرتا اسلئے کہ اس یقین سے علم حاصل نہیں ہوگا۔ نجات اور فلاح کا، بلکہ حاصل ہوتا ہے اللہ کے نزدیک یقین سے اور یہ مخلوق سے پوشیدہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یقین لوگوں کے نزدیک لازم آتا ہے صحت ایمان کیلئے اس اعتقاد خوف و رجا میں شرط ہے صحت ایمان کے لئے تو آدمی کے یقین کا دخول مطلقاً فوت کر دیتا ہے رجا کو یہ شرط فوت ہو جائیگی تو مشروط بھی فوت ہو جائیگا اور ایک بات یہ بھی ہے کہ نماز اصولِ طہارت کے ساتھ ظاہر میں بغیر شک کے ہے بخلاف ایمان کے۔ اسلئے کہ ایمان ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ظاہر کے شرائط ہیں اسلئے کہ یہ متعلق ہے حس اور ظاہر کے ساتھ اور دخولِ جنت کیلئے جواز نہیں۔ بظاہر اس شرط کے علاوہ اور شروط باطنہ ہیں وہ یہ کہ ایمان متعلق ہو قلب اور باطن کے ساتھ اور حکم دخول جنت عنداللہ یہ اس شرط کے ساتھ متعلق ہے تو نماز اور ایمان کا حکم الگ الگ ہوا۔"

اس وقت حضرت قسطلی کے چھوٹے بھائی شیخ المشائخ عزیز اللہ دانشمند موجود تھے جب اس بحث کی خبر ان تک پہونچی تو لکھ کر بھجوایا کہ اگر کوئی شخص اس شخص پر وجود اسلام پر قائم یعنی اسلام پر زندہ رہا اور اسلام پر مرا اور موت کے وقت تک اس سے خلاف اسلام کوئی بات

ظاہر نہ ہوئی ہو اور کافر پر جو کفر پہ جیا اور کفر پہ مرا اور اسکے خلاف اس سے کچھ ظاہر نہ ہوا، پر شک کرے۔ ان کے ظاہری اسلام اور کفر پہ گواہی نہ دے اور ان کو ظاہری حیثیت میں جنتی یا جہنمی نہ کہے وہ جس سے انکاری ہے اسکو تائب ہونا چاہیئے۔

لان الجنة والنار کلتاهما ثمرة الاسلام والکفر۔ فلما شاهد الاسلام والکفر من احد علمنا بالحس انه مسلما او کافر بان مات قائلا کلمة الاسلام و لکفر ولم یظهر منه الضد حکمنا وشهدنا ظاهرا عند الناس انه من اهل الجنة او من اهل النار وما ذکر فی الکتب ان العاقبة مبهمة ولا نقول لاحد لعینه انه من اهل النار فمعناه انها مبهمة باعتبار ابهام علم الله وحکمة الله تعالیٰ فی الازل انه ما سبق فی حقه ولا نقول لاحد انه من اهل الجنة والنار قطعًا و یقینًا عند الله تعالیٰ۔ والله اعلم بالصواب

"یعنی جنت اور جہنم دونوں ثمرۂ اسلام اور کفر ہیں تو جب ہم نے اسلام اور کفر کسی سے دیکھ لیا اور اپنی حس سے سمجھ گئے کہ مسلمان یا کافر یوں طور مر گیا یعنی اسلام پہ یا کلمۂ کفر پہ تو ہم بہوش و حواس حکم صادر کر سکیں گے کہ لوگوں کے نزدیک یہ جنتی ہے یا جہنمی۔ باقی رہی یہ بات کہ عاقبت مبہم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عاقبت مبہم

ہے علم خداوندی کی نسبت سے یعنی یہ کہ ازل میں اسکے بارہ میں کیا فیصلہ ہوا اور کیا نہیں ہوا اور ہم نہیں سمجھتے کسی معین شخص کیلئے کہ عنداللہ یہ قطعًا جنتی ہے یا جہنمی واللہ اعلم بالصواب۔

طلب خدا کرنی چاہیئے یا نہیں؟

لطیفہ نمبر ۶۵۔ ایک مرتبہ حضرت قطبی نے قاضی محمد دانشمند تھانیسری سے دریافت کیا کہ "طلب خدا کرنی چاہیئے یا نہیں؟

قاضی نے جواب دیا۔ "طلب خدا کرنی چاہیئے۔"

حضرت قطبی نے دریافت کیا "خدا کو کسطرح پہچانیں گے جس کو کبھی دیکھا ہی نہ ہو اسکو کیسے شناخت کرینگے بلکہ صحیح شناخت کیلئے کسی کا چندمرتبہ دیکھنا بہتر ہے تاکہ شناخت میں کوئی تکلف نہ ہو۔"

قاضی محمد حیران ہوکر خاموش ہوگئے۔ بیشک اللہ پاک ہے۔ علماء فضلاء کو طلب حق اور اسکی معرفت میں کیسی حیرانی و پریشانی پیش آتی ہے اور اسکی الوہیت اور ربوبیت میں کیا کیا مشکلات ہیں۔ اے عزیز انسان کی تخلیق اللہ پاک کی معرفت کے لئے ہی ہے۔ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون" ای لیعرفون۔ پس انسان پر اللہ کی عبادت کرنا اور اسکو شناخت کرنا فرض ہے۔ نعوذ باللہ اگر کوئی

اسکی شناخت نہ رکھتا ہو کافر ہے۔

حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طلب امر شرعی ہے اور عالی درجات کا باعث ہے لقولہٖ علیہ السّلام "حاکیا عن اللہ تعالیٰ یا داؤد اذا رایت لی طالبا فکن لہ خادما ولما قیل انا الموجود فاطلبنی تجدنی" حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیان کرتا ہے اللہ تعالےٰ اے داؤد جب تو کسی کو میرا طالب دیکھے تو اسکے لئے خادم بن جا اور اسی لئے کہا گیا ہے میں موجود ہوں پس مجھے طلب کرو تو مجھے پاؤ گے۔

اس لئے طلب حق اور معرفت حق کا مطلب جان لینا چاہیئے۔ علمائے ظاہر کے نزدیک طلب حق سے مراد معرفت حق ہے نہ کہ طلبِ ذاتِ حق اور ان کے نزدیک حق سبحانہٗ تعالےٰ کی معرفت سے مراد اسکے کمالات کی شناخت ہے۔ گویا اسکی تمام صفات مقررِ مسلم کی پہچان ہے نہ کہ ذاتِ حق کی شناخت۔ شناخت سے قطع نظر ذات حق وہی کچھ ہے جو وہ ہے اور وہی ہماری عقل وفہم سے بالاتر ہے اسلئے اگر اسقدر جان لیا جائے کہ حق تعالےٰ بذاتہٖ موجود ہے اور اپنی صفات کمال سے موصوف ہے اور زوال و نقصان سے پاک ہے تو (علمائے ظاہر کے نزدیک) گویا حق کی پہچان اور طلب دونوں حاصل ہو گئے اور بندہ مومن ہو گیا۔ گویا ہم نے اس ذات کو بطور صفات کمال پہچانا اسلئے کہ اس ذات کی ماہیت وحقیقت ہماری فہم ودانش سے بالا قرار پائی۔ گویا علماء ظاہر کے نزدیک اس ذات کی

معرفت وہی ہے۔ جو کچھ کہ وہ ہے اس سے تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔
کما لا یخفیٰ قولہ علیہ السلام فی الآیۃ ولا تفکر وا فی ذاتہ۔
(یعنی اسکی نشانیوں اور صفات پر غور و فکر کرو مگر اسکی ذات پر نہیں)
لیکن عارفوں کے نزدیک معرفتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ کلی طور پر اسکی ذات و
وصفات کی عرفان سے مراد ہے۔

معرفتِ ذات یوں ہے کہ ذات حق سبحانہٗ اپنی حیثیت میں وجود
مطلق اور ہستی محض ہے۔ یعنی حق تعالےٰ کی حقیقت ہستی کے بغیر نہیں
ہے جو کہ وجود کی اعلیٰ ترین حیثیت میں خود بخود موجود ہے اور اپنی ذات میں
کسی دوسرے کے امر کی محتاج نہیں ہے اس لئے موجودیت میں حق تعالےٰ
کا مرتبہ ثابت کرنا لازم ہے اور اس بات کو زبردست دلائل و براہین سے
ثابت کیا گیا ہے[1]۔ اسی کے خلاف علماءِ ظاہر کا مذہب یہ ہے کہ حق تعالےٰ
ہستی سے بالاتر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہستی تو اسی کی ذاتی صفات میں سے
ایک ہے اور اس کی ذات اور وجود کو مقتضی (بصفات) بیان کرتے
ہیں "کما قالوا فی تعریف الواجب التعالیٰ الذی یقتضی ذاتہ
وجودہ" اور ذات کو من حیث ہو بیان نہیں کرتے۔ البتہ عارف بیان کرتے
ہیں کہ ذات حق سبحانہٗ تعالےٰ من حیث ہو۔ ہو عین ہستی مطلق ہے۔

[1] جیسے کہ کہا انھوں نے واجب التعالیٰ کی تعریف میں وہ جو کہ مقتضی اپنے وجود
کا [2] جنکا بسبب طوالت ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

ہمارا مدّعا وجود کے باب میں من حیث ہو ہو باعتبار ماہیت پوشیدہ اور اظہرُ الانیتہ ہے یعنی باعتبار ماہیت اس ہستی مطلق کا وجود پوشیدہ تر ہے اور محسوسات سے بالاتر ہے۔ البتہ از روئے ثبوت وہ ظاہر تر ہے۔ اور وہ ہستی پاک ہے۔ تغیر و تبدل محدود و کثرت سے مبرّا ہے اور کسی نشان سے اس کو مماثلت نہیں دی جا سکتی۔ وہ عالم میں سماتا ہے نہ اشکال میں۔ سب کچھ اس سے پیدا ہوا اور وہ اپنی ذات سے آپ ہے۔ سب اشیاء کا ادراک اسی سے ہے جبکہ وہ خود احاطۂ ادراک سے باہر ہے۔ اسکے جمال کے مشاہدہ کرنے میں چشم راز بیں بھی خیرہ ہو جاتی ہے اور اس کے کمال کے مشاہدہ میں تاریک پڑ جاتی ہے ؎

رباعی

یامن بھواہ کنت بالروح سمحت

ھم فوقی دھو تحت نہ فوقی ونہ تحت

ذات ہمہ جز قائم بوجود ذات تو وجود ساز ہستی بجُت

(ہر چیز کی ذات ہے تا ئم وجود سے اپنے
بے نقش و بمثیل و خالص وجود ذات ہے تیری)

بس پئے رنگست یار دلخواہ اے دل قانع نشوی برنگ ناگاہ اے دل

اصل ہمہ رنگہا ازاں بے رنگ است من احسن صبغۃ من اللہ اے دل

لہ اے وہ ہستی کہ جسکی محبت میں میں روح کے ساتھ فدا ہوں وہ جو کہ اوپر بھی ہے اور نیچے بھی اور نہ اوپر ہے نہ نیچے (یعنی وہ میرا محبوب میرے دل کی زینت ہے مقام و وقت کا پابند نہیں ہر جگہ موجود ہے۔

پس جبکہ ہستی مطلق باعتبار ماہیت پوشیدہ ہے اس کا ادراک بھی معدوم ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام کے قول " تفکر وافی الآیۃ ولا تفکر وافی ذاتہ " کے مطابق اس کی نشانیوں پر غور کرو۔ اس کی ذات پر نہیں اور معرفت وصفات یہ ہے کہ صفات اپنے بیحد کمالات کی اس نسبت وحیثیت کی بناء پر جو بعید از فہم ہے۔ غیر ذات ہیں لیکن باعتبار حصول وشناخت حقیقت یہ صفات نہیں ذات ہیں۔ مثلاً عالم اپنے علم کے اعتبار سے ذات ہے صفت نہیں ہے۔ اسی طرح قادر باعتبار ذات ہے اور مُرید بہ سبب ارادت ذات ہے۔

اس میں شک نہیں کہ صفات مفہوم کے اعتبار سے جسقدر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ البتہ بر بنائے تحقیق عین ذات ہیں۔ گویا وجود حق واحد ہے اس میں بجز اسمائے صفات کے کثرت نہیں ہے اس لئے علماء (مذہب مختار) نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ یعنی مفہوم کے اعتبار سے عین ذات ہیں اور نہ ہی تحقیق وحصول وجود کے اعتبار سے غیر ذات ہیں۔

اے در ہمہ شان ذاتِ تو پاک از ہمہ شین نے در حق تو کیف تواں گفت نہ ایں
از روئے تعقل ہمہ غیر اند صفات باذات تواز روئے تحقق ہمہ عین

طلب حق سبحانہٗ تعالےٰ سے مراد طلب قرب وحصول حق تعالےٰ ہے اور قرب وحصول حق، حق کے علاوہ ہر شے کے ترک وانقطع ہی سے

حاصل ہوتا ہے اسلئے طالبِ حق کو اس امر کی کوشش کرنی چاہیئے کہ غیرِ حق اسکے قلب و نظر سے محو ہو جائے اور اسپر فنائے مطلق کا اظہار ہوتا کہ مشاہدہ حق میں دخل غیر نہ ہو اور بے اختیار کیفیت حال میں یوں بیان کرنے لگے۔

در ہر چہ بدیدم ندیدم مگر دوست!
معلوم چنیں شد کہ کسے نیست مگر اوست

(ہمیں ہر چیز میں دوست کے علاوہ کوئی نظر نہ آیا۔ معلوم یہ ہوا کہ اسکی ذات کے علاوہ کسی کا وجود نہیں)

وَاجِبُ الوجود کلّی ہے کی تردید

لطیفہ نمبر ۶۶۔ یہ راقم حقیر فقیر رکن الدین شہر دلّی میں تحصیل علم میں مشغول تھا اور حضرت قطبی بھی وہیں قیام پذیر تھے۔ علم منطق میں نسخہ طیبی کی شرح کا درس شروع تھا۔ یہ حقیر بھی سامع تھا۔ دوسرے سبق میں کُلّیۃً واجب الوجود کا موضوع تھا۔ حضرت قطبی نے اس حقیر سے فرمایا۔ "آج کیا سبق پڑھا ہے" گو اس طرح کے اسباق کے بارے میں استفسار کرنا حضرت قطبی کی عادت نہ تھی۔

اس فقیر نے عرض کیا کہ علم منطق میں نسخہ طیبی شروع ہوا ہے اور میں

بھی سُن رہا ہوں حضرت قطبی نے فرمایا "اپنا سبق پڑھو تاکہ ہم بھی سُنیں
اس فقیر نے سبق پڑھا۔ جب اس بحث پر پہونچے کہ واجب الوجود
کلّی ہے تو حضرت قطبی نے فرمایا "یہ بات تو کفر ہے۔ نعوذ باللہ! یہ
اعتقاد نہیں رکھنا چاہئے جو کچھ اس ضمن میں ہم کہتے ہیں حاشیہ دیکھو"
اس فقیر نے حاشیہ نویسی کی اس میں حضرت قطبی نے اس
بات کی تردید کردی۔ الغرض یہ مضمون حاشیہ طلباء میں پھیل گیا۔

ایک روز حضرت قطبی کی علمائے وقت سے ملاقات ہوئی اور وہاں
اس موضوع پر انتہائی بحث ہوئی علماء میں سے اکثر نے حضرت قطبی کے خیال
کو تسلیم کرلیا۔ مگر بعض اپنے ہی عقیدے پر قائم رہے۔ اس بحث کے سلسلے میں
حضرت قطبی نے استادِ وقت امام العلماء بندگی مولانا عبداللہ دانشمند دہلوی
کو بھی ایک خط تحریر کیا ہے وہ خط حضرت قطبی کے مکتوبات میں موجود ہے۔
ان رغبت فعليك به۔ حضرت قطبی نے شرح عوارف لکھتے ہوئے بھی
اس بحث پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ اب یہ فقیر رکن الدین مختصراً عرض کرتا ہے۔
سمجھو کہ اگر واجب الوجود کلّی ہے تو اللہ کی ذات جزوی ہوگی۔ والجزئی
مرکب من الکلی والتشخص وھو فی ذات اللہ لا یجوز ولو کان واجب
الوجود کلیا والکلی عندھم ما لا یمنع نفس تصور مفھومہ عن
وقوع الشرکۃ فلیزم ان یکون للکلی جزئیات ولھا اشتراک فی
ھذا المعنی فاذا صدق مفھوم ھذا الکلی علیھا یلزم ان تکون

تلك الجزئيات موجودات ازلاً وابداً اكذات الله تعالىٰ
لان الوجود لما كان مقتضى ذات الواجب لاينفك عنه ازلاً
وابداً اوهذا كفر ايضا تلك الجزئيات المتصورة شركة الله تعالىٰ
وشريك ممتنع الوجود فكيف يكون ممتنع الوجود جزئيا لواجب
الوجود وهذا محال وايضا وجود جزئي واحد في الخارج و
امتناع جزئيات يكون لامر داخل في الماهية
والامر خارج عن الماهية وكلاهما باطلان وجود جزئي
واحد وامتناع جزئيات اخر لامر واحد داخل في الماهية
غير مستقيم ولو كان لامر خارج من الماهيه يكون ذلك لمخصص
والمخصص ماوراء الوجوب للجواب محال فظهر ان واجب الوجود
ليس بكلي ولاجزئي۔ والله اعلم بالصواب

یعنی واجب الوجود اگر کلی ہے اور ان کے نزدیک کلی وہ ہے
جو اسکے مفہوم کے نفس تصوّر میں وقوع شرکت کا مانع نہ ہو) تو
کلی کیلئے جزئیات کا ہونا لازم آئیگا اور ان جزئیات کیلئے
مشترک ہونا ثابت ہے۔ اس معنی میں کہ جب اس کلی
کا مفہوم ان جزئیات پر صادق آئے تو لازماً ان جزئیات کو

لہ موجود ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات چونکہ جب ذات واجب کو وجود مقتضی
ہو تو اس سے ازلاً وابداً جدا نہیں ہوتا۔

ازلًا وابدًا جدا نہیں ہوتا اور یہ کفر ہے۔

علاوہ ازیں یہ جزئیات متصورہ جو شریک ہیں اللہ تعالےٰ کیلئے، اور اللہ کا شریک ہونا ممتنع الوجود ہے۔ اسلئے ممتنع الوجود جزئی واجب الوجود کیلئے کیسے ہوگا۔ اور یہ محال ہے۔ اسی طرح وجودِ واحد جزئی کا خارج ہونا اور دوسری جزئیات کا ممتنع ہونا یا تو امرِ داخلی کی ماہیت یا امرِ خارج کی ماہیت کیلئے ہوگا اور یہ دونوں باطل ہیں۔ وجود جزئی کا ایک کا ہونا اور دوسری جزئیات کا ممتنع ہونا داخلی ماہیت کے اعتبار سے درست نہیں اور اگر امرِ خارج کی ماہیت سے ہے تو مخصص اور مخصص ماسوا واجب کے محال ہے۔ پس ظاہر ہوگیا کہ واجب الوجود نہ کلی ہے نہ جزئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قِدَم نفی ہے عَدم کی تو پھر عَدم ازلی کیا ہے؟

لطیفہ نمبر ۶۔ ایک دن شہر دہلی میں شیخ احمد بدھ دانشمند بہاری کے گھر عرس تھا۔ صاحبِ فہم و فراست علماء و صلحاء جمع تھے۔ حضرت قطبی پر سکر کی کیفیت غالب تھی۔ اسی عالم میں اسرار علم الٰہی بیان کرنے لگے اور امام العلماء مولانا عبد اللہ دہلوی سے (جو کہ استاد وقت مانے جاتے تھے) دریافت فرمایا "علم کلام میں ہے ان القِدَمَ[1] ینافی العَدَمَ[2] اسلئے والعدم

[1] قِدَم بمعنی قدیم۔ دیرینہ [2] عَدم بمعنی نیستی و نابودی ہونا نفی

ازلی کیا ہوا؛ (قِدَم نفی ہے عدم کی تو پھر عدم ازلی کیا ہوا)

مولینا عبداللہ مذکور نے جواب دیا "قِدم و ازل[1] کے درمیان عام و خاص کی قید ہے۔

حضور قطبی نے فوراً فرمایا "آپ تو قدیم و حادث[2] کے مابین واسطہ پیدا کر رہے ہیں۔"

مولنا مذکور نے جواب دیا۔ "جی ہاں"

حضرت قطبی نے پھر فرمایا "سلب[3] و ایجاب[4] کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہیں تک دونوں بزرگوں کے درمیان بطور معمہ کے مختصر گفتگو ہوئی۔

اب یہ حقیر اسکی تفصیل و وضاحت عرض کرتا ہے۔

"قولہ ان القِدَم یُنَافی العدم یعنی قِدَم و عدم ایک دوسرے کی نفی ہیں فلا یجتمعان۔ اسی لئے اجتماع نہیں ہے اور عدم جو کہ عالمِ ازلی ہے اور وجود عالم سے پہلے موجود ہے وہی قدیم بھی ہے کیونکہ القدیم ما لا بدایۃ لہٗ۔ یعنی قدیم وہ ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے) اسلئے اس اعتبار سے ہونا لازم ہوا۔ فکیف یستقیم المنافاۃ بینھما وکیف یقال العدم ازلی۔ یعنی پس کیسے انکے درمیان منافات میں استقامت ہو سکتی ہے

[1] ازل یعنی جس کا شروع یا ابتدا نہ ہو۔ [2] حادث یعنی نئی چیز جو پہلے نہ ہو۔

[3] یعنی نیست و نابود [4] ایجاب یعنی مقرر تسلیم شدہ

اور کیسے کہا جاسکتا ہے کہ عدم ازلی ہے۔)

مولانا عبداللہ نے جواب میں فرمایا کہ قدم و ازل کے درمیان عموم وخصوص مطلقاً ہے یعنی جمہور علماء کے نزدیک ازل عام ہے جس سے عدم کے وجود پر اطلاق کرتے ہیں اور قدم خاص ہے جسپر بجز وجود کے اطلاق نہیں ہے اسلئے عدم کو ازلی کہتے ہیں قدیم نہیں کہتے اور قدم و عدم ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں مگر ازل و عدم ایک دوسرے کی نفی نہیں ہیں۔ اسکے بعد حضرت قطبی نے سوال کیا کہ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ قدیم وحادث کے درمیان واسطہ ہوگا۔ یعنی ایک مفہوم کے اعتبار سے ہم اسے ازلی فرض کرینگے نہ کہ قدیم وحادث۔ پس وہی عدم ہوا۔ اسکے بعد مولانا عبداللہ نے کہا" ہاں اسی طرح ہے کہ عدم کا مفہوم ازلی ہے قدیم یا حادث نہیں ہے اسلئے قدیم وحادث کے درمیان واسطہ ثابت ہوا۔ اس پر حضرت قطبی نے فرمایا کہ قدیم کا مفہوم قضیہ سالبہ ہے مراد نیست ونابودی ہے لان القدیم مالا بدایۃ لہٗ۔ قدیم وہ ہے کہ جسکی کوئی ابتدا ہی نہیں) اور حادث کا مفہوم قضیہ موجبہ ہے اور جو کچھ کہ حادث نہیں ہے قدیم ہے۔ فابن الواسطۃ الیٰ ہہنا ایضاح البحث (پس واسطہ کہاں ہے بحث اسپر واضح ہے) اب اس فقیر کے دل میں خیال آتا ہے کہ واسطہ لازم نہیں آتا۔ ہمارا مفہوم ازروئے اصطلاح ہر دو موضوع پر موجود مراد ہے۔ ولا واسطۃ بین الموجود الذی لا بدایۃ لہٗ وبین الموجود الذی

لہ بدایۃ والعدم ای عدم العالم لیس بداخل فی مورد التقسیم

(اور نہیں ہے کوئی واسطہ اس موجود کے درمیان جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور اس موجود کے درمیان جسکی ابتدا ہے اور عدم ہے یعنی عدم عالم) اور بعضوں کے نزدیک قِدم وازل ایک دوسرے کے مترادف ہیں اور ہر دو پر وجود اور عدم کا اطلاق کیا جاتا ہے اسلئے اس قول کے بیان کرنیوالوں کا مطلب یہ ہوگا " ان القدم بینا فی العدم ای ان الوجود

ولایطرء علیہ العدم (یعنی قِدم جو کہ امر وجودی ہے اسپر عدم لاحق نہیں ہوتا اور موجود قدیم معدوم نہیں ہوتا وکذلک الازل الوجودی لیکن قِدم وازل جو کہ عدمی ہیں اسپر عدم لاحق ہوتا ہے یعنی وہ عدم وجود کی بناء پر دور ہو جاتا ہے تاکہ عدم عدم سے اور وجود وجود سے باقی رہے پس اصلی عدم عالم کے حادث ہونے پر دور ہو جائیگا اور لیکن مایقال کل ازلی ابدی فھو مقید الوجود ای کل وجودی ازلی فھو ابدی والا لایزال العدمی ای عدم العالم لیس بابدی لان عدم العالم کان ازلیا ثم العالم بحدوث العالم فافھم واللہ اعلم بالصواب۔ (یعنی جیسا کہ کہا گیا ہے کہ کل ازلی ابدی ہے وجود کی قید کے ساتھ یعنی کل وجود ازلی ہے پس وہ ابدی ہوا وگرنہ ہمیشہ عدمی رہے گا یعنی عدم عالم ابدی نہیں ہے کیونکہ عدم عالم ازلی تھا پھر عدم عالم کے حادث ہونیکے ساتھ (اسکی حیثیت میں اسکو سمجھ۔ واللہ اعلم بالصواب

کُلُوا مِمَّا فِی الاَرضِ حَلٰلًا طَیِّبًا

لطیفہ نمبر ۶۸۔ ایک دن شہر دہلی میں علماء و صلحاء کی مجلس میں اس آیت کریمہ کلوا مما فی الارض حلالًا طیبًا پر مذاکرہ ہوگیا میاں عبداللہ دانشمند استادِ وقت نے فرمایا "حلال یہ ہے کہ اپنے محب و دوست کی ملک سے بغیر اسکی اجازت کے البتہ اسکے اعتماد پر کھالیا جائے اور اسکے بعد اس سے اجازت لے لی جائے اور حلال وطیب یہ ہے کہ اجازت مل جانیکے یقین کے باوجود اول اجازت لی جائے پھر کھایا جائے۔

حضرت قطبی نے فرمایا "ہمارے استاد سے منقول ہے کہ حلال وہ ہے جو خود کما کر کھایا جائے اور حلال وطیب وہ ہے کہ اپنی قوت سے اس طرح کمایا جائے کہ اللہ کی محبت عبادت و ذکر میں فرق نہ آئے۔

اسکے بعد میاں عبداللہ دانشمند نے کہا۔ "اے شیخ کچھ فرمایئے تاکہ ہم بھی بہرہ ور ہوں۔ فرمایا۔" ہاں زاہدی میں فرمان باری تعالےٰ حلالًا طیبًا کے بارہ میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ طیّب وہ ہے جسکے کھانے پر قیامت کے روز تجھ سے سوال نہ کیا جائے یعنی ضرور کھائے لیکن ایک روٹی پر بسر کرے۔ قناعت اختیار کرے اور ویرانے کو اپنی سکونت کیلئے کافی جانے۔ کیونکہ کما قال علیہ السلام ان اللہ جل جلالہٗ وھب لابن آدم مالا بد منہ ثوبا یواری عورتہ و جوعۃ

وبیتًا کعش الطیر وقیل یارسول اللہ کیف الملح لما یحاسب بہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ نے ابن آدم کو
ہر وہ چیز دے دی ہے جو اسکے لئے ضروری ہو، کپڑا جو چھپاتا ہے اسکی
شرمگاہ کو اور روٹی تاکہ اپنی بھوک کو بجھائے اور گھر رہائش کے لئے پرندہ کے
گھونسلے کیطرح۔ اور کہا گیا یارسول اللہ کیسے ہے نمک، حضور اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نمک ان چیزوں میں سے ہے جنکے متعلق محاسبہ
ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا حلال وطیب وہ ہے جو دنیا میں
مصیبت کا باعث نہ ہو۔ قیامت میں عذاب نہ بنے۔ اور فرمایا حلال وہ
ہے جسپر مفتی حلال ہونیکا فتویٰ دیں اور طیب وہ ہے کہ جسکے حلال ہونے
پر تیرا دل گواہی دے۔ اور فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے "دع ما یریبک
الی مالا یریبک" (چھوڑ دے اسکو جو تجھے شبہ میں ڈالے سوائے اسکے
جو تجھے شبہ میں نہ ڈالے) اس موقع کے لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اپنے
دل سے فتویٰ لو اور اسپر عمل کرو۔

ایک روز حضرت قطبی کے سامنے پکی ہوئی مرغی رکھی گئی جیسے ہی ایک
لقمہ اٹھایا واپس رکھ دیا اور فرمایا کہ اسکو میرے سامنے سے اٹھالو۔ یہ فقیر
رکن الدین حاضر تھا عرض کیا کیوں؟ حضرت قطبی نے فرمایا کہ "ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ اسکو صحیح طور سے ذبح نہیں کیا گیا ہے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ
حضرت قطبی کا فرمانا درست تھا۔ سبحان اللہ زہے نور باطن اور قلب کہ

اس کا فتویٰ شرع کے فتوی سے بہتر ہے۔ مفتی حکم شرع ظاہری حالت پر کرتا ہے، کیونکہ اس کا مقولہ نحن نحکم بالظواہر (ہم فیصلہ کرتے ہیں ظاہر میں) پر ہے۔

جبکہ قلب عارف نور باطن سے روشن ہے باطن پر حکم صادر کرتا ہے اور حق کی خبر دیتا ہے۔ کیونکہ مقولہ ہے۔ عرفت اللہ باللہ وعرفت الانبیاء باللہ (اللہ کو پہچانو اللہ سے اور اشیاء (موجودات) کو بھی اللہ ہی سے پہچانو) اس کا مقولہ ہے شان بینھما ان ہر دو کے درمیان اُسی کی شان جلوہ گر ہے۔ لیکن یہ نور شرع پر استقامت سے عمل پیرا ہوتے ہی ہر ولی کو بطور انعام عطا ہوتا ہے۔

اے عزیز اس میں ایک نکتہ کی بات ہے اس کو سمجھ تاکہ تو عوام کے اقدام اور جاہل صوفیوں سے بچ سکے۔ جان لے کہ عارف کا دل جو نور سے روشن ہے خلاف شرع خبر نہیں دیتا اور باطل کی راہ نہیں روکتا بلکہ وہ حکم شرع جو مفتیوں کے فہم وعلم سے پوشیدہ ہوتا ہے اس کو ظاہر کرتا ہے اور اس کے بیان میں بھی احتیاط کرتا ہے۔ زہد وتقویٰ کی راہ دکھاتا ہے نہ یہ کہ وہ شرعاً منہیات ومکروہات کو مباح قرار دیکر شرعی حکم ہی کو بدل دے۔ احکام شرع میں تغیر کرنا صرف پیغمبروں ہی کا کام ہے جس کو احکام کی منسوخی کہتے ہیں یہ کام صرف پیغمبر کا ہے ولی کا نہیں۔

منقول ہے کہ ایک سالک جماعت میں امام کے پیچھے قضائے رکعت کے بعد شریک ہوا اور اس سے قبل کہ امام سلام پھیرتا وہ نماز پوری کرنے

کیلئے کھڑا ہوگیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اس نے مکروہ شرعی کی کیوں تکمیل کی اس نے کہا امام کے سلام میں تاخیر اسکو سجدۂ سہو کے احتمال سے تھی اور مجھے نور باطن سے معلوم ہوگیا کہ امام پر سجدۂ سہو واجب نہیں اسلئے میں اپنی نماز کی تکمیل کیلئے کھڑا ہوگیا۔ یہ سن کر اس جماعت میں شریک ایک نے فرمایا" صاحب شریعت اس نوع کو مکروہ قرار دیتے ہیں جبکہ تیرے نور باطن نے شرعی حکم کے خلاف رہنمائی کی ہے اسلئے یہ نور نور نہیں بلکہ ظلمت ہے اور وسوسۂ شیطانی ہے۔

نقل کرتے ہیں کہ ایک ولی کیسامنے پکا ہوا گوشت پیش کیا گیا اس نے کھانا چاہا لیکن اسکے دل نے فتویٰ دیا کہ" نہ کھا" اسپر بازار سے تحقیق کی گئی مگر بظاہر خلاف شرع کوئی بات علم میں نہ آئی۔ ولی نے دوبارہ کھانے کا ارادہ کیا لیکن اسکے دل نے کہا نہ کھا" پھر تحقیق کی گئی اور قصاب سے معلوم کیا گیا۔ لیکن کوئی شک وشبہ ظاہر نہ ہوا۔ ولی نے تیسری مرتبہ پھر کھانے کا ارادہ کیا لیکن اسکے دل نے پھر ندا دی" نہ کھا" اس مرتبہ قصاب سے سختی سے پرسش کی گئی۔ اس نے کہا جان کی امان پاؤں تو بتاؤں اسکو امان دیگئی تو اس نے بتایا کہ میں نے ایک بیمار بھیڑ گاؤں سے خریدی تھی جو لاتے ہوئے راستے میں مرگئی اس غیر مذبوح بھیڑ کا گوشت میں بازار میں لے آیا فروخت کیا اور یہ وہی غیر مذبوح گوشت ہے۔ سبحان اللہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کیا ہے اور اس کا فتویٰ کہاں سے آیا اور کس نوعیت کا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک دیوانہ مجذوب ایک کنوئیں پر گیا اور اس پر پیشاب کر دیا خلق خدا کو دشواری ہوئی اور مجذوب کو برا بھلا کہنے لگے اور آخر کنوئیں کو پاک کرنیکے کیلئے اس کا پانی نکالنے لگے ناگاہ اس کنوئیں سے ایک مردار برآمد ہوا جسکی کسی کو بھی خبر نہ تھی اور لاعلمی کی بنا پر اسکے پانی کو پاک سمجھ کر استعمال کیا جارہا تھا۔ لیکن اس صاحبِ دل دانائے حق مجذوب دیوانے نے اس پوشیدہ ناپاکی کو اسطرح خبر دی۔

اہلِ دل را ذوق و فہمے دیگر است ٭ کاں ز فہم ہر دو عالم برتر است

وفی ملتقط احیاء العلوم وان الورع عن الحرام علی اربع مراتب ورع العدول وھو الذی یجیب الفسق باقتحامہ ویسقطہا العدالۃ ویثبت اثم العصیان والتعرض للنار بسببہ وھو الورع عن کل ما یحرمہ فتاوی الفقہا الثانیۃ وراء الصالحین وھو الامتناع عما یطرق الیہ احتمال التحریم ولکن المفتی یرخص فی التناول بناءً علی الظاہر الثالثۃ ما لا یحرمہ المفتی ولا شبہۃ فی حدوہ لکن یخاف منہ اداؤہ والی محرم وھو ترک ما لا باس بہ مخافۃ ما بہ الباس بہ اصلاً ولا یخاف ان یردی الی ما بہ الباس اولکنہ یتناول لغیر اللہ تعالیٰ او یتطرق الی الاسباب المشتبہ لہٗ کراھیۃ او معصیۃ والامتناع منہ ورع الصدیقین فینبغی لصاحب الورع ان لیتنقی قلبہ فان ھلک فی صلاء شئ فھو الاثم بینہ وبین اللہ فلا

فی الاخرۃ فتوی المفتی فانہ یفتی بالظاہر واللہ عزوجل یتولی السرایر و تضینا باستفتاء القلوب اردنا حیث اباح المفتی اما حیث حرمہ یجب الامتناع ثم لا معول علی قلب فریب موسوس ینفر عن کل شئ ورب سرہ متساہل یطمئن الی کل شئ ولا اعتبار بہذین القلبین و انما الاعتبار بقلب العالم الموفی لدقائق الاحوال فہو الحکیم الذی یصلحن حفا بالامور وما اعزہذ القلب فی القلوب فمن لم یشق لقلب نفسہ فلیلتمس النور من قلب بہذا الصفۃ ولیعرض علیہ واقعۃ"

احیاء العلوم کے خلاصہ میں مرقوم ہے کہ" ورع تقویٰ" کی چار قسمیں اور مرتبے ہیں۔ (۱) عادلوں کا تقویٰ یعنی فسق و فجور سے اجتناب اور ان کاموں سے احتراز جو ثقاہت کے خلاف ہوں اور ان افعال سے پرہیز جو جہنم کے اسباب ہوں اور ان تمام اعمال سے پرہیز جو مفتی حضرات کی نگاہ میں حرام ہوں۔ (۲) صالحین کا تقویٰ۔ یعنی ان افعال سے احتراز جنکے حرام ہونے کا احتمال ہو اگرچہ مفتیان حضرات انکے ارتکاب کی اجازت دیتے ہوں۔

(۳) متقین کا تقویٰ۔ ان افعال کا ارتکاب جنکی حلت میں شبہ نہ ہو اور مفتی حضرات ان کو حرام نہ فرماتے ہوں لیکن یہ خوف ہو کہ یہ افعال حرام میں واقع ہونیکا سبب بن جائیں۔

(۴) صدیقین کا تقویٰ۔ یعنی ان افعال کا مرتکب ہونا جنکے ارتکاب

میں کسی قسم کا حرج اور تنگی نہ ہو لیکن یہ افعال غیر اللہ کو مقصود بنانے سے
پُر ہوں یا ان اسباب کیطرف لے جاتے ہوں جو کراہت اور معصیت کا
سبب بنتے ہوں اسلئے متقیوں کو چاہیئے کہ اپنے دل سے فتویٰ مانگ لیں
اگر انکے دل میں کوئی چیز کھٹکتی ہو تو یہی ان کے اور اللہ جل شانہٗ کے
درمیان گناہ ہے آخرت میں اس کو مفتی کا فتویٰ نجات نہیں دیگا کیونکہ وہ
ظاہر کے مطابق فتویٰ دیتا ہے۔ ہاں جن چیزوں کو مفتی حرام کہدے ان سے
احتراز ضروری ہے۔ بعدازیں یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر قلب کا بھی اعتبار نہیں
کیونکہ بسا اوقات وسواسی آدمی ہر چیز سے نفرت کرتا ہے اور بہت سے
لوگ ہر سہولت کو جائز سمجھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں ان دونوں دلوں کا اعتبار
نہیں۔ ہاں اس نکتہ سنج عالم کے دل کا اعتبار ہے جو حقیقت حال سمجھنے کی
صلاحیت رکھتا ہو۔ کیونکہ وہ پوشیدہ اسرار کو معلوم کر لیتا ہے۔ ہاں اس
قسم کے دل کمیاب ضرور ہیں اسلئے اس شخص کا اپنے دل پر اعتماد ہو وہ محقق
مدقق عالم کے دل پر اعتماد کرے اور اسکے سامنے اپنی حالت بیان کر کے اس
سے استفادہ کرے اور زاہدی میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ایھا الناس
کلوا مما فی الارض حلالا طیبًا۔ اس آیت میں فرمایا کہ اے لوگو ایسا
کام نہ کرو کہ قیامت کیدن تمھیں حسرت ہو حلال کھاؤ کہ تمہارے دین
کی بنیاد حلال پر ہو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حقتعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کو
فرمایا " یا ایھا الرسل کلوا من طیبات اعملوا صالحا۔ یعنی نیک عمل کو

حلال سے عبارت کیا گیا ہے کیونکہ حلال کھانے والے ہی سے عمل صالح ظاہر ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں سب پانی کی طہارت میں احتیاط کرتے ہیں اے عزیز تو اپنی روٹی میں احتیاط کر اور پاک لقمہ کھا اسلئے کہ پانی کے استعمال میں کافی رعایت بھی ہے لیکن حرام خوری پر کوئی چھوٹ نہیں۔

ایک دن حضرت قطبی نے میرے بڑے بھائی شیخ المشائخ حمید کے اس مسئلے کے سوال کے جواب میں کہ جسطرح حرام کھانے کی اجازت نہیں ہے اسی طرح پانی کے استعمال کی بھی ممانعت ہے پھر کیا وجہ ہے کہ امام زاہد کی فکر لقمہ اور پانی کے استعمال میں محتاط ہے۔ فرمایا واللہ اعلم۔ امام زاہد اس میں اس نظریہ سے احتیاط کرتے ہیں کہ پانی کے استعمال کے سلسلہ میں بہت اختلاف ہے اور علماء کا اختلاف رحمت ہے۔

چنانچہ بعض علماء استعمال شدہ پانی کو پاک کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک ناپاک ہے۔ اسی طرح کنوئیں، قلیتین (عراقی مشکہ) اور تالاب کے پانی کا استعمال بعض کے نزدیک چیزوں کو ناپاک کرتا ہے اور بعض کے نزدیک ناپاک نہیں کرتا۔ مختصر یہ کہ پانی کے استعمال میں بہت رعایت ہے۔ جب کہ کھانے کی چیزوں میں علماء کا اختلاف نہیں ہے یعنی جو چیز حلال ہے وہ سب علماء کے نزدیک حلال ہے اور حرام ہے وہ سب کیلئے حرام ہے۔ پس اختلافی امور میں حرمت باقی نہیں رہتی۔

منصور بن حلاج کو نادانوں نے دار پر چڑھایا

لطیفہ نمبر ۶۹۔ شہر دلی کی جامع مسجد جو کہ ہماری تحویل میں تھی، کے خطیب موجود نہ تھے۔ اس فقیر نے خطبہ پڑھا۔ حضرت قطبی بھی موجود تھے اور خطبہ سبحانہٗ تعالےٰ حضرت قطبی کی تصنیف تھا۔ اس فقیر پر دورانِ خطبہ رقّت طاری ہوگئی اور حضرت قطبی پر حالتِ جذب طاری ہوگئی آپنے ایک دردناک نعرہ مارا۔ نماز جمعہ اور سنیتں سکر کی کیفیت میں ادا کیں بی بی اولیاء کے پوتے شیخ احمد بھی موجود تھے انکے ہمراہ دو قوال تھے حضرت قطبی نے شیخ احمد کو بغل میں لے لیا۔ مستانہ باتیں اور عشقیہ کلمات فرمانے لگے۔ اسی اثناء میں قوالوں نے گانا شروع کیا۔ عجیب وغریب کیفیت پیدا ہوئی۔ حضرت قطبی مستی ومدہوشی کی حالت میں جامع مسجد سرائے بھورا سے روضہ قطب عالم خواجہ قطب الدین قدس سرّہ کی جانب روانہ ہوئے۔ دلی کے بازار بغدادی دروازہ کے سامنے ہوتے ہوئے سماع ورقص میں مصروف اس میدان کے قریب پہونچے جہاں سرائے شیخ عبدالصمد جونپوری ہے۔ خلقِ خدا کا بیحد اجتماع تھا۔ شیخ عبدالصمد اپنے گھر سے باہر آئے اور حضرت قطبی کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنی خانقاہ میں لے گئے وہاں پہلے ہی سے قوال حاضر تھے۔ ذوق وشوق درجۂ کمال کو پہونچ گیا اور عشاء کے وقت تک سماع جاری رہا۔ حضرت قطبی نے عالمِ مستی میں نعرہ مارا اور کہا "منصور حلاج کو نادانوں نے دار پر چڑھا کر ہلاک کیا اگر میں

اسوقت موجود ہوتا تو ہرگز اس کو ہلاک ہونے نہ دیتا۔ اسپر شیخ عبدالصمد نے فرمایا۔ "اے شیخ یہ بات منقول ہے کہ اس زمانہ کے مجتہد اور امام وقت یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم دیا تھا"

حضرت قطبی نے فرمایا "ہم بھی ان ہی کے بارے میں کہتے ہیں"

شریعت ظاہر کی ترجیح کی خاطر شیخ عبدالصمد نے مزید کہا۔ "اے شیخ کہتے ہیں کہ جب منصور حلاج کو مارا گیا تو انکے ہر قطرۂ خون سے جو زمین پر گرتا تھا اللہ کا نقش بنتا تھا یہ دیکھ کر کچھ لوگ امام یوسفؒ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم نے کیوں ناحق ایسے شخص کو مروایا ہے۔ امام یوسفؒ نے اپنی سیاہی کی دوات کو الٹ دیا۔ دوات سے سیاہی کا قطرہ زمین پر گرتا تھا اس سے نقش اللہ بنتا تھا امام مذکور نے فرمایا کہ ہم بھی حق پر ہیں"

یہ بات سن کر حضرت قطبی پر جوش عشق کا غلبہ زیادہ ہوا۔ "سبحان اللہ دوات کی سیاہی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ منصور حلاج کو نہ مارا جانا چاہیئے تھا کیونکہ سیاہی جو جمادات سے ہے اگر حق کی خبر دے سکتی ہے، تو انسان سے (جو کہ خلاصۂ موجودات اور بنیان الرب ہے حق کا ظاہر ہونا کون سی عجیب بات ہے۔ شیخ عبدالصمد اپنے وقت کے درویش تھے حضرت قطبی کے سامنے مجبور اور حیرت زدہ رہ گئے۔ سبحان اللہ کیا کیا اسرار الٰہی بیان فرمائے ہیں۔ ہاں عارف کا قلب بے کنار سمندر ہے۔

ممکن الوجود اور معدوم کا کوئی ذرہ بھی علام الغیوب کے علم سے مخفی نہیں

لطیفہ نمبر ۷۰۔ اللہ تعالےٰ کے ارشاد " ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا " یعنی قیامت آنیوالی ہے قریب ہے کہ میں اسکو پوشیدہ رکھوں تفسیر عمدی میں لکھا ہے ای اخفیھا من نفسی فکیف اظھرھا لکم (میں اسکو اپنی ذات سے چھپاتا ہوں تو تم کو کیسے ظاہر کر دونگا) ملک العلماء قاضی شہاب الدین جونپوری لکھتے ہیں " والاخفاء من علام الغیوب محال عقلا، لکنہ وارد علی طریق المبالغۃ وذکرا کاد مصلحۃ " علام الغیوب سے پوشیدہ رکھنا ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ مبالغہ کے طور پر وارد ہے جس کے لئے اکاد کا لفظ ہے اور صاحب عمدہ لکھتے ہیں۔

والمودیہ بتعبد الوصول الی علیھا وقیل اکاد زائدۃ ای لا اظھر وقتھا لکم فانھا لا تجیئکم الا بغتۃ اس سے مقصود یہ ہے کہ قیامت کے علم کو حاصل کرنا بہت دور ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اکاد کا لفظ زائد ہے۔ یعنی میں اس کا وقت ظاہر نہیں کرتا پس وہ اچانک آئیگی۔

اور صاحب مدارک لکھتے ہیں ای استرھا عن العباد فلا اقول ھی اٰتیۃ لارادتی اخفائھا ولولا مافی الاخبار باتیانھا مع معیتہ وقتھا من الحکمۃ واحولھم اذا لم یعلموا متی تقوم کانوا علی وجل منھا فی کل لوقت لما اخبرت بہ " میں قیامت کو بندوں سے پوشیدہ

رکھتا ہوں۔ پس میں نہیں کہتا کہ آئیگی کیونکہ میرا ارادہ اسکو پوشیدہ رکھنے کا ہے اور اگر اسکے اچانک آنے کی خبر دینے میں یہ حکمت نہ ہوتی کہ لوگ اس کی آمد سے خوف کریں تو میں اسکی خبر کبھی نہ دیتا۔

ایک روز حضرت قطبی شورشِ عشق و مستی و سکر کی حالت میں اسرار بیان کرنے لگے اور اسکی مشکل کو حل فرمایا۔ یہ فقیر حقیر رکن الدین حاضر تھا۔ حضرت قطبی کے بیان کو یاد کرلیا اور ضبطِ تحریر میں لایا۔ یعنی یہ کہ ممکن الوجود اور معدوم کا کوئی ذرہ بھی علام الغیوب کے علم سے مخفی نہیں ہے اسلئے کہ اس کا اخفاء علام الغیوب کی ذات سے محال ہے اور جو کچھ کہ علام الغیوب کے علم میں ہے اسکے وجود خارجی کی حیثیت دریافت کرلینے میں کوئی رکاوٹ نہیں اس لئے اسلئے کہ وہ وجود سے نزدیک ہے۔ اور جو کچھ معلوم علام الغیوب نہیں اس کی دریافت محض ناممکن اور غیر حقیقی ہے کیونکہ اس کا وجود مقامِ ذات ہے اور وہ شریک باری ہے اور اس کا وجود الوہیت کے منافی ہے پس قیامت کا اخفا جو کہ ممکنات سے ہے اور منافی الوہیت بھی نہیں ہے۔ علم علام الغیوب پر کس طرح تصور کیا جاسکتا ہے۔

جواب میں فرمایا "قیامت کے دن ہر خاص و عام کی پردہ دری ہوگی اور ستاری کا تقاضہ پردہ دری کرنا نہیں ہے اسلئے انصب ہے کہ قیامت علم علام الغیوب سے مخفی ہو اور علم حق میں نہ ہو تاکہ وجود پذیر ہوکر پردہ دری کا باعث نہ بنے۔ اسی بناء پر فرمایا گیا ہے اکادُ اخفیھا مِن نفسی۔ یعنی یہ بات

قرینِ قیاس ہے کہ پردہ داری کی جائے۔ اور قیامت علم علام الغیوب سے
وراہِ عدم حقیقی میں ہوتا کہ پردہ دری نہ ہو اور عمل ستاری جاری رہے لیکن
اِنَّ اللّٰہَ لَا یغفر ان الشرک بہ (اللہ شرک کرنیوالوں کو معاف
نہیں کرتا) کے تحت قیامت علم علام الغیوب میں آئی ہے اور علم حق سے مخفی
نہیں رہتی اور کافر و مشرک کو اپنے اعمال کی جزا ملے گی۔ لہٰذا نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا "لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ
اللہ" قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جبتک کہ زمین پر اللہ اللہ کہنے
والا ایک شخص بھی نہ رہے اور تمام عالم کفر میں لپٹ جائے اس وقت
کافروں کو ان کے اعمال کا بدلہ چکانے کیلئے قیامت ہو لیکن امید ہے کہ گنہگار
لوگ یغفر ما دون ذٰلک کے حکم کے تحت بخش دیئے جائیں اور انشاء اللہ
ان کی کوئی پردہ دری نہ ہو۔ ان ربک واسع المغفرۃ تیرا رب بڑا معاف
کرنیوالا ہے) میں یہ مضمر ہے کہ اسکی رحمت اسکے غضب سے وسیع تر ہے۔

میرے عزیز! اس مغفرت میں ایک نکتہ رحمت ہے۔ اس کو سمجھ لے
کہ قرآن میں جہاں عاصیوں پر عذاب کے آیات اور نصوص[1] وارد ہوئی ہیں
جسکے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی
اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ
ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط " یعنی اے محمد میرے ان بندوں سے جنھوں نے
گناہوں میں زیادتی کی ہے اور ان کے ارتکاب میں حد سے گذر گئے کہدیجئے

[1] وہ آیات قرآنی جنکے معنی ظاہر اور صاف صاف ہوں

کہ وہ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہوں اسکی بخشش کے امیدوار ہیں کیونکہ وہ تمام گناہوں اور خطاؤں کو بخشنے والا ہے

اے بدر ماندگی پناہ ہمہ　　رحمتِ تست عذر خواہ ہمہ
قطرۂ آب رحمت تو بس است　　شستنِ نامہ سیاہ ہمہ

وہی خوبی خطاؤں اور گناہوں کا بخشنے والا ہے وہی بخشے گا اس لئے کہ اس آیتِ رحمت میں کل گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ایک عظیم امید کا باعث ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں "اے برادر وہ اپنے خطاب میں یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا فرماتا ہے۔ الذی اطاعوا یا الذی تابوا نہیں کہتا یہ بشارت و اشارہ کل گنہگاروں کے لئے اسلئے کہ اس کی رحمت کے دریا کی کوئی انتہا نہیں ہے اگر اول سے آخر تک کل گناہوں کو بھی اسکی دریائے رحمت میں ڈال دیں تو وہ بالکل متاثر نہ ہو اور اس کے سمندر کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر اول سے آخر تک کل گنہگاروں کیلئے بخش دے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وتتجاوز عن سیاتھم یعنی عاصیوں کے گناہوں سے بخشش کا وعدہ بڑھا ہوا ہے۔ وعدہ خلافی کو اللہ تعالےٰ سے منسوب کرنا بالاتفاق ہرگز روا نہیں ہے۔ بعضوں نے وعدہ عذاب کی خلاف ورزی کے بارے میں کہا ہے۔" یعنی اللہ اگر چاہے تو عذاب سے

درگذر کرے) اس لئے معلوم ہوا کہ بابِ رحمت ومغفرت قوی ہے اور گنہگاروں کیلئے زبردست امید کا باعث ہے توقع ہے کہ دریائے مغفرت کل عاصیوں کو اپنے حصار میں لے لیگا۔ باب عفو ورحمت کل گنہگاروں کے گناہوں کو دھوکر لطیف وپاک بنا کر جنت میں داخل کریگا اور اللہ کے دیدار کا مستحق بنادے گا۔ مثنوی ؎

گر گناہِ اولیں وآخریں بیش باشد ز آسمان وازریں
برحواشی بساطش آں گناہ محو گردد جملہ در یک جائیگاہ

وھذا من باب الرجاء الکامل الواثق لامن باب القطع والیقین (اور یہ اُمید کامل وواثق کی صورت میں ہے۔ بے یقینی کی کیفیت میں نہیں) تاکہ تو غلطی میں نہ پڑے اور عقیدۂ باطل دل میں پیدا نہ ہو۔ محض مطمئن نہ ہو جائے کیونکہ مذہب میں گناہ وعذاب کا حکم مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے اور بعض آیات بالاتفاق مطلق مشیتِ الٰہی پر مقید بتائی جاتی ہیں وعدہ خلافیٔ عذاب جو کہ مشیتِ خداوندی سے ہے ممکن نہیں۔ اسلئے محض مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے اور بیم ورجاء سے آزاد نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ دونوں ایمان کے وہ زبردست بازو ہیں کہ جنکی قوت سے روحانی پرواز میں مدد ملتی ہے اور سالک انکی بدولت بلند درجات اور اعلیٰ مقامات تک رسائی پاتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ خوف گناہ سے محفوظ رکھتا ہے اور امید طاعت پر قائم رکھتی ہے۔

کون ہے وہ خوش بخت جسے یہ سعادت میسّر آئے اور بطنِ مادر ہی سے میسّر ہو۔

وحدت الوجود پر حضرت قطبی کی تصنیف نور المعانی کا نسخہ اور اسپی بحث

لطیفہ نمبر ۱۔ میاں سیدی احمد دانشمند جن کا شمار صاحب فراست علماء میں ہوتا ہے۔ ایک روز عہد سلطان سکندر لودھی میں شاہ آباد بغرض ملاقات حضرت قطبی تشریف لائے۔ حضرت قطبی نے اپنی تصنیف "نور المعانی کا نسخہ۔ جو قصیدہ امالی کی شرح ہے ان کو پیش کیا۔ کتاب کا دیباچہ ذکر وحدت الوجود پر مشتمل سید احمد کیلئے یہ بات سخت پریشانی کا موجب ہوئی وہ علماء ظاہر میں سے تھے اور وجود کے قائل تھے۔ الغرض اس ضمن میں بحث نے طوالت پکڑی۔ سید احمد کہتے تھے "افسوس ہے اگر میرا اسباب آگے نہ جا چکا ہوتا تو چند روز بعد حضرت شیخ کے حضور گزارتا اور یہ بحث انجام پذیر ہوتی۔ آخر رخصت لے کر روانہ ہوئے۔

مدت دراز کے بعد مشیت الٰہی سے ان کی ملاقات دوبارہ حضرت قطبی سے قلعہ آگرہ میں ہوئی اور چند ماہ یکجا گذرے ہر روز یہی بحث جاری رہتی تھی اور طرفین کے دلائل ختم نہ ہوتے تھے۔ یہانتک کہ سیدی احمد نے مولانا حسام الدین دانشمند متقی و زاہد کے اس خواب کو دلیل میں پیش کیا جس میں مولانا حسام الدین نے دیکھا تھا کہ روئے مبارک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ

علیہ وسلم قبلہ سے پھرا ہوا ہے اور وہ اس کو قبلہ رو کر رہے ہیں۔ مولانا مذکور بیدار ہو کر بہت حیران ہوئے کہ یہ خواب کیسا ہے۔ عاقبۃ الامر خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ ایک کامل درویش جو ایک وجود کا قائل تھا، کی ملاقات مولانا مذکور سے ہوئی اور ان دونوں میں اس امر پر مباحثہ ہوا۔ مولانا حسام الدین نے اسکو اپنا نقطۂ نظر سمجھا دیا اور اس کو ایک وجودی کے عقیدہ سے تائب کرا دیا اور دو وجود کا قائل کر دیا۔ اللّٰھم عافنا من الشرک الجلی والخفی

حضرت قطبی فرماتے تھے کہ اگر مولانا حسام الدین کی اس فقیر سے ملاقات ہو جائے تو میں ان کو عارف موحد بنا دوں اور شرک کی دوئی سے نکال کر توحید کی یگانگت سے بہرہ ور کر دوں" اور اسی طرح سیدی احمد کہتے تھے۔

"یا حضرت شیخ اللہ کیلئے اس عقیدہ سے باز آجائیے کیونکہ اس میں دین تلف ہوتا ہے اور احکام دین و آخرت کی نفی ہوتی ہے۔"

جواباً حضرت قطبی فرماتے تھے۔ واللہ تم دو وجود کا عقیدہ ترک کر دو، کیونکہ اس کی وجہ سے عرفان حقیقی سے نامرادی یقینی ہے جبکہ انسان اور وہ عالم کا ظہور ہے ہی تحصیل عرفان کیلئے۔

جب اس بحث میں پانچ ماہ کی مدت صرف ہو گئی اللہ کے فضل و کرم سے سیدی احمد نے عقیدہ ایک وجودی کا اعتراف کر لیا اور اس وقت فرمایا "سبحان اللہ اگر ایسا عارف کامل نہ ہو تو گمراہی و تاریکی کی تمیز نہ ہو اسکے بعد سیدی احمد نے مشائخ کے حالات

مقامات و مقالات اور عوارف المعارف کی مشکلات پیش کیں حضرت قطبی ان کو حل فرماتے تھے اور سید احمد شیخ المشائخ شیخ احمد سے کہتے تھے ہمیں قطب العالم عرائیس کی تعلیم دے رہے ہیں اسکے عوض تم ہم سے تلویح پڑھ لو۔ اسکے بعد سیدی احمد اور میرے بڑے بھائی شیخ حمید اور یہ فقیر اور بڑے بھائی شیخ احمد نے عوارف کی شرح کے لئے مسائل تیار کئے جو حضرت قطبی نے قبول فرما کر عوارف کی شرح تصنیف فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

شیخ محی الدین ابن عربی سے نقل کرتے ہیں کہ دوزخ میں کوئی عذاب نہیں

لطیفہ نمبر ۲۷۔ ایک دن قاضی عبدالغفور دانشمند عرف بھولا کی حضرت قطبی سے ملاقات ہوئی کہنے لگے ہمیں اپنے زمانہ میں کوئی دانشمند درویش نہیں ملا ہے اور اس زمانہ میں زیادہ تر درویش جاہل ہیں ان کی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ جب کوئی علم معرفت کی دشواری کا حل ان سے دریافت کرتا ہوں تو وہ میری بات ہی نہیں سمجھ سکتے اور اطمینان بخش جواب نہیں دے سکتے اب آپ درویش کامل سے ہیں میری مشکل کو حل فرمایئے۔ حضرت قطبی نے اظہار عاجزی و انکساری کیا قاضی بھولا نے کہا۔ صاحب نصوص شیخ محی الدین ابن عربی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ دوزخ میں

کوئی عذاب نہیں ہے اور یہ بات بظاہر واضح طور پر نص قطعی کے خلاف ہے۔ فرمایئے اس سے کیا مراد ہے۔"

حضرت قطبی نے فرمایا " اس بات کو سمجھنے کیلئے خلوت درکار ہے جبکہ اس مجلس میں عام و خاص سب ہی موجود ہیں کوئی کیا سے کیا سمجھے"

قاضی بھولا اس مشکل کے حل کیلئے بہت مضطرب تھے۔ انھیں تاخیر کی برداشت نہ تھی۔ کہنے لگے " خلق کیا سمجھے گی اور پھر آپ ہمیں کہاں ملیں گے"

حضرت قطبی نے موقع کی نزاکت کے پیش نظر فرمایا " عذاب کا لفظ لغت عربی میں عذوبہ (شیرینی یا مٹھاس سے بھی مشتق ہے اس لئے اگر کوئی اسکے معنی لغات عربی سے لے تو کیا مضائقہ ہے۔"

قاضی بھولا نے علمی بحث شروع کردی

حضرت قطبی نے فرمایا " ان کی اس بات کا انحصار ایک دوسری بات پر ہے۔" قاضی نے دریافت کیا وہ کیا ہے۔" ؟

فرمایا " حدیث میں ہے کہ مومن نور جمال سے ہیں اور کافر نور جلال سے اسلئے جمال عبادت ہے جنت اور اہل جنت سے اور جلال کا مقصد دوزخ اور اہل دوزخ ہیں اور کل شئ یرانی اصلہ کے بمصداق آتشیں کیڑے کو آگ سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے اور گندگی کے کرم کو بدبو سے کیا ناگواری ہو سکتی ہے۔"

قاضی بھولا نے پھر علمی بحث شروع کردی۔ حضرت قطبی نے پھر فرمایا۔ "اس بات کا انحصار بھی ایک دوسری بات پر ہے۔

قاضی نے پوچھا وہ کیا؟

حضرت قطبی نے فرمایا "عارف محقق ایک وجود کا قائل ہے اور وہ ہے وحدت وحقیقت کا عالم۔ اس میں تعداد اور کثرت بالکل نہیں ہے جبکہ عذاب وثواب، راحت وصحت عالم کثرت ومجاز میں ہے نہ کہ عالم وحدت وعالم حقیقت میں، پس عارف کی نظر میں امر حقیقت باعتبار وحدت ہے اس کی نظر سے جنت ودوزخ اٹھ جاتی ہے اور تکلیف و عذاب کا شعور باقی نہیں رہتا۔"

اسکے بعد قاضی بھولا نے حضرت قطبی کی تسبیح اور جامۂ بغلی کو اٹھاکر سامنے رکھدیا اور کہا" یہ چیزیں محسوس کی جاسکتی ہیں ان کے وجود کے محسوس نہ کئے جانے سے انکار احساس لازم آتا ہے اور اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔"

حضرت قطبی نے فرمایا" اگر ان چیزوں کا احساس وہ اعتبار سے ہو یعنی ایک اعتبار سے موجود اور باعتبار دیگر معدوم تو آخر ہم کیوں اعتبار ثانی اسکو معدوم نہ کہیں؟

پھر بحث طویل ہوگئی۔ آخر کار حضرت قطبی نے فرمایا کہ دانشمندوں کے مباحث کی کوئی حد نہیں ہے۔ تم تو ہم سے دلیل اور حجت طلب کرو۔

قاضی بھولا نے کہا۔ "خوب توجیت اور دلیل ہی دیجیے"۔

حضرت قطبی نے فرمایا "انفراد ذاتی غیر وجود، خدائے تعالیٰ کی قدیم وازلی صفت ہے کما قیل کان اللہ ولم یکن معہٗ شئ (جیسے کہ کہا گیا ہے اللہ وہ ہے جسکے ساتھ کوئی شریک نہیں)، خدا تعالےٰ کی ذات وصفات میں تغیر وتبدل روا نہیں ہے" فھو الان کما کان وکما کان الان (اس وقت بھی وہ ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے)، اگر غیر کا وجود اور ذاتِ ثانی ثابت ہو جائے تو حق تعالےٰ کی ذاتی انفرادیت میں تغیر وتبدل لازم آتا ہے وذلک لایجوز (اور یہ بے جواز ہے)، اس مقدمہ سے قاضی بھولا حیرانی میں پڑ گئے کہنے لگے اس ضمن میں کتب بینی ضروری ہے۔

حضرت قطبی نے فرمایا "سمجھدار ہو، کتب بینی ضرور کرو"، اس کے بعد دونوں اٹھ گئے۔

اب یہ فقیر اس کی وضاحت اور اس کا جواب تحریر کرتا ہے کمال ہوش سے سنو اور انصاف کرو۔ فان قبل قد تقرر فی العلم ان احدی صفات اللہ تعالیٰ التفرد ذاتی وھو تنزہ عن وجود الغیر کما قیل کان اللہ ولم یکن معہٗ شئ وھو سبحانہٗ وتعالےٰ الان متفرد کما کان متفرد لانہ لایجوز التغیر فی ذاتہ وصفاتہ ولاشک ان وجود الموجودات وظھور المکونات لم یکن

فی الازل وهو سبحانه تعالیٰ کان متفردا وننزها عن وجود
هذه الاشیاء ثم بعد وتم ظهورهم کیف یستقیم له التفرد ذاتی
وکیف یقال انه الآن کما کان وکما کان الآن قلت وبالله
التوفیق والعرفان لهما التفرد من وجود الغیر صفة ذاتیه یقتضی
ان یکون معه ذاته اخری لا فی الازل ولا فی الابد والذاتی
معدوم ازلاً وابداً اواشر فیه ان الوجود البحت عند الصوفیه
الموحدیه هو عین الذات ولیس الذات غیر الوجود البحت من حیث
هو هو شئ واحد لیس له ثان لان غیره العدم محض وهو لیس
بشئ فالوجود البحت من حیث هو هو لا یقبل العدم العدم المحض
من حیث هو هو یقبل الوجود لان الشئ لا یقبل نقیضه فالوجود
موجود ازلاً وابداً والعدم معدوم ازلاً وابداً اثبت انه ما
ما ظهر الا الوجود ونفسه لکن لما کان ظهوره متنوعا بسبب
تنوعات صفاته یری اغیاراً اکثیره۔

ه یک عین متفق کہ جز او ذرہ نبود چوں گشت ظاہر ہمہ اغیار آمدہ

رباعی عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

ه در کون ومکاں نیست عیاں جز یک نور ظاہر شدہ آں نور بانواع ظہور
حق نور و تنوع ظہورش عالم توحید ہمیں است اگر ہم وغرور

فما وجد فی حد الوجود وجد بتجلیه فی تنوعات صفاته لا فی

فى العدم والوجود تحت مراقبه احكام واثار نفى مرتبة الذات
هو منفرد عن الغير ليس معه غيره ازلا وابدا فهو الآن كما
كان الآن وفى مرتبة الصفات له تجليات مختلفه وظهورات
المتنوعة ففى مرتبة العلم ظهور الاعيان الثابته بحسب
الشيون الذاتية وفى مرتبة العين ظهور الموجودات المتنوعة
باقتضاء الاعيان الثابته ومايرى من الحدث والتغير والتبدل
كلها من مقتضى صفاته فى العالم ولم يجد بهذه الصفة
يلزم التغير فى اقتضاء صفاته وذا غير جائز ولكل من الاسماء
والصفات ولا فمن الصفات يقتضى ان يكون الشيون الذاتية
مندرج فى الذات ازلا وابدا ومنها يقتضى ان يكون الاعيان
الثابتة ازلا وابدا ومنها يقتضى ان يكون الاعيان الثابته فى
العلم ثانية ازلا وابدا ومنها يقتضى ان يكون المكونات
فى الكون حادثه فثبت ان ذاته وصفاته مع اقتضائها
الآن كما كان وكما كان الآن فسبحان من لا يتغير بذاته
ولا فى صفاته ولا فى صفاته ولا فى اسمائه بحدوث
الاكوان لان حدوثهم وظهورهم باقتضاء صفاته فكيف
يتغير المقتضى بالمقتضى بل يثبت ويتقرر ذاته وجوده بحت و
هو واحد ليس معه غيره ازلا وابدا فما ظهر وما ظهر فى الكون

باقتضاء الصفات فهو لعينه باقتضائها ثابتة فی العلم

وما هو ثابت فی العلم وما هو ثابت فی العلم فهو لعينه با

قتضائها مندرج فی الدنيا والذات واحدة ازلاً وابداً

ليس معه غيره الآن كما كان وكما كان الآن وهو بحسب

صفاته يتجلی فی مراتب ظهوره والصفات مع اقتضا ايض

الآن كما كان الآن فاين التغير وكيف التبدل فاعرف حق

العرفان لآ الٰہَ اِلا هو فهل انتم منتهون یعنی اگر یہ کہا جائے کہ

علم لدنی سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت تفرد

ذاتی ہے اور تفرد ذاتی کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ وجود غیر سے منزہ ہے کہ کہا جائے

اللہ ہی تھا اور اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی اور یہ اللہ منفرد ہے ایسا

جیسا کہ ماضی میں منفرد تھا اسلئے کہ تغیر اللہ کی ذات وصفات میں جائز

نہیں اور اس بات میں شک نہیں کہ وجود موجودات اور ظہور کائنات

ازل میں نہیں تھا۔ سبحانہ تعالےٰ منفرد اور منزہ تھا۔ ان اشیاء کے وجود

سے تو ان اشیاء کے ظہور و حدوث کے بعد اس کا تفرد ذاتی کس طرح درست

رہ سکتا ہے اور کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ اب بھی ایسا ہے جیسا کہ

تھا؟ میں جواباً کہتا ہوں اور اللہ کی توفیق اور اسکے عرفان سے میں یہ بات

مانتا ہوں کہ اس کا تفرد وجود غیر سے صفت ذاتیہ ہے وہ نہیں چاہتا کہ

اسکی ذات کے ساتھ غیر کی ذات ازل یا ابد میں ہو۔ دوسری ذات معدوم

ازلاً اور ابدًا۔ راز اس میں یہ ہے کہ وجود خالص صوفیہ موحدیہ کے نزدیک
وہ بعینہٖ ذات ہے اور نہیں ہے غیر ذات وجود خالص اس حیثیت سے کہ
وہ ذات ذات ہے اور یہ شئے واحد ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں ہے اس
لئے کہ اس کا غیر عدم ہے اور وہ چیز نہیں ہے۔ تو وجود خالص اس حیثیت
سے کہ وہ وجود وجود ہے۔ عدم کو قبول نہیں کرتا اور عدم محض اس حیثیت سے
کہ وہ عدم عدم ہے وجود کو قبول نہیں کرتا اسلئے کہ کوئی شئے اپنے نقیض کو
قبول نہیں کرتی تو وجود موجود ہے۔ ازلًا و ابدًا اور عدم معدوم ہے ازلًا
اور ابدًا، تو ثابت ہوا کہ ظاہر نہیں ہوا مگر نفس وجود۔ لیکن جب ظہور ہوا
انواع انواع باعتبار انواع انواع صفات کے تو اغیار زیادہ دکھائی دیتے
ہیں۔ پس جو چیز معروض وجود میں آئی ہے تو وہ وجود کی حد میں تجلی سے انواع
صفات میں آئی ہے اسلئے وہ چیز عدم میں نہ ہوگی اور موجود تکوینی احکام و
آثار کے تحت ہے تو ہر مرتبۂ ذات میں وہ منفرد عن الغیر ہے اسکے ساتھ کوئی
دوسرا ازلًا و ابدًا نہیں ہے تو وہ اب ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا اور مرتبہ
صفات میں اسکے لئے تجلیات مختلفہ اور ظہورات متنوع ہیں تو مرتبۂ علم میں
اعیان ثابتہ باعتبار شیوانِ ذاتیہ کے لئے اور مرتبہ عین میں ظہور موجودات
متنوع باقتضاء اعیانِ ثابتہ (اعیان ثابتہ) ہے۔ کائنات میں جو حدوث
تغیر و تبدل دیکھا جاتا ہے۔ سب کا سب مقتضائے صفات ہے۔ پس
عالمِ کائنات اگر موجود نہ ہوتا تو اس صفت تغیر کے ساتھ لازم آتا تغیر

اقتضائے صفات میں اور یہ ناجائز ہے۔ ہر ایک اسماء و صفات کی
کئی قسمیں ہیں تو صفات میں سے بعض شیون ذاتیہ کا ذات میں ازلاً و
وابداً مندرج ہونا چاہتی ہیں اور بعض کا تقاضا ہے کہ اعیانِ ثابتہ
ازلاً و ابداً ہوں اور بعض کائنات کا اپنے کون میں حادث ہونا چاہتی ہیں
تو یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات اپنے اقتضاؤں
کے ساتھ اب بھی ویسی ہے جیسی کہ ماضی میں تھی تو پاک ہے وہ ذات جو
کہ تغیر پذیر نہیں ہے نہ اپنی ذات میں نہ صفات میں اور اسماء میں بسبب
حدوث کائنات۔ اسلئے کہ ان کے حدوث اور ظہور میں باقتضائے صفات
کسطرح تغیر ہوگا۔ مقتضی بسبب مقتضا کے۔ بلکہ یہ بات ثابت اور مقرر
شدہ ہے اور اس کی ذات وجود خالص ہے اور وہ ایک ہے اور نہیں
ہے اس کے ساتھ کوئی اور ازلاً و ابداً۔ جو چیز اس کائنات میں باقتضائے
صفات ثابت ہے علم میں۔ اور جو چیز ثابت ہے علم میں وہ بعینہٖ باقتضائے
صفات مندرج ہے ذات میں۔ ذات یکتا ہے ازلاً و ابداً اور اس کے
ساتھ نہیں ہے کوئی اور جیسے کہ ماضی میں (نہ تھا) اور وہ باعتبار صفات اپنے
مراکز ظہور اور صفات میں باقتضائے صفات اب متجلی ہے جیسے کہ (پہلے)
تھا۔ تو کہاں سے آیا تغیر اور کس طرح ہو سکتا ہے۔ منصور تبدل۔ تو پہچان
لو عرفان کے ساتھ حق لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ

آنچہ اندر حق غائب نہاں بود ہماں ٭ در تو پیدا است ہمہ لیکن عزت من عزت است

مجمع کون را بقانون سبق　　کردیم لصفح ورقا بعد ورق
حقا کہ ندیدم و نہ خواندیم درو　　جز ذات حق و شیون ذات مطلق

نورِ باطنی

لطیفہ نمبر ۳۷۔ ابراہیم سفید باف (جولاہا) نے جو کہ حضرت قطبی کا مرید تھا۔ اور درویش تھا رحلت کی۔ حضرت قطبی نے خود اسکی نماز نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ "اس میت کا مرتبہ بلند نظر آتا ہے اسکے بعد مولانا سماء الدین ملتانی (جو کہ بظاہر بہت نیک عمل تھے) کا انتقال ہوا ان کے جنازہ کی نماز میں بھی حضرت قطبی شریک تھے ان کیلئے فرمایا "اس میت کا مرتبہ ابراہیم کے مرتبہ جیسا معلوم نہیں ہوتا۔"

اسکے بعد ابراہیم کو تعظیماً شیخ ابراہیم کے نام سے یاد کرنے لگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطبی کو میتوں کے احوال کے بارہ میں بہت کچھ معلوم ہوتا تھا ویسے رازداری کا بہت اہتمام کرتے تھے اور کچھ ظاہر نہ کرتے تھے۔ حضرت قطبی نور باطن سے لوگوں کے احوال معلوم کر لیتے تھے لیکن بعض اوقات ضرورتاً کچھ ظاہر بھی کر دیتے تھے ورنہ بالعموم رازداری ہی سے کام لیتے تھے۔

ایک دفعہ دن میں نفلی نماز میں باآواز بلند تلاوت کر رہے تھے۔

میرے بڑے بھائی شیخ حمید، شیخ احمد اور یہ فقیر تینوں موجود تھے۔ ہم لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یوں یہ نوافل میں باآواز بلند قرأت مکروہ ہے۔ حضرت پیر دستگیر ایسا کیوں کر رہے ہیں سلام پھیرنے کے بعد فرمایا۔ "ہم معذور ہیں اسوقت زبان ساتھ نہیں دیتی اسلئے مجبوراً باآواز بلند قرأت کرنا پڑتی ہے"۔

وحدت الوجود پہ بحث کے دوران فرزندان سے ناراضگی

لطیفہ نمبر ۴۷ :۔ ایک روز بعد نماز فجر حضرت حاضرین کی ایک جماعت کیطرف متوجہ ہوئے اور سکر کی کیفیت میں وحدتِ وجودی بیان فرمانے لگے۔ میرے بڑے بھائی شیخ حمید برادر معظم شیخ احمد اور خود یہ فقیر بھی حاضر تھے۔ میرے دل میں یہ خیال دشوار معلوم ہوا۔ اسلئے ہم نے عرض کیا کہ مسئلہ وحدت وجودی کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صریحاً بیان نہیں فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے بھی اسکی صراحت نہیں فرمائی نیز صاحب مذہب نے بھی مذہب کی بنیاد مسئلہ وحدت وجودی پر نہیں رکھی اور نہ ہی اس کو بیان کیا ہے۔ اسلئے اس مسئلے پر اعتقاد رکھنے میں اس امر کا احتمال ہے کہ اللہ کی پناہ کہیں آخرت میں خرابی کا باعث اور مواخذہ کا سبب نہ بنے۔

۴۷ مراد ہمہ اوست

فرمایا "صراحت اس لئے نہیں ہوئی ہے کہ اس زمانہ میں یہ مسئلہ محل نظر نہ تھا اور پوشیدہ تھا مگر اشارتًا اور دلائل سے بہت کچھ اس کو بیان بھی کیا گیا ہے اور بعض جگہ یہ واضح طور پر بھی مذکور ہے البتہ اسکو علماءِ ظاہر بظاہر مشکوک سمجھتے ہیں اور بنظر ظاہر اسکی تاویل کرتے ہیں ہاں مگر یہ مسئلہ تبع تابعین کے زمانے میں ظہور پذیر ہوا تھا اور تیسری صدی ہجری ہونیکی وجہ سے اس زمانہ میں اندازِ فکر خیر پر مبنی تھا۔ اس زمانہ میں کل مشائخ و مجتہد موجود تھے اور علماء ظاہر ان ہی سے رجوع کرتے تھے اسلئے ان کے قول و فعل پر بھی اعتماد ہونا چاہئے۔ اسمیں شک نہیں کہ امام اعظم، امام شافعیؒ، امام حنبلؒ، امام مالکؒ، امام محمدؒ اور امام یوسفؒ کے دور میں اور دیگر ائمہ کے زمانے میں بھی ہر طرف مشائخ کبار اور معتمد موحدان موجود تھے اور اس مسئلے پر تحریر و بیان سے سرگرم عمل تھے اگر یہ مسئلہ غلط یا دین کے خلاف ہوتا تو وہ ہرگز خاموش نہ رہتے اور یقینًا اسکے ردّ و انکار میں مشغول ہو جاتے ہیں کیونکہ حق کے معاملے میں شیطان آخر س ہی خاموش رہ سکتا ہے۔ چنانچہ مسائل معتزلہ اور فلسفہ اور دوسرے گمراہی کے مسائل میں جو کہ اہلسنت والجماعت کے علاوہ بہتّر فرقوں میں اور دوسرے طبقوں میں تھے انکے ردو انکار میں وہ مصروف ہو گئے تھے اور نہایت جدوجہد سے ان پر طول و وطویل مباحث بھی کئے تھے اسلئے جب ائمہ دین نے اسکے بیان میں سکوت اختیار کیا ہے اور ردّ و انکار میں مصروف نہیں ہوئے تو اس سے ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ مخالف دین نہیں ہے۔ محل بیان پر سکوت بیان کے مترادف ہے۔

اسی طرح اختلافی مسائل میں بعض کثرت وجود کے قائل ہیں اور یہ تمام علماء ظاہر میں اور بہت سے مشائخ وعباد وزہاد بھی اسی عقیدہ کے ہیں جبکہ بعض دوسرے وجود وحدت کے قائل ہیں اور یہ موحدان وعارفان وجود حق ہیں یہ بھی علماء اکمل ومقتدایان دین اور مجتہدانِ وقت ہیں نیز اہل حق کا کشف بھی اسکو گواہی دیتا ہے اسلئے یہ مسئلہ اختلافی ہونیکے باعث نہ مخالف دین ہے نہ اسپر اعتقاد رکھنے سے آخرت کا کوئی نقصان متوقع ہے۔ ہماری غایت اس باب میں سر ربوبیت اور سخن حقیقت سے ہے جسکا اپنا ایک مقام ہے۔ بہرحال یہ ہر مرد اور ہر مرتبہ کے شایانِ شان نہیں ہے اسی لئے اقتضائے سرِ ربوبیت کو کفر کہا گیا ہے۔

لیکن مثل منصور حلاج دار کشی پر نعرۂ انا الحق ہی حقیقت ہے۔ اے عزیز مسئلہ معذور اور ہے مسئلہ درست اور، مسئلہ مسافر اور ہے مسئلہ مقیم اور بے عقل اور، کا اور ہے، ہوشمند وعاقل کے لئے اور۔ اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ مسئلہ شریعت ظاہر ہے اور مسئلہ طریقت وحقیقت اور ہے۔ کلمۂ طیب لا معبود الا اللہ شریعت کے معنی میں ہے لا معبود الا اللہ طریقت کا مسئلہ ہے اور لا موجود الا اللہ مسئلہ حقیقت ہے۔

رباعی ؎ طعمہ کاں پاک بازاں رد ہند ہرگز ان کے نونہالاں را دہند
عاقلاں را شرع تکلیف آمدہ بے دلاراں عشق تشریف آمدہ

اور جاننا چاہیے کہ محققین کا اس مسئلہ پر اختلاف ایک دوسرے

ہی اختلاف پر مبنی ہے۔ ایک فرقے کے لوگ جو کثرتِ وجود کے قائل ہیں ذاتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ کو (جو کہ واجب الوجود ہے) وجود سے ماوراء کہتے ہیں کیونکہ وہ ہماری عقل سے بالا ہے اور وجود کو اسکی ذات کی لازمی صفت پر محمول کرتے ہیں اور اس سے کسی وجود کو ازلاً و ابداً منفصل نہیں گردانتے

دوسرا فرقہ ان لوگوں کا ہے جو وحدت الوجود کے قائل ہیں اور ذات حق تعالےٰ کو عینِ وجود مطلق سمجھتے ہیں کیونکہ موجودیت کا اعلیٰ ترین مرتبہ عین وجود مطلق ہے اور وہی واجب الوجود ہے۔ گویا فریقین سب اپنے اپنے دلائل و براہین پر قائم ہیں اور معرفت کا اپنا اپنا ایک معیار ہے۔ مختصراً یہ کہ میرے بڑے بھائی شیخ حمید یہ فقیر اور معظم بھائی احمد ہم تینوں علم ظاہری سے بحث و مباحثہ پر اتر آئے اور بحث اتنی طویل ہوئی کہ فجر کے وقت سے ختم چاشت کا وقت ہو گیا اسکے بعد مجلس ختم ہوئی۔

حضرت قطبی کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ ان فرزندوں نے جو اس قدر بحث و مباحثہ کیا ہے شاید ان کے دل میں میں ابھی کمی ہے اور اسی لئے وحدت وجودی کے منکر ہیں۔

فرمایا "ہم ان فرزندوں کے ساتھ نہیں رہیں گے ان کا دین و مشرب جدا اور ہمارا جدا ہے۔"

اور جوش حال میں اٹھ کھڑے ہوئے اور روانہ ہو گئے کسی کو دم مارنے کی طاقت و مجال نہ تھی جب تقریباً نصف کوس سفر پیدل طے

کر چکے تو مجبوراً سواری کے لئے گھوڑا پیش کر دیا گیا۔ سوار ہو کر تھانیسر کی جانب روانہ ہوئے اور فرمایا "معلوم کرتے ہیں کہ شیخ جلال کا کیا مشرب و مذہب دین ہے اگر وہ بھی ہمارے مذہب پر نہ ہوئے تو ہم ان کو بھی چھوڑ دیں گے۔"

قصہ کوتاہ کہ قصبہ لکھنوتی عقب میں رہ گیا اور اس سے آگے نکل آئے کل صاحبزادے وابستگان اور قصبہ گنگوہ اور لکھنوتی کے لوگ حضرت کے پیچھے چل رہے تھے کسی کو دم مارنے کی طاقت نہ تھی۔ اسکے بعد دریائے (جمنا) کے ملاحوں کو یہ پیغام بھجوایا گیا کہ اپنی کشتیوں کو گزرگاہ سے دور لے جائیں" سوچا شاید اسی بہانے واپس آجائیں۔

عاقبت الامر امیر شاہ اسلام داروغہ گنگوہ کو جو حضرت قطبی کا نہایت مخلص مرید تھا، خبر ہوئی اور وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ حضرت قطبی اس پر بہت شفقت فرماتے تھے گستاخانہ وار آگے بڑھے اور حضرت قطبی کے گھوڑے کے پیر پکڑ لئے اور عرض کیا "حضور کا گنگوہ چھوڑ کر جانا کوئی معمولی بات بات نہیں ہے۔ یہ خبر جب ہمایوں بادشاہ کو پہونچے گی تو ان کو خیال ہوگا کہ مقامی داروغہ نے کوئی بے ادبی کی ہوگی اور حضرت کی دل شکستگی کا باعث ہوا ہوگا۔ اسپر بادشاہ سلامت مجھے مروا دینگے۔ پھر جب بادشاہ سلامت ہی کو مجھے مروانا ہے تو اس سے تو بہتر ہے کہ میرے پیر و مرشد ہی مجھے مار ڈالیں"

حضرت قطب العالم کے جوش میں بھی کمی آگئی تھی۔ امیر شاہ اسلام نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور واپس لے آیا۔

ہم جملہ فرزند مہجور ٹھہرے حضرت قطبی ہمارے پیچھے نماز بھی ادا نہ کرتے تھے فرماتے تھے کہ "چونکہ ان کا دین و مشرب مختلف ہے اسلئے ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے"۔

یہ خبر شیخ جلال الدین تھانیسری کو بھی پہونچی وہ آئے اور چاہتے تھے کہ قدم بوسی کریں۔ حضرت قطبی نے ڈانٹ کر ممانعت کردی اور فرمایا "وہیں ٹھہرو اور بتاؤ کہ تمہارا دین و مشرب کیا ہے؟

شیخ جلال نے قرآن پاک کی وہ آیات تلاوت کیں جو "وحدت" پر اشارہ کرتی ہیں اور توحید کے بیان میں مشائخ کے قول سنائے اسپر حضرت قطبی نے خوش ہوکر شیخ جلال کو اپنی بغل میں لے لیا اور وفور عشق میں توحید بیان کرنے لگے۔ میرے بھائی علی نے بھی توحید پر دو تین اشعار سنائے۔ عجب کیفیت ہوئی ہم تینوں بدستور مہجور رہے۔

دو تین روز بعد ہم پر بھی شفقت و کرم فرمایا۔ الحمدللہ علی ذلک اس کے بعد بڑے بھائی شیخ احمد، شیخ حمید اور اس فقیر نے توحید پر حتی الوسع رسالے لکھے۔

لطیفہ نمبرہ، حضرت قطبی کی سکر و مستی کی حالت میں کبھی کبھی زبان گنگ ہو جاتی تھی ہر چند کہ بات کرنا چاہتے تھے صحیح الفاظ زبان سے ادا نہ ہوتے تھے اور سر من عرف اللہ کل لسانہ کا بھید ظاہر ہو جاتا تھا پھر دوسری ہی ساعت زبان کھل جاتی تھی اسوقت آپ انوار و اسرار الٰہی اور معرفت کے نکات جو کلام ربانی میں درج ہیں اس کثرت سے بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء حیران رہ جاتے تھے اور سر من عرف اللہ طال لسانہ کا اظہار ہوتا تھا یہ دونوں حالتیں اکثر ہو جایا کرتی تھیں۔

ایک روز حضرت قطبی عالم مستی میں اسرار بیان کر رہے تھے قاضی فضل اللہ دانشمند اور عبداللہ دانشمند کوئی بھی حاضر تھے ان کو بھی بجد سوز و عشق کی کیفیت پیدا ہوئی۔ جب وہ میاں بھورو کے بیٹے دلاور خاں کے پاس گئے تو انھوں نے بتایا کہ حضرت شیخ عبدالقدوس عالم عشق میں کلام اللہ کی تفسیر بیان کر رہے تھے اور پوری مجلس پر وقت طاری ہو گئی تھی۔ دلاور خاں نے دریافت کیا "کون سی تفسیر تھی" انھوں نے جواب دیا "کوئی خاص مقرر تفسیر تو نہ تھی جو کچھ وہ بیان کر رہے تھے کسی بھی تفسیر میں نہیں ہے اور نہ اب تک ہم نے سنی ہے نہ کسی سے سننے میں آئی ہے۔

سبحان اللہ زہے کمال وعرفان مردِ خدا اللّٰھُمَّ ارزقنا ذلک وجمیع الطالبین ۔ ایک دن اوران پر سوز وعشق کی حالت طاری تھی زبان بند تھی اور بات نہ کی جاتی تھی ایک عالم موجود تھے ان کو گمان ہوا کہ ان کو کوئی خاص مرض ہے ۔ پوچھا" یا حضرت شیخ آپکو کیا مرض ہے ۔ جواب دیا بابا دو مرض ہیں یضیق صدری اور لاینطق لسانی وہ حیرت میں رہ گئے ۔

سبحان اللہ، اللہ کے بندوں کی حالت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اولیاء ایک ایسی قبا میں مستور ہیں کہ انھیں کوئی نہیں پہچانتا۔

مولانا شعیب کی مسجد میں آمد

لطیفہ نمبر ۶، ۔ ایک روز شہر دلی میں اس فقیر نے عرض کیا کہ" مولانا شعیب عالم خوش الحان ہیں اپنی مسجد میں تفسیر کلام اللہ بیان کرتے ہیں وہاں حفاظ کا اجتماع بھی ہوتا ہے اگر حضور پسند فرمائیں تو تشریف لے چلیں اور شرکت فرمائیں ۔

فرمایا ۔" خوب رہے گا "

بعد ادائے نماز جمعہ وہاں حاضر ہوئے ۔ مولانا شعیب منبر پر تفسیر بیان کرنے میں مصروف تھے ان کی آواز سنتے ہی حضرت قطبی پر عجیب

کیفیت طاری ہوگئی۔ مستی عشق اور سکر معرفت میں بیخود ہوکر اسرار الٰہی بیان کرنے لگے۔

مولانا شعیب خاموش ہوکر انتظار کرنے لگے کہ جب شیخ کو اس حال سے افاقہ ہوگا اور وہ خاموش ہوجائینگے تو پھر تفسیر بیان کرینگے ادھر حضرت شیخ پر اسقدر غلبہ عشق ہوا کہ اس میں کوئی کمی معلوم نہ ہوتی تھی۔ آخر کار مولانا شعیب منبر سے نیچے اتر آئے۔ اسی حالت میں اس فقیر نے حضرت قطبی کو سوار کراکر روانہ کیا۔

اس کے بعد نماز عصر کیلئے شیخ المشائخ شیخ نصیر الدین دانشمند درویش کی مسجد میں آئے وہاں پر انکے فرزند اور دوسرے درویش بھی موجود تھے۔ میرے استاد فتح اللہ پسر شیخ نصیر الدین جب حضرت قطبی کی بیقراری اور ان کی لرزہ براندامی کو دیکھا تو اس فقیر سے دریافت کیا "ان کو کیا مرض ہے اور اس مرض میں اور ایسی حالت میں کیوں گھر سے باہر آئے ہیں"

اس فقیر نے عرض کیا "یہ مرض نہیں ہے مولانا شعیب کی مسجد سے زخم عشق لگا ہے اور اسی کے سبب یہ حالت ہوگئی ہے۔"

تمام اہل مجلس حیران رہ گئے۔ اسکے بعد نماز عصر کیلئے وضو کرنے کیلئے تیار ہوگئے۔ عین غلبۂ عشق میں بھی ادائے آداب وضو کو ملحوظ خاطر رکھا اسپر سب کو اور زیادہ حیرت ہوئی۔ کہنے لگے سبحان اللہ ایسی مستی کی حالت میں بھی احکام شریعت کی ایسی تعمیل نہ آج

تک دیکھی نہ سُنی۔

اے عزیز اولیائے اکمل اپنے اوقات پر قادر ہوتے ہیں۔ لا یحول لھم الحال بل الحال یحول فیھم (یعنی حال ان پر غالب نہیں ہوتے بلکہ وہ حال پر غالب ہوتے ہیں)۔ مراد یہ ہے کہ حال ان کی ذات میں جذب ہو جاتا ہے۔

صاحبِ مقام لوگ معرفتِ حق میں دنیا سے کتنے لاتعلق و بیخبر کیوں نہ ہو جائیں لیکن صحت عقل و دین پر قائم رہتے ہیں۔

عالمِ مستی میں شطحیات بھی کہہ جاتے تھے

لطیفہ نمبر ۷۷، حضرت قطبی دورانِ سمع وجد کی حالت میں کسی اور ہی مقام پر ہوتے ہیں جس کا سمجھنا ہی محال ہے اور ظاہری حال میں جو صورت ہوتی تھی اس کا بیان بھی ممکن نہیں ہے جس نے یہ حالت دیکھی ہو اور بغور معائنہ کی ہو وہی کچھ جان سکتا ہے۔

کبھی کبھی عالمِ مستی میں شطحیات (کلمات غیر شرع) بھی ادا کر جاتے تھے۔ ایک مرتبہ عالمِ مستی میں فرمایا "میں عرش کو فرش پر دے مارنا چاہتا ہوں" اکثر حالتِ وجد میں فرمایا کرتے تھے "ہم اپنے خیمہ کو بہشت میں لے جاتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک دن مستی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے "تاجِ شاہی ہمارے بچوں کے سر پہ ہے۔"

ایک دن پھر بیخودی و مستی کے عالم میں فرمایا۔ "یارو پردہ اٹھ گیا ہے۔ جبرئیلؑ کہتے ہیں کہ "فرمانِ حق مغفرت ہے۔" الحمدللہ علیٰ ذلک

ایک روز مطرب در پردہ ملار گا رہے تھے حضرت قطبی عالمِ وجد میں تھے۔ راگ مولانا جامی کے ان الفاظ میں گایا جا رہا تھا ؎

جرا سُر جن سیج ہمار یا　　میں بجھ لک سیج سنوار یا

نمازِ عصر کا اول وقت تھا کہ حضرت قطبی وضو کیطرف متوجہ ہوئے چوکی پر بیٹھ کر وضو کیا اور نمازِ عصر باجماعت ادا کی۔ بعد نماز فراغت پھر وجد میں مصروف ہو گئے۔ پھر وجد کی حالت سے افاقہ ہونے پر فرمایا کہ عین کیفیتِ وجد میں فرمان باری تعالےٰ ہوا تھا "مصلّے پر آؤ"

سبحان اللہ! اللہ کے بندے اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں انکے درمیان غیر نہیں ہوتا جو کچھ دیکھتے ہیں حق دیکھتے ہیں، جو کچھ کہتے ہیں، جو کچھ سنتے ہیں المصلی ینا جی ربہ مصلی کانا پھوسی کرتا ہے اپنے رب سے حقیقت میں وہ حضورِ حق میں ہوتے ہیں۔

ایک دن اور دورانِ سمع وجد و مستی کی حالت میں تھے فرمایا۔ "جسوقت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ سے مصروف تکلم تھے ہم بھی حاضر تھے۔"

اسکے علاوہ سکر کی حالت میں نہیت اسرار بیان کرتے تھے، کبھی فرماتے "میں نہیں کہتا میری زبان سے حق سبحانہٗ تعالےٰ کہتا ہے، من الشجرۃ ان یا موسیٰ انی انا اللہ رب العالمین (شجر سے آواز آئی اے موسیٰ میں تیرا رب العالمین ہوں) اس دولت کا نشان ہے

ایک روز برخوردار ملتانی گویئے کے گانے سے بیحد کیفیت درد پیدا ہوئی۔ مستی میں سرشار ہوکر اس سے فرمایا " واللہ ہم نے تجھے عرش دیا، کرسی دی، بہشت دی"

ایک روز میرے بھائی شیخ علی کوئی چیز پڑھ رہے تھے اسکو سن کر حضرت قطبی پر حال وارد ہوا۔ فرمایا " آؤ" اور پھر ان کو بغل میں لیکر فرمایا "شاہ شاہانی" الغرض اسی قسم کے کلمات وشطحیات اکثر اوقات عالم بیخودی میں حضرت قطبی کی زبان مبارک سے ادا ہوتے تھے۔ سبحان اللہ حالات ومقامات ومقالات مردان خدا کو بجز خدا تعالےٰ کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان کی زبان سے وہ خود بولتا ہے اور وہ درمیان میں نہیں ہوتے بیشک اولیاء اللہ اس قبا میں ہیں جسے کوئی نہیں جانتا۔

گنگوہ کو کیوں چھوڑ آتے ہو آخر کار وہی مقام تو کام آنیوالا ہے

لطیفہ نمبر ۸۔ پرگنہ گنگوہ کے ایک زمیندار ملک عثمان کورانی حضور قطبی کے مرید خاص تھے ان کی آرزو تھی کہ اگر ایک پیر زادے ان کے وطن (یعنی گنگوہ) میں قیام پذیر ہوں تو ان کے لئے سعادت و سرفرازی کا باعث ہو۔ اس غرض سے چند مرتبہ انھوں نے بکوشش تمام حضرت قطبی سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔

حضرت قطبی نے اس حقیر فقیر رکن الدین کو رہائش کیلئے بھیج دیا۔ ملک عثمان کورانی نے سرائے قصبہ گنگوہ میں مکان تعمیر کرائے اور بہت خدمت کی مجھے اور میرے دوسرے بھائیوں کو گنگوہ میں قرار نہیں آتا تھا۔ چند روز وہاں قیام کرتے اور پھر واپس چلے جاتے۔

ایک دن حضرت قطبی نے نور باطن سے حقیقت حال دریافت کی اور فرمایا "گنگوہ کو کیوں چھوڑ آتے ہو آخر کار وہی مقام تو کام آنے والا ہے۔" یعنی مستقل سکونت ہی وہاں ہوگی، اور ویسے ہی ہوا۔ حضرت قطبی نے جو اس نقل مکانی کا ذکر کیا تھا اس کا قصہ آگے درج کیا جاتا ہے۔

فرمانِ حق تعالیٰ

لطیفہ نمبر ۹۔ بندگی حضرت والدہ صاحبہ بھی ولی اللہ تھیں۔ روزانہ کلام اللہ کے دو سپاروں کی تلاوت ان کا وظیفہ تھا۔ مسائلِ شرعیہ پر بھی کتب مطالعہ کئے ہوئے تھیں اور مطالعہ کرتی رہتی تھیں۔ اشراق و چاشت و تہجد کی نمازوں میں سے کبھی کوئی نماز فوت نہ ہوتی تھی۔ وضو کرنے کے وقت سے لیکر فرض و سُنن اور نوافل کی ادائیگی تک کلام نہ کرتی تھیں۔ صاحبِ کشف و شغلِ باطن تھیں۔ جو کچھ خواب میں دیکھتیں کچھ عرصہ کے بعد وہی ظاہر ہو جاتا تھا۔

ایک دفعہ نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد مصلے بیٹھی ہوئی تھیں کہ حجاب نظر اٹھ گیا اور عین بیداری کی حالت میں منکشف ہوا کہ ایک آگ خراسان کیطرف سے بڑھتی ہوئی آرہی تھی اور راہ میں خشک و تر ہر چیز کو جلائے دے رہی ہے۔ علی الصبح یہ معاملہ اپنے سب فرزندوں سے بیان کیا اور فرمایا کہ یہاں سے بھاگ چلنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ کوئی بلا نازل ہونیوالی ہے۔

آخرکار مغلوں کی آمد اور لوٹ مار شروع ہوئی۔ جب بھی محمد بابر بادشاہ کی آمد کی خبر اڑتی تھی سبھی مخلوقِ ولایت راہِ فرار اختیار کرتی تھی اور تباہ ہوتی تھی۔ ہمارے لئے تو یہی قصبہ گنگوہ بچنے اور قرار کی جگہ تھی۔ حضرت قطبی کی بات پوری ہوئی اور پرگنہ دیپاں پور اجڑا اور برباد ہوا بے شمار عالم

وصالح لوگ مارے گئے اور ذخیرہ کتب غارت ہوگیا۔ ہمارے پیرزادے شیخ محمد عارف کے صاحبزادے شیخ عبدالشکور موجود تھے انھوں نے حضرت قطبی سے کہا کہ "آپ حق تعالےٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوں کہ حکم باری تعالےٰ کیا ہے۔ علماء وصلحاء کا قتل ہو رہا ہے اور اسلامی ملک غارت ہو رہا ہے"

حضرت قطبی اپنے پیرزادہ کے کہنے کے بموجب متوجہ حق تعالےٰ ہوئے۔ ناگاہ فرمانِ حق تعالےٰ ہوا "رنج ومصیبت تو انبیاء پر بھی آئی ہے تو بیچارہ کون ہے۔" حضرت قطبی حیرت میں رہ گئے۔ تجلیٔ قہر وجلال سبحانہ تعالےٰ عالم پر چمک رہی ہے اور سمجھ گئے کہ بموجب خطاب ربانی وہ بھی مصیبت میں گرفتار ہونگے اور بالآخر اسی طرح ظاہر ہوا جو آئندہ لطیفہ میں درج کیا جاتا ہے۔

ہم نے اپنے پیروں کی سُنّت اختیار کی ہے

لطیفہ نمبر ۸۰ محمد بابر شاہ کا مقابلہ سلطان ابراہیم لودھی کے ساتھ پانی پت کے مقام پر ہوا۔ ملک میں بھگدڑ مچ گئی۔ کوئی جگہ عافیت کی نظر نہ آتی تھی۔ ملک پر ویرانی سی طاری ہوگئی۔ حضرت قطبی اپنے اہل خانہ اور وابستگان کے ہمراہ کتانہ تشریف لے گئے تاکہ افغان کے لشکر کے پس پشت رہیں اور جو بلا افغانوں کے لشکر پر آئے اس سے محفوظ رہیں اور ضرورت کے وقت بچ نکلنے کی گنجائش رہے۔ کتانہ میں دریا کے مشرق میں

ہمارا قیام تھا اور مغرب میں سلطان ابراہیم لودھی کا لشکر تھا۔

حضرت معروف شخصیت تھے اور آپ کے اکثر مرید و معتقد افغانی لشکر میں تھے اور بغرض ملاقات حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب سلطان ابراہیم کو آپکے قیام کی خبر ہوئی تو منت و سماجت کر کے آپ کو اپنے لشکر میں لے گیا

حضرت قطبی نے فرمایا کہ" اس دفعہ ہمیں خیریت معلوم نہیں ہوتی اور سلطان ابراہیم پانی پت کے میدان سے باہر نظر نہیں آتے۔"

مزید فرمایا" سب اہلِ خانہ اور مریدین یہاں سے روانہ ہو جائیں یہ فقیر اپنے بھائیوں اہلِ خانہ اور بچوں کو لیکر ہندوستان روانہ ہوا اور حضرت قطبی میرے بڑے بھائی حمید اور خادم سید راجہ کے ہمراہ فرمانِ شاہی کے بموجب لشکر ہی میں مقیم رہے۔ اسکے بعد حضرت قطبی نے شیخ حمید سے فرمایا۔" ہمارے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ بھی قید ہو گئے تھے۔ یہ ہمارے پیروں کی سُنّت ہے ہم نے اس کو اختیار کیا ہے اسلئے تم بھی یہاں سے چلے جاؤ۔"

شیخ حمید اور سید راجہ نے کہا" جو کچھ حضرت نے اختیار کیا ہے ہم بھی وہی اختیار کرتے ہیں اب حضرت کو کہاں چھوڑ دیں۔"

جب سلطان اپنے لشکر کے ساتھ معرکۂ جنگ کیلئے تیار ہوا اور ابھی دونوں فوجوں میں مقابلہ شروع نہیں ہوا تھا کہ حضرت قطبی نے شیخ حمید سے فرمایا ہمیں اپنے گھوڑے کے قدموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ابراہیم کی شکست مقدر ہے نکل چلنا چاہیئے۔

کم و بیش ایک پہر نہیں گزرا تھا کہ سلطان ابراہیم کی شکست کی آواز بلند ہوئی۔ مختصر یہ کہ سلطان ابراہیم کو بروز جمعہ، رجب ۹۳۲ھ کو محمد بابر شاہ کے مقابلے میں شکست ہوئی۔

اسی اثناء میں فوج کے سوار پہونچ گئے۔ حضرت قطبی سے گھوڑے اور کپڑے لے لئے۔ میرے بڑے بھائی شیخ حمید اور سید راجہ کو قیدی بنا لیا۔ شیخ حمید کے گلے میں حضرت قطبی کی سیاہ دستار ڈال کر اس کو گھوڑے کے فزاک سے باندھ دیا۔ اسوقت حضرت قطبی نے فرمایا۔ تمہارے گلے میں پیروں کی دستار ہے۔ یہ تمہاری شفاعت کا باعث ہوگی۔ آخر ہوا بھی یہی کہ شیخ حمید اور سید راجہ کو پیروں کی توجہ اور دستار کی شفاعت سے نجات ملی۔ حضرت قطبی اور پیرزادہ کمال الدین پیدل روانہ ہوئے گو حضرت قطبی میں چلنے کی طاقت نہ تھی لیکن اللہ کے فضل و کرم سے بہ آسانی میدانِ جنگ سے شہر دہلی پہونچ گئے۔

حق تعالےٰ کے فرمان " انبیاء پر بھی مصائب نازل ہوئے ہیں تو تو بیچارہ کون ہے۔" کے بموجب جو کہ حضرت قطبی کو بطور الہام ملا تھا اسقدر تکلیف اور مصیبت نازل ہوئی۔ ماشاء اللہ کان ومالم یشاء ولم یکن قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم "البلاء موکل علی الانبیاء ثم الاولیاء ثم الامثل والامثل (یعنی جو اللہ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو اللہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ حضور اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا بلائیں آتی ہیں انبیاء پر بھی اولیاء پر بھی اور ان کے مثل اوروں پر بھی،، کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است زیر آں گنج کرم بنہادہ است

قطب الاقطاب کے منصب پر

لطیفہ نمبر ۱۔ سلطان ابراہیم لودھی کے مغلوں سے شکست کھانے سے ایک برس پہلے حضرت قطبی نے اپنے اہل خانہ، مریدین و معتقدین کے ساتھ گنگوہ آنے پر سکونت اختیار کر لی تھی۔ مشیتِ خدا سے سرائے گنگوہ میں سخت آگ لگی، آندھی بھی سخت تند تھی اور اس آگ میں آدمی تک جل گئے لوگوں کا متاع و اسباب بھی نذر آتش ہو گیا۔ حضرت قطبی کے ہاتھ میں جو تسبیح و رومال تھا وہ بھی جل گیا اور جسم کا لباس بھی البتہ آگ سے آپ کی ذات مبارک کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔

حضرت قطبی کو اس عظیم حادثہ کا بہت خیال تھا۔ اسی رات کو فرمانِ حق ہوا " ایسے مصائب و حوادث کا مطلق خیال نہ کر۔ کیونکہ ہمنے تجھے مرتبہ قطبی عطا کیا ہے اور قطب الاقطاب کے منصب پر سرفراز کیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

چند شطحیات

لطیفہ نمبر ۸۲۔ میر یونس علی بیگ حضرت قطبی کی ملاقات کی غرض سے گنگوہ آئے۔ حضرت قطبی کی حالتِ مستی کے پیش نظر قانون (نام ساز) سنانے کی اجازت طلب کی، جب انھوں نے ساز بجایا تو حضرت قطبی کو بیخودی اور محویت کا اسقدر غلبہ ہوا کہ کسی چیز کا شعور باقی نہ رہا۔

کچھ دیر بعد میر یونس علی بیگ نے حضرت قطبی کے پاؤں چھوئے اور اٹھ کر چلے گئے، حضرت قطبی کو قطعاً خبر نہ ہوئی۔ اسوقت شیخ فرید طلبینی دانشمند تھانیسری بھی موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت قطبی عالمِ مستی میں شطحیات (کلمات خلاف شرع) فرمانے لگے۔

ایک بار فرمایا "محمد صلے اللہ علیہ وسلم قاب قوسین اور اوفیٰ تک تشریف لے گئے اور واپس تشریف لے آئے مگر واللہ ہم نہ آتے۔"

کچھ وقفہ بعد وضاحت فرمائی "محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم عہدہ دار اور لنگر دار تھے واپس تشریف لائے اور میں جان باختہ وجہان تاختہ واپس نہ آتا" عہدہ داری اور لنگرداری کا مطلب واضح ہے کہ عہدۂ نبوت اور تبلیغ رسالت کل عالم کو اس کی دعوت دینا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد تھا۔

ایک ساعت بعد پھر وفورِ مستیٔ باطن سے مغلوب ہو کر فرمایا"

"خدائے تعالےٰ جانتا ہے کہ ہم کہاں ہیں" مزید ایک ساعت گذرنے پر فرمایا "یہ بھی ہو سکتا ہے خدائے تعالےٰ بھی نہ جانتا ہو" بظاہر یہ بات شریعتِ مطہرہ کے خلاف تھی لیکن خدا کے بندے اپنی بات کو اپنے حال کی مطابقت سے خوب سمجھتے ہیں۔ کسی دوسرے کی کیا مجال کہ اپنی فکر و عقل سے اسکو سمجھ سکے۔ صاحبِ مقام مردوں کی بات صاحبِ مقام مرد ہی جانتے ہیں پرندوں کی بولی پرندے ہی سمجھتے ہیں ؎ بیت

چوں ندیدی شب سلیمان را تو چہ دانی کلامِ مرغان را

لیکن دفعِ فاسد خیالی کی خاطر اپنی فہم کے مطابق اس کی وضاحت کرتا ہوں توجہ سے سنو اور سمجھو کہ محققین کے فرمان کے بموجب مرتبہ علم سبحانہٗ تعالےٰ مرتبۂ اعیانِ ثابتہ ہے کیونکہ اعیانِ ثابتہ کا اظہار علم ہی کے ذریعہ سے ہے ورنہ شیوناتِ ذاتیہ جن کو حروف عالیہ بھی کہتے ہیں۔ وحدتِ ذات میں شامل اور مستور ہیں اور یہی مرتبۂ اسماء ہے جبکہ مرتبہ اعیانِ ثابتہ اور علم سے بالاتر ہے۔ اسلئے جب درویش مرتبۂ اعیان ثابتہ سے بلند ہو جاتا ہے تو وہ مرتبۂ اسماء و شیوناتِ ذاتیہ میں غرق ہو جاتا ہے اس طرح وہ مرتبۂ علم سے بلند ہو کر خود اسماء الٰہیہ سے ایک اسم الٰہی اور شانِ شیوناتِ ذاتیہ سے ایک شانِ ذات بن جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے کہ درویش درمیان میں نہیں رہتا۔ بلکہ کہنے اور سُننے والی وہی ایک ذات رہجاتی ہے اسلئے وہی اسم الٰہی اور شانِ ذاتی خود بخود اپنے مقام کی خبر دیتی ہے کہ

میرا مقام و مرتبہ علم سے برتر ہے یعنی" جسوقت ہم نزول کرتے ہیں اور اپنا عکس ڈالتے ہیں تو مرتبۂ علم میں عین ثابتہ کی صورت ظاہر ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی فقر ہی دارین میں سرخروئی اور عظمت کا باعث ہے) کیا ہے۔ یعنے فقیر سرائے وجود کوئی بے وجود ہوکر اور سرائے وجود علمی میں اپنا اظہار نہ پاکر دونوں عالم سے پوشیدگی اختیار کرکے فناء الفناء کا بن جاتا ہے اور اذا تم الفقر فھو واللہ اور فقیر کامل ہوجانے پر اللہ ہوجاتا ہے کی صورت بن جاتا ہے۔ چوں فقر تو شد تمام خواجہ خدائی بکن

بیت بندہ جائے رسید کہ خوشود بعد ازاں کار جز خدائی نیست

سبحان اللہ۔ مرداں خدا نباشد لیکن ز خدا جدا نہ نباشد

رباعی۔ قطرہ بحر و موج جوہر چار بے شکے نزد ما یکے ست یکے

در عالم طلبش کن! بیا یکے ست یکے

سردی ہمارا کیا کرے گی؟

لطیفہ نمبر ۸۲۔ موسم سرما کی ہوائیں چل رہی تھیں۔ برف گر رہی تھی حضرت قطبی کی وضو کی کرسی گھر کے صحن میں تھی ننگے سر وضو کیا کرتے تھے حسب عادت رات کو چند مرتبہ وضو کے لئے اٹھتے تھے ہمیں فکر ہوئی کہ

آپ کے سر مبارک پر برف پڑتی ہے اسلئے وضو کی کرسی کو سائے میں رکھنا بہتر ہوگا۔

حضرت نے فرمایا کہ" ہمارے سر پر سردی کا اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب ہم وضو کیلئے برہنہ سر کرسی پر بیٹھتے ہیں تو ہمارے سر سے گرمی خارج ہونے لگتی ہے اور سردی کا اثر نہیں ہوتا۔"

عمر کے آخری برس سردی کا زمانہ تھا۔ پائخانے میں باریک کپڑا پہن کر جاتے تھے دیر لگ جاتی تھی اسلئے عرض کیا گیا کہ اگر حضور کاندھے پر چھوٹی سی چادر ڈال لیں تو بہتر ہوگا۔ ضعف کا غلبہ ہے اور سردی زیادہ ہے۔"

فرمایا "سردی ہمارا کیا کرے گی؟

سبحان اللہ کیا باطنی حرارت رکھتے تھے اور کیا مقام تھا آپ کا کہ نہ سردی کی خبر نہ ہوتی تھی اور نہ گرمی کی۔

بروز قیامت سات نفوس عرش کے سایہ میں ہوں گے

لطیفہ نمبر ۸۴ ایک دن اس فقیر نے ایک عجیب مشکل کے حل کیلئے عرض کیا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ سبعۃ یظلھم اللہ فی ظل عرشہ یوم لا ظل الا ظلہ امام عادل وشباب نشا فی عبادت اللہ

ورجل قلبه معلق بالمسجد اذا اخرج منه حتی یعود الیه و
ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علی ذلک وتفرقا علیه ورجل
دعته امراۃ ذات جمال وحسب فقال انی اخاف اللہ ورجل
بصدقة فاخفاها حتی لا یعلم شماله ما ینطق یمینه۔

یعنی سات آدمیوں پر اللہ سایہ فرمائیں گے اپنے عرش کے سائے
میں اس روز سایہ نہیں ہوگا مگر اسی کا سایہ ہوگا۔ اول عادل بادشاہ
دوسرا وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو ونما پائی ہو، اور
وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہو جب بھی نکلے مسجد سے،
یہانتک کہ وہ مسجد کیطرف واپس لوٹ آئے اور وہ دو آدمی جو
ایک دوسرے سے محبت فی اللہ رکھیں، اکٹھے ہوں اسی محبت پر
اور الگ ہوں تو اسی محبت پر اور وہ آدمی جس کو دعوت دی ایک
حسین اور حسب دار عورت نے اور اس نے جواب میں کہا کہ میں
اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ آدمی جو صدقہ چھپا کر دے یہانتک کہ
اسکے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ دائیں ہاتھ میں کیا آیا۔"

یعنی معلوم ہوا کہ روز حشر آفتابِ خلائق کے سر پہ ایک نیزے
کی بلندی پر ہوگا اور عرش اسکے اوپر ہوگا اسلئے عرش کے سایہ کا ان سات
نفوس پر پڑنا کیسے عقل میں آسکتا ہے۔ حضرت قسطلی نے فوراً فرمایا
"ہاں حقیقت اس طرح ہے لیکن یہ سات نفوس عرش پر ہونگے۔

ہر چند کہ ظاہری صورت میں خلائق کے ساتھ حشر زمین پر ہوگا مگر ان کا مقام عرش ہے جیسے کہ فرشتہ ملکوتی ہے جب یہ زمین پر عالم ناسوت میں آتا ہے تو آثار و احکام ناسوت سے متاثر نہیں ہوتا اور اگر وہی فرشتہ ناسوتی آگ میں سے گذرے تو اسپر اس کا بالکل اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ملکوتی مخلوق ہے۔ اسی طرح یہ سات نفوس عرش پر ہونگے اور حشر کی گرمی ان پر بالکل اثر نہ کریگی ان کے سایۂ عرش میں ہونے کا یہی مطلب ہے۔

اسی طرح ہر چند کہ حضرت قطبی ہمارے درمیان ہوتے تھے۔ لیکن چونکہ ان کا مرتبہ ناسوت نہ تھا اس لئے اس دنیا کے حالات کی انھیں بالکل خبر نہ رہتی تھی۔ سبحان اللہ کیا ہوتے تھے۔ کہاں ہوتے تھے فی مقصد صدق عند ملیک (اپنے مالک سے ملنے کی سچی مراد کو پہونچ گئے) مقام حق پا گئے۔ حق ہی کو دیکھتے اور حق ہی کو پاتے تھے۔ ان کے ساتھ اور ان کی ذات میں غیر حق کچھ نہ تھا۔

ہاں اولیائے تحت قبائی او لیر فہم غیری

بندۂ او باش و بادشاہی کن

لطیفہ نمبر ۵۸۔ کمال اخوان پانی پتی جو کہ حضرت قطبی کا مخلص مرید تھا اور باطنی معاملات سے خوب بہرہ ور تھا۔ کہا کرتا تھا کہ ایک روز ملحدوں کی صحبت کیوجہ سے میرے عقیدہ میں خلل پڑ گیا اور یہ خیال پیدا ہو گیا کہ عذاب و دوزخ کا نام محض خوفزدہ کرنے کیلئے لیا گیا ہے ورنہ حقیقت میں دوزخ ہے ہی نہیں۔

حضرت قطبی نے کمال مذکور کو خواب میں دوزخ کو (اسقدر ہیبت اور سوزش میں جیسی کہ وہ ہے) دکھایا، اس کے بعد اس کا باطل عقیدہ ختم ہو گیا۔ پھر اسی کمال نے رسالہ "جامِ جہاں نما"۔ جو کہ علم توحید میں ہے پڑھنا شروع کیا۔ اس رسالہ میں توحید کو دو دائروں کی مثال سے بیان کیا گیا ہے جو شخص کامل عالم نہ ہو اسکو سمجھ نہیں سکتا اور اس کے پڑھنے سے دین میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

حضرت قطبی نے خواب میں کمال مذکور کو مذکورہ رسالہ پڑھنے سے منع کیا۔ لیکن اس نے تعمیل حکم نہ کی سمجھا کہ یہ تو پریشان خوابی ہے۔

ایک روز عین اس رسالہ کو پڑھتے ہوئے سو گیا دیکھا کہ حضرت قطبی اپنے خادمِ خاص شیخ جعفر کے ساتھ آئے ہیں اور فرماتے ہیں ہر چند کہ ہم اس کو منع کرتے ہیں لیکن کمال رسالہ پڑھنے سے باز نہیں آتا اسکے بعد کمال بیدار ہوا

اور خوفزدہ ہو کر رسالہ پڑھنا بند کر دیا۔

کمال کو جب کسی امر میں مشکل پیش آتی وہ حضرت قطبی کی خدمت میں پیش کر دیتا اسپر جو کچھ حضرت قطبی فرما دیتے وہی ظاہر ہوتا اور وہ اس دشواری سے آسانی سے چھٹکارا پا لیتا۔

بیشک مرید مخلص پیروں کی پناہ میں ہوتے ہیں اور دنیا و آخرت کی دشواری سے امن میں رہتے ہیں نجات و فلح پاتے ہیں۔ نعمت ہشت اور دیدار پروردگار سے مشرف ہوتے ہیں ؎

بندۂ او باش بادشاہی کن　　آنِ او باش ہر چہ خواہی کن

مَردانِ خدا حق کے ساتھ ہیں

لطیفہ نمبر ۸۶۔ ایک سال زبردست برسات ہوئی اور گنگوہ کے بڑے تالاب کے پانی کے اخراج کی جگہ لکھنوتی کے عاملوں نے اسلئے بند کر دیا کہ اس سے ان کی کاشت کو نقصان پہونچا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تالاب کا پانی سرائے میں پلٹ آیا اور اس کی زیادتی سے سرائے کے مکان گر گئے۔ جتنا کہ لکھنوتی کے عاملوں کو پانی کا راستہ کھولنے کیلئے کہا گیا اتنا ہی انھوں نے اسے اور مضبوطی سے بند کر دیا اور اسپر چوکیدار مقرر کر دیا کہ جو کوئی اس بند کو کھولے

اسے پھانسی دیدی جائے۔ آخر سب عاجز آگئے یہ معاملہ حضرت قطبی کے کانوں تک پہونچا۔ انھوں نے فرمایا۔ "اگر پانی کا راستہ نہیں کھولتے تو ہم حق تعالےٰ سے کہتے ہیں کہ آسمان سے پانی نہ برسے" اللہ کے حکم سے بارش بند ہوگئی اور سرائے کو پانی کے نقصان سے خلاصی ہوئی۔ دوسرے سال تک پانی کا راستہ بند رہا۔ موسم برسات آیا لیکن بارش کافی نہ ہوئی خلق خدا تنگ آگئی اور جمع ہوکر حضرت قطبی کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ بارش کیلئے دعا کرائیں

حضرت نے فرمایا "پانی کے خارج ہونیکا راستہ کھول دیں بند کھولا گیا اور بند کھلتے ہی خوب بارش ہوئی"

میرے عزیز مردانِ خدا حق کے ساتھ ہیں وہ غیر حق نہیں ہیں وہ حق ہی سے کہتے ہیں اور حق ہی سے سنتے ہیں ان کی زبان پر سوائے حق کے کچھ نہیں ہے دین حق کی زبان ہیں۔

ان اللہ لا ینطق علیٰ لسان غیرہ (یعنی وہ حق ہوتے ہیں غیر کی زبان سے بات نہیں کرتے) اس روحانی دولت کا نشان ہے اور من الشجرۃ ان یا موسیٰ انا اللہ رب العالمین درخت سے آواز آئی اے موسیٰ میں تمہارا اللہ ہوں جہانوں کا پالنے والا) اسی حالت پر شاہد ہے۔

اسکے بعد دوسرے سال بھی بارش بڑھ گئی تو لکھنوتی کے

عاملوں نے بارش کے پانی کے راستہ کو دوبارہ بند کرنا چاہا۔
گنگوہ کے مغل عاملوں نے کہلا بھیجا "تم زمین پر بند باندھتے
ہو تو یہ بھی جان لو کہ یہاں ایسے بھی اللہ کے بندے موجود ہیں جو
آسمان پر بند باندھ دیتے ہیں۔"
یہ سن کر لکھنوتی کے عاملوں نے پھر پانی کے راستہ پر بند نہ باندھا

جہاں ظلم ہوگا وہاں ہم نہیں رہیں گے

لطیفہ نمبر ۷۸۔ مغلوں کے عہد میں میر حسن کے عاملوں نے ظلم پر
کمر باندھ لی۔ فقراء اور ضعیف لوگ تنگ آگئے۔ حضرت قطبی نے بہت
منت اور سفارش کی لیکن بیسود اسکے بعد فرمایا کہ "جہاں ظلم ہوگا
وہاں ہم نہیں رہیں گے" اور سوار ہوتے وقت فرمایا۔ "ظالموں کی
مقہوری کیلئے تکبیر پڑھتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر" اسکے بعد باہر آگئے۔ مدت بعد معلوم ہوا کہ زخم کاری
لگا تھا خبر آئی کہ میر حسن علی منتقل ہوگیا ہے اور پرگنہ اس کی تحویل
سے لے لیا گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے بشیر مردوں کی زخم کاری سے محفوظ
رکھے اور اپنے فضل وکرم میں رکھے۔

توحید میں فانی وہ شخص ہے، جو نہ درمیان ہو اور نہ میان در میان

لطیفہ نمبر ۸۸۔ حضرت قطبی نے وفات سے تین برس قبل خاموشی اختیار کر لی تھی اور خلق کیطرف سے توجہ ہٹالی تھی۔ کسی سے کلام نہ کرتے تھے اور ہمیشہ عالمِ محویت میں رہتے تھے۔

ایک دن اس فقیر اور معظم بھائی احمد نے عرض کیا کہ ہمیں اس خاموشی کا سبب معلوم نہیں ہے۔ اگر حضرت قطبی اپنی خاموشی اور بے توجہی کا سبب بتادیں تو ہمیں بھی اطمینان و خوشی حاصل ہو

فرمایا " بابا میں نے اپنے دل کو ذکرِ حق سے بھید کو ٹا ہے اب میرا کل وجود دریائے ذکر ہو گیا ہے۔ بحرِ فنا ہر وقت موجزن ہے اور مجھے اپنی موجوں میں غرق کر لیتا ہے اور بعالمِ شہادت میرے سامنے سے ہٹالیا جاتا ہے اور مجھے ایک دوسرے ہی عالم میں لے جاتے ہیں جہاں شہودِ حق بیش آتا ہے اور مجھے اس عالم میں واپس آنے نہیں دیا جاتا۔"

ایسی محویت و بیخودی کی حالت میں بھی دین کی صحت و سلامتی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ وضو، نماز اور روزے کے آداب بھی حسب معمول قائم تھے اور محویت اس درجہ تھی اور ہر نماز کیوقت ان کو بتانا پڑتا تھا کہ فلاں نماز کا وقت ہے اور رکعتوں کی تعداد کی اطلاع

بھی دی جاتی تھی۔

ایک روز کھڑے ہوئے تھے اور آپ کے پاؤں کانپ رہے تھے اور اس فقیر نے سہارا دیا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ پرچم کر کیوں کھڑا نہیں ہوا جاتا فرمایا "دریائے فنا کی موجیں ساعت ساعت آتی ہیں اور مجھے ہوش میں نہیں آنے دیتیں۔"

حضرت قطبی کی آخری چند سال میں جو کیفیت رہی وہ خود حضرت نے "نورالعین" میں یوں بیان فرمائی ہے "توحید میں فانی وہ شخص ہے جو نہ درمیان ہے اور نہ میان درمیان جو نہ کسی سے تعلق و انس رکھتا ہے اور نہ کسی کے تشخص کا احساس، وہ کسی سے کسی کی تمیز نہیں کرتا اور نہ کوئی اسکے تشخص کو سمجھ سکتا ہے۔ شرع پر کمال درجہ استقامت اور عبادت و پرہیز گاری میں مداومت کے باعث حق سبحانہٗ تعالےٰ اس کو اپنی خودی میں جذب کر لیتے ہیں۔ وہ اتباع شریعت و اوراد طریقت پر استقامت کے باعث حق کو پالیتا ہے ذاتی طور پر حق ہو جاتا ہے۔ اپنی ذات کی فنا سے باقی بحق اور عرفان مطلق ربانی بن جاتا ہے۔"

سبحان اللہ کہاں بنتا ہے کس سے بنتا ہے اور کیا سے کیا بنتا ہے ؎

بندہ چلئے رود کہ محو شود　　بعد ازاں کار جز خدائی نیست

سبحان اللہ زہے کمال و زہے جمال
اولیائے تحت قبائے یعرفہم غیری

حضرت قطبی نے خود ایک غزل اپنے حالات وکمالات میں طالبانِ حق کی حوصلہ افزائی کیلئے لکھی ہے۔ اس کا یہاں لکھنا مناسب ہے۔

غزل (تصنیف حضور قطبی)

اے طالبان بدانید اے طالبان بدانید — من عشق خود گزیدم اے طالبان بدانید
من خون خود بخوردم من جان وتن بخستم — من راہِ حق برختم اے طالبان بدانید
من رنجہا بدیدم من تعبہا کشیدم — من دردمند عشقم اے طالبان بدانید
من کارہا بکردم من بارہا برفتم — در کوئے یار گشتم اے طالبان بدانید
من طشت خوں بگردم من دردِ دل برفتم — من صدق حال گفتم اے طالبان بدانید
من طالبِ خدایم بر در خدا گدایم — من عاشقِ لقائم اے طالبان بدانید
مارا خدا بباید دیگر مرا نشاید — من عاشقم خدائم اے طالبان بدانید
من شیر عشق خوردم در طفل گاہ دارد — من عاشقم الستم اے طالبان بدانید
من تیر عشق خوردم من جاں ہدف بکردم — من در اماج عشقم اے طالبان بدانید
من دل بحق سپردم از خویشتن برفتم — من سرِ حق رسیدم اے طالبان بدانید
من در حضور حقم من در سرور حقم — من ذوق حق چشیدم اے طالبان بدانید
من در فنا رسیدم سلطان ذکر دیدم — در محوِ غیر گشتم اے طالبان بدانید
سلطان ذکر مارا از من چو محو کردہ — من غیر حق ندیدم اے طالبان بدانید
از حرف در گذشتہ صوت جہاں ندیدم — در لی مع اللہ وقتم اے طالبان بدانید

در رقص چوں در آیم طور دگر نشایم — حقا کہ حق نمایم اے طالباں بدانید
حقا کہ حق بدانم جز حق دگر نخواہم — من غرق بحر شوقم اے طالباں بدانید
من چہل سال بخنم ایں دیگ در ہوائش — من در ہوائے عشقم اے طالباں بدانید
من روز و شب ندیدم جز رنج راہ جاناں — با دوست ہم نشینم اے طالبان بدانید
پنجاہ و پنج عمرم مارا رسید اکنوں — من مست عشق حقم اے طالباں بدانید
سرے گرفت مارا ما سر بداں نہادم — در سر یار گشتم اے طالباں بدانید
من یار یار کردم من گر و یار رفتم — من بار بار گشتم اے طالباں بدانید

من احمدی فقیرم من زلف یار گیرم
من راز زار میرم اے طالبان ندانید

سنہ ۹۴۳ھ میں ۴۵ روز تک مطلق کھانا نہیں کھایا

لطیفہ نمبر ۸۹۔ حضرت قطبی ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اس فقیر کی یادداشت کے مطابق چالیس سال تک بجز ان پانچ ایامِ ممنوعہ کے جن میں دو دن عیدین کے اور تین دن بعد عید الاضحیٰ کے سال بھر میں شامل ہیں دن میں کبھی کچھ نہ کھایا۔ گاہے بگاہے کھانا کھانے کے وقت اسرار معرفت بیان کرتے تھے۔ کھانا کھانے کی مقدار کی مطلق خبر نہ رہتی تھی بہت کھا لیتے تھے مگر سیری نہ ہوتی تھی۔ میرے دل میں اکثر یہ خیال آجاتا تھا کہ آج حضرت قطبی نے بہت کھایا ہے۔ حضرت قطبی اس خیال کو فوراً اس

طرح ظاہر کیا کرتے تھے" دوست کہیں گے کہ شیخ بہت کھاتے ہیں"
اسکے بعد فرماتے ہیں" ہمیں نہیں معلوم کہ ہم نے کیا کھایا اور کتنا کھایا ہے
اے دوستو سیری تو نہیں ہوتی ہے رک ہی جانا چاہئے اسکے بعد کھانے سے
ہاتھ کھینچ لیا کرتے تھے۔

کبھی کبھی چند روز تک ایسا بھی ہوتا تھا کہ صرف چند لقموں پر ہی
کفایت کیا کرتے تھے۔ ان ایام میں ترک التفات و تکلم بھی کرتے تھے۔
سنہ ۱۳۴۲ھ میں پینتالیس روز تک مطلق کھانا نہیں کھایا تھا کھانے
کی بو تک بھی آپ کو نہ پہونچتی تھی تاہم نماز و عبادت پر حسب دستور قائم
رہے اور جسمانی قوت میں کوئی فرق نہ آیا۔

جب کھانا کھانے کیلئے عرض کیا جاتا تو فرماتے" ہماری قوت کا قیام
کھانے پر منحصر نہیں ہے۔ تم بالکل فکر نہ کرو ہمارے لئے کھانا یا نہ کھانا برابر ہے
" دو تین بار فرمایا" ہم بہشت میں گئے تھے وہاں کچھ کھا لیا تھا"

جب دریافت کیا گیا کہ وہاں کیا چیز کھائی تھی تو فرمایا" دنیا میں اس
جیسی کوئی چیز نہیں ہے جو بتائی جا سکے۔

ایک روز مذکورہ مدت کے دوران شیخ المشائخ میرے بھائی شیخ
احمد نے بعد نماز مغرب حضرت قطبی سے کھانے کیلئے بہت اصرار کیا کہ مقام
" ابیت عند ربی هو یطعمنی و یسقین (میں رہتا ہوں اپنے رب کے
ساتھ وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے) کی کیفیت تو پیدا ہو گئی ہو گی۔

تاریخ اور سن وفات

لطیفہ نمبر ۹۰ ۔ ۹۴۴ھ جمادی الآخر کی پندرہ تاریخ کو دوشنبہ کے دن حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق کا عرس تھا۔ اسی روز حضرت قطبی کو تپ لرزہ ہوا اور چار دن تک رہا۔ پانچویں روز جمعہ کی نماز کے وقت تک سوتے رہے اسکے بعد نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد دوبارہ بخار ہوگیا اور چار دن تک رہا اور بوقت چاشت اور بروز سہ شنبہ تیئس جمادی الآخر ۹۴۴ھ کو اس دارِ فانی سے دارِ بقا کو رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت تک یہ کیفیت رہی کہ مرض الموت سے بھی عبادت میں فرق نہ آیا۔ باوجودیکہ بے خودی اور محویت حد درجہ تھی۔ شب میں ستر بار تجدید وضو کیا اور تحیۃ الوضو ادا کی۔ پائے مبارک سے جان نکل چکی تھی کہ وضو کرنے کیلئے اشارہ کیا۔ وضو کرنے کے بعد دوگانہ کی نیت باندھی اشاروں سے رکوع و سجود ادا کئے۔ اسی وقت بیخودی کا غلبہ ہوا اور جاں سپرد حق کی۔ دنیا تاریک ہوگئی بکت السموات والارض (روئے زمین اور آسمان کی صورت پیدا ہوئی۔ راضی برضائے الٰہی اور صبر اس کی دی ہوئی مصیبت پر۔ سبحان اللہ زہے کمال کہ اس درجہ استغراق ومحویت کے باوجود شرع و استقامت استقامت رہی اور حکم واعبد ربک

حتیٰ یاتیک الیقین (اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ یقین آجائے تجھے موت) کی صورت و معنی بدرجہ اتم پورے ہوئے۔

غسل کے بعد کفن پہنا لیا گیا تو اس فقیر رکن الدین نے جو وہاں موجود تھا اپنا ہاتھ حضرت قطبی کے سینۂ مبارک پر رکھا دل بدستور حرکت میں تھا اور اس سے ذکر جاری تھا۔ سبحان اللہ اولیاء اللہ کے لئے یہ حکم (کہ ان کے قلوب کو زندگی و موت ہر دو صورتوں میں سکون حرام ہے) بھی ظاہر ہوا اور یہ حقیقت بھی سامنے آگئی کہ ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من دار الی دار ؎

فنا کیسی بقا کیسی جب انکے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر میں آ ٹھہرے کبھی اس گھر میں آ ٹھہرے

اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک دنیا سے دوسری دنیا کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ عزیزمن مردانِ حق کے مقامات و مراتب ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہیں اور ان کا معلوم کرنا بھی ممکن نہیں ہے لیکن مشائخ کے کلمات و حالات اللہ کے عاشقوں کی مانند ہیں انکے بیان میں ہمنے اپنے لئے سعادت سمجھی اور حضرت کے حالات و ارشادات کا ایک ادنیٰ حصہ تحریر کی صورت میں لے آئے ہیں اور خود کو اس بہانے اُنسے منسلک کر لیا کہ کیا عجب ہے کہ کل بروز قیامت اللہ تعالےٰ جو کہ نکتہ نواز ہے۔ ذرا سی نیکی پر زبردست بخشش کرنیوالا ہے۔ ہمارا پیر دستگیر سے

منسلک کردے اور اسی بہانے اپنے فضل وکرم سے شرف عفو ومغفرت بخش دے۔ اس فقیر رکن الدین نے بعض لطائف حضرت قطبی کی حیات ہی میں ان کی اجازت سے ان کے معمولات کے مطابق ماہ جمادی الاول ۹۴۴ھ میں تحریر کرنا شروع کردیئے لیکن لطائف کا بیان حضرت قطبی کی وفات کے بعد ماہ شعبان ۹۴۴ھ میں تکمیل پذیر ہوا۔

الحمد للہ علیٰ ذلک ولا یحصے اولا واخرا ظاھرا وباطنًا

تعارف مخلص مُرید (دتو سروانی)

بعد حمد وصلوٰۃ دائم کے طالبان ومعتقدات کے دلوں پر روشن ہو کہ ایک سپاہی دِتو افغان سروانی نامی حضرت قطبی کا مخلص مُرید تھا جس کو حضرت قطبی کیطرف سے بکثرت بشارتیں ہوتی تھیں۔

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم رؤیا المومن الصالح بشریٰ من اللہ یعنی اللہ کی طرف سے صالح مومن کو رویائے صادقہ بطور بشارت کے ہوتی ہیں اور اسی طرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذھبت وبقیت المبشرات یعنی چلی گئی اور باقی رہ گئیں مبشرات قال اللہ تعالیٰ لھم البشریٰ فی الدنیا والاخرۃ (اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان کیلئے خوشخبری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دِتو مرد صالح تھا وہ مناقب و لطائف قدوسی کی تکمیل کے بعد طویل سفر سے واپس آیا اور اس فقیر کو بتایا کہ اکثر معاملات اور کرامت حضرت قطبی کی اس کو بھی معلوم ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ وہ بھی مناقب حضرت قطبی میں شامل کر لی جائیں۔ اسکے بعد موصوف نے چند لطائف اپنے قلم سے تحریر کئے اور اب وہ لطائف یہاں درج کئے جاتے ہیں

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہ

لطیفہ نمبر ۱۹۔ اس بندۂ ناچیز کو ایک دراز سفر کے بعد قلعۂ آگرہ میں حضور پیر دستگیر کی پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قطبی خلوت میں مراقبہ میں مصروف تھے۔ میں ایک ساعت ان کے روبرو باادب خاموش کھڑا رہا۔ اسکے بعد انھوں نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا "آگے آؤ"۔ میں آگے بڑھ گیا۔ حضور نے قلعہ گجرات اور مندو کے حالات دریافت کئے اسکے بعد بیدانکساری سے عرض کیا "یہ غلام خطا کار ہے امور دنیاوی میں عمر کو ضائع کیا اور نفس کی معصیت میں گرفتار رہا۔ نہیں معلوم کہ حق تعالےٰ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے۔

حضرت قطبی نے کمال لطف و بشاشت فرمایا۔

"اے دِتو بندہ بے گناہ ہرگز نہیں رہ سکتا اللہ کی مغفرت کا

امیدوار رہنا چاہیے کیونکہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا فرمانِ حق تعالےٰ ہے" بعدازاں حضرت مراقب ہو گئے۔ کچھ دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا " اے دتو کوئی فکر نہ کر اور اللہ کی رحمت کا امیدوار رہ اللہ کا ارشاد ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اے دتو تو ہمارا فرزند ہے۔ ہمارے پیر ہر مشکل میں تیری مدد کرینگے۔"

پھر بہت کچھ پند و نصائح کئے اور کلام کی بعض سورتوں کی تلاوت کرنے کی تلقین فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ گجرات میں شاہ طیغور نامی بزرگ نے مجھے منجملہ چالیس اسماء اعظم میں سے ایک اسم اعظم کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس کی تلاوت سے جو تاثیرات و احوال مرتب ہوئے وہ بھی میں نے بیان کئے اسپر حضرت قطبی نے فرمایا۔

"ہم نے تمھیں چالیس اسماء اعظم کی اجازت دی جس اسم اعظم کو چاہو پڑھو کوئی غم نہ کرو۔ تمہیں تکلیف نہیں پہونچے گی انشاء اللہ پیرانِ عظام تمہاری نگہداشت کرینگے۔ ہم تمہارے قریب اور ساتھ ہی ہیں۔ اور اس بندہ کے حق میں دعا فرمائی اور یہ حقیر شاد کام ہوا۔

افغانوں کی حکمرانی ختم ہوکر ترکوں کی حکومت

لطیفہ نمبر ۹۲۔ یہ غلام پیر دستگیر سے رخصت ہوکر بدایوں کے علاقہ میں پہونچا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ مغرب کی جانب سے سخت تاریک آندھی گرد و غبار کیساتھ پیدا ہوئی ہے جس سے زمین بھی آلودہ ہوکر داغدور ہوگئی ہے۔ درخت و مکان اکھڑ کر ہوا میں اڑتے ہوئے مشرق کی جانب جارہے ہیں۔

یہ خواب دیکھ کر میں بہت خوفزدہ ہوا کہ یا اللہ اس قہر آلود طوفان میں ہمیں سلامت رکھیو۔ اسی حیرانی میں تھا کہ حضرت قطبی کی جانب سے معلوم ہوا کہ یہ قہر افغانوں کی شامتِ اعمال سے نازل ہوا ہے اور افغانوں کا دور ختم ہوکر ترکوں کا دور شروع ہوگا البتہ خیریت رہے گی۔ ایک سال بعد حضرت بابر بادشاہ آئے۔ اور ابراہیم لودھی سے جنگ ہوئی۔ افغانوں کو شکست ہوئی۔ افغانوں کی حکمرانی ختم ہوکر ترکوں کی حکومت قائم ہوئی۔

سُبحان اللہ زہے پیر دستگیر

لطیفہ نمبر ۹۲۔ سند عالی کمال خاں بن عیسٰی خان سروانی تھانیسر میں مقیم تھا اسکی میاں سلیمان فرملی کے ساتھ جنگ ہوئی سروانیوں کو شکست خوردگان میں یہ فقیر سب سے پیچھے رہگیا بظاہر زندہ وسلامت رہنے کی امید نہ رہی۔ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم اور پیر دستگیر کی دعاؤں پر تکیہ تھا۔

جب میں بخیریت گھر پہونچ گیا تو میں خود حیران تھا کہ کیسے پہونچ گیا ہوں۔ ناگاہ خواب میں پیر دستگیر حضرت قطبی تشریف لائے اور مجھ سے جنگ کا حال دریافت کیا۔ میں نے تمام واقعہ عرض کر دیا۔

فرمایا" ہاں تمہارے زندہ بچ نکلنے کی کوئی امید نہ تھی۔ لیکن ہم تمہارے قدموں کو اپنے قدموں پر رکھ کر تمہیں لے آئے ہیں"۔

میں بہت حیران ہوا۔ سبحان اللہ زہے پیر دستگیر

میں نے عرض کیا" اس حقیر کا بھائی ایلیاس آپ سے مرید ہونیکی نیت رکھتا تھا ہاں مگر مارا گیا۔ معلوم نہیں اس کا کیا حال ہے"

فرمایا۔ " خوب تو ہم نے ایلیاس کو بحیثیت مرید قبول کیا اور اپنے سلسلہ میں داخل کیا۔

حضرت قطبی نے رہنمائی فرمائی

لطیفہ نمبر ۹۴۔ جب حضرت بابر بادشاہ سلطان ابراہیم لودھی کو ختم کرکے دلی کی حکومت پر قابض ہوگئے تو بیشمار خلائق اور افغان مشرق کی جانب روانہ ہوگئے۔ ایک جم غفیر سرونڈی کے قریب جمع ہوگیا۔ کشتیاں کم تھیں بہرحال افغانوں نے ہر طرف بھاگ دوڑ کر کے کشتیاں جمع کرلیں۔

عقب سے مغلوں کے آنے کی خبر ملی تو سب لوگوں میں بیقراری بڑھ گئی۔ چند کشتیوں کا ہمارے خواتین کیلئے بھی انتظام ہوگیا۔ نیت یہ تھی کہ اگلے دن دریا کو عبور کرینگے۔

رات کو حضرت قطبی مجھے خواب میں نظر آئے اور فرمایا "دتو عیسیٰ خان سے کہو انکی بکریوں میں ایک لال رنگ کا فربہ خصی بکرا ہے۔ اسکے گلے میں دو انگور بمثل انگلیوں کے لٹکے ہوئے ہیں اسکو ذبح کرکے ختم فاتحہ کرے اور اس ایصال ثواب بروح پاک حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم پیش کرکے مرصیلوں کو کھانا کھلائے اور اسکے بعد دریا کو عبور کرے۔ خیریت اسی میں ہے ورنہ دریا کو عبور کرنا مشکل ہوگا۔

مشیت الٰہی سے وہ خصی بکرا اسی وقت خواب میں حضرت قطبی کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ آپ نے فرمایا "دتو دیکھو اس کو اچھی طرح سے پہچان لو اور یاد کرلو۔"

یہ غلام بیدار ہوکر بعد ادائے نماز فجر مسند عالی عیسیٰ خان کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ عیسیٰ خان نے کہا "انشاء اللہ ایسا ہی کرینگے اسکے بعد ایک کشتی سامان سے بھر کر دریا پار روانہ کی۔ دوسرے کنارے پر اور افغان پیدا ہوئے اور زبردستی کشتی کو لیگئے اسکے بعد دوسری کشتی پر سامان رکھ کر روانہ کیا گیا۔ جب دوسرے کنارے کے قریب پہونچی تو غرق ہوگئی کچھ سامان بچا بھی لیا گیا۔ حیرت ہوئی کہ آدمی ڈوبنے سے محفوظ رہے کشتیوں کی غرقابی کیوجہ سے لوگ بہت رنجیدہ ہوئے اور پھر کسی نے دریا کو عبور نہ کیا۔

رات ہوئی تو حضرت قطبی دوبارہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا "ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس اول اس خصی بکرے کو ذبح کرکے اس کا ایصال ثواب بروح پاک رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کرنا اسکے بعد دریا کو عبور کرنا۔ تم نے زبردست غفلت کی ہے۔ اب اس بکرے کو ذبح کرو۔ تاکہ تمہارے لئے خیر و عافیت ہو"

نماز فجر ادا کرکے دوبارہ مسند عالی عیسیٰ خان کے حضور یہ احوال پیش کیا اس نے کہا کہ "تو خود کھڑا ہو اور جاکر خصی بکرے کو لا۔"

یہ بندہ چند قدم ہی گیا تھا کہ وہ بکرا خود ہی ہماری طرف آرہا ہے میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ وہ بکرا ہمارے سامنے آکر کھڑا ہوگیا یہ ماجرا سب نے دیکھا۔ شیخ ابدال نے کہا "کیا کہنے پیروں کی عظمت کے۔"

میں نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور پکوا کر اس کا ثواب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو پیش کیا اور تقسیم کر دیا اسکے بعد سب دریا کو عبور کرنے کی تدبیر میں مصروف ہو گئے اسی وقت مسند عالی سعید خان کیطرف سے آدمی آئے اور کہا کہ جو کشتیاں ہمارے پاس ہیں تم ان پر دریا عبور کر لو۔

اللہ کے فضل سے ہمارے کل ساتھی دریا کو عبور کر گئے اور اللہ نے سب مشکلیں آسان کر دیں۔ بہر حال لوگوں کو اسپر سخت تعجب تھا کہ کیسے حضرت قطبی نے رہنمائی فرمائی۔

سلطان محمود بن سلطان سکندر کی بابر بادشاہ سے جنگ

لطیفہ نمبر ۹۵۔ جب خلائق سرونڈی کو عبور کر کے کنارے پر پہونچی تو افغانوں نے جسطرف امن و امان سمجھا چلے گئے اور کل سبھی سروانی خط ولایت بہار میں جا کر مقیم ہو گئے کچھ عرصہ بعد سلطان سکندر کا بیٹا سلطان محمود آ گیا۔ سب افغان خوش ہوئے کہنے لگے کہ ہم بغیر بادشاہ کے تھے اب ہمارا سرپرست بادشاہ آ گیا ہے۔

سب افغانوں نے جمع ہو کر اس امر پر اتفاق کیا کہ بابر بادشاہ سے جنگ کی جائے سلطان محمود افغانوں کی جمعیت کے ساتھ خط

بہار سے روانہ ہوا۔ جب قصبہ بنارس کے قریب پہونچا تو دونوں لشکروں کے درمیان دریائے گنگ حائل تھا۔ لوگ متفکر ہوئے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ اسی فکر سے دل بیقرار تھا کہ شب کو خواب میں پیر دستگیر تشریف لائے اور فرمایا۔

" دتو حقیقت میں فکر کا مقام ہے گو افغان بیشمار جمع ہو گئے ہیں لیکن اب بھی شامت نفس سے پوری طرح متفق نہیں ہیں۔ فتح بابر بادشاہ کو ہوگی اور افغانوں کو شکست جب بیدار ہوا تو دل اور بھی پریشان ہوگیا۔ صبح ہوئی تو دیوان مسند عالی عیسیٰ خان میں حاضر ہوا۔ عیسیٰ خان اور شیخ ابدال اسی موضوع پر مصروف گفتگو تھے وہ بھی پریشان تھے۔

شیخ ابدال کہنے لگے کہ " میاں دتو تم ہی بتاؤ کہ افغان اور مغلوں کے اس معرکہ میں کیا صورت رہے گی۔"

میں نے کہا " غیب کی ہمیں کیا خبر"

اس پر شیخ ابدال نے اصرار سے کہا " جو تمہاری عقل میں آتا ہے بتاؤ" میں نے جو کچھ حضرت قطبی کی طرف سے خواب میں معلوم ہوا تھا بیان کر دیا۔ شیخ ابدال نے کہا " جو کچھ حضرت قطبی نے فرمایا ہے درست ہے مجھے بھی کچھ اسی قسم کی اطلاع ملی ہے کہ مغلوں کو فتح اور افغانوں کو شکست ہوگی۔"

اس خواب کی تیسری ہی رات کو سلطان محمود بھاگ کر خطۂ بہار کی جانب چلا گیا اور افغان ہر طرف منتشر ہو گئے۔ بسبھی سروانی اور بعض افغان نوجوان بالا پیٹھ چلے گئے۔ راجہ برشگھ نے بسبھی افغانوں کو کچھ گاؤں دے دیئے اور وہ مدت تک وہیں سکون پذیر رہے۔

"انت کر" نامی سنیاسی

لطیفہ نمبر ۹۶۔ جب سلطان محمود بہار آیا تو ایک سنیاسی "انت کر" نامی مسند عالی عیسیٰ خان کے حلقہ میں حاضر ہوا اور کہا بابر کی مدد ناننتھ جوگی نے کی ہے جو کہ تلہ کے مقام پر مقیم ہے اب میں افغانوں کی مدد کو آیا ہوں۔ میدانِ جنگ سے مغلوں کو بھگا دونگا کوئی تمہارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ انت کر سنیاسی سلطان محمود کے استاد میاں مخدوم شاہ سے بھی ملا مگر کسی نے بھی اسکی بات پر اعتبار نہ کیا

ہماری بھی اس سنیاسی سے اسلئے صاحب سلامت ہو گئی تھی کہ وہ توحید کو خوب بیان کرتا تھا۔ ایک شب حضرت قطبی کے حضور خواب میں حاضر ہوئی فرمایا۔ "رد تو اس سنیاسی سے پرہیز کر یہ زندیق ہے اسکو حق تعالےٰ سے کوئی قربت نہیں ہے۔"

جب میں بیدار ہوا تو بہت حیران ہوا اور پھر میں نے اس کی صحبت سے اجتناب کیا۔

ہم بالا پنتھ چلے گئے تو دو سال بعد وہ سنیاسی بالا پنتھ پہونچ گیا میں گھر پر نہ تھا وہیات گیا ہوا تھا سنیاسی مذکور نے اپنے تین آدمیوں کو میرے پاس پیغام دیکر بھیجا کہ "ہم تم سے ملنے کیلئے آئے تھے اب ہم تیرتھ کرنے پیاک جارہے ہیں واپسی پر تم سے ملاقات ہوگی۔

یہ خبر ملنے کے بعد پھر حضرت قطبی خواب میں نظر آئے شیخ حمید بھی انکے ہمراہ تھے "فرمایا" رد تو ہم نے تمہیں اس زندیق سنیاسی کی ملاقات سے منع کیا تھا تم باز نہیں آتے۔"

اس غلام نے عرض کیا "میں تو اس سے احتراز کرتا ہوں لیکن یہ احتراز نہیں کرتا۔ فرمایا ہاں یہی بات ہے۔"

اسکے بعد حکم ربی سے خواب میں وہی سنیاسی حاضر ہوا اور سلام کرکے میرے برابر کھڑا ہوگیا۔ حضرت قطبی نے اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر شیخ حمید کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا "اس سنیاسی کے سر پر تین جوتے مارو۔" شیخ حمید نے تین جوتے مارے۔ پھر فرمایا "بس یہ تین جوتے ہی اسکو کافی ہیں یہ زندیق ہے اور ہم نے تجھے اسکی صحبت سے بچا لیا ہے اطمینان رکھ۔" اسی وقت بیدار ہوا اور بہت حیران ہوا۔

دوسری رات کو وہ سنیاسی اپنے آدمیوں کے ہمراہ بھاگ گیا اور ہمیں روانگی کی خبر تک نہ کی۔ معلوم نہیں اسے کیا نظر آیا چند روز بعد معلوم ہوا کہ مغلوں نے اس کو مار ڈالا۔ سبحان اللہ زہے

عظمتِ پیران اور ان کی رہنمائی

اولیاءی تحت قبائی لا یعرفھم غیری

شیخ احمد کے پاس جانے کی ضرورت نہیں

لطیفہ نمبر ۹۔ بالا پیتھ سے یہ بندہ ملک روپ چند اور میاں بین تینوں قلعہ مندو کی جانب روانہ ہوئے میدان لبسہی مند عالی عیسیٰ خان میں حضرت قطب العالم شیخ فرید شکر گنج قدس اللہ سرہٗ کے پوتے شیخ المشائخ شیخ احمد سکونت پذیر تھے وہ اس بندۂ حقیر پر بہت محبت و شفقت فرماتے تھے۔ جب وہاں سے رخصت ہو کر ہم روانہ ہوئے اور پانچ کوس کا فاصلہ عبور کر کے آرام کیلئے قیام کیا تو وہاں شیخ احمد نے اپنے ایک آدمی کو یہ پیغام دیکر میرے پاس بھیجا کہ " تجھے منڈو میں مشکل پیش آئیگی اگر تو واپس میرے پاس آجائے تو میں تجھے کچھ بتاؤں گا۔

میں سخت پریشان ہو گیا چاہتا تھا کہ سوار ہو کر واپس چلا جاؤں کہ ناگاہ جسم میں گرانی اور کمزوری محسوس ہوئی۔ میں فوراً سوار نہ ہو سکا اور اپنے جگہ پر بیٹھا رہا دل کو کسی صورت تسلی نہ ہوتی تھی جو شخص مجھے لینے آیا تھا اسکو یہ کہہ کر روک دیا کہ کل علی الصبح روانہ

ہونگے۔ ناگاہ حضرت قطبی خواب میں نظر آئے اور فرمایا "شیخ احمد نے جو تجھے بلایا ہے جانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تو ان کو لکھدے کہ ولایت مندو میں جو مشکل مجھے پیش آنے والی ہے اللہ تعالےٰ کے کرم اور پیران عظام کی مدد سے آسان ہو جائیگی لیکن جو مشکل آپکو پیش آنے والی ہے اسکے دفع کی فکر کرو۔" میں حیران تھا کہ شیخ احمد جیسے بڑے بزرگ کو جنھیں کسی چیز کی طمع بھی نہیں ہے کیا مشکل پیش آسکتی ہے۔ اسی خواب کی حالت میں دیکھا کہ ایک گہرا غار ہے اور شیخ احمد اس میں گر گئے ہیں ہر چند کہ باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں نکل نہیں سکتے اور حیران ہیں۔

خواب سے بیدار ہو کر یہ تمام خواب شیخ احمد کو لکھ کر بھیج دیا۔ اسکے بعد وہاں سے کوچ کر کے چار پانچ منزل کا سفر کیا کہ شیخ احمد کا پیغام موصول ہوا کہ "جو کچھ تم نے لکھا ہے معلوم ہو گیا ہے اور درست ہے اللہ تعالےٰ مدد فرمائیگا اور یقیناً پیرانِ چشت تمہاری مدد کو ضرور پہنچیں گے۔"

جب میں قلعہ مندو میں پہونچا تو چند آدمی میرے پاس آئے اور بتایا کہ تمہارے روانہ ہونیکے بعد شیخ احمد کو سخت مشکل پیش آئی تھی افغانوں کو ان سے خصومت ہو گئی تھی اسلئے گھر میں نہ ٹھہر سکے اس جگہ کو چھوڑ کر قلعہ چنار چلے گئے تھے۔

قلعۂ چتوڑ کا محاصرہ

لطیفہ نمبر ۸ جب سلطان بہادر نے قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کرلیا۔ تو ارادہ کیا کہ اس قلعہ میں ہم اسلام کی تبلیغ اور ترویج کرینگے کیونکہ ایام قدیم سے یہ کفر کا گڑھ رہا ہے اور شاہانِ سلف نے بھی یہاں اسلام پھیلانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس قلعہ پر قابض ہوکر یہاں اسلام کے فروغ کی کوشش کرینگے۔

کافر قلعہ میں محصور ہوگئے اور جب سلطان بہادر سے نجات کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اپنے پیغام رساں ہمایوں بادشاہ کے پاس امداد فراہم کرنے کیلئے روانہ کئے اور ہمایوں سے عہد کیا کہ جب ہمیں آپ کی مدد سے خلاصی ہوگی تو ہم آپ کی آمد کے ہر منزل کے عوض ایک لاکھ تنکہ پیش کرینگے۔

ہمایوں بادشاہ نے قلعہ آگرہ سے کوچ کیا اور کہلا بھیجا کہ ہم پہونچ رہے ہیں تمہیں نجات دلائینگے۔ ہمایوں سارنگپور تک پہونچا ہی تھا کہ اسوقت مشیت الٰہی سے سلطان بہادر نے قلعہ کو فتح کرلیا اور تاراج کرڈالا۔ کافروں کو تہ تیغ کیا۔

جب ہمایوں نے سنا کہ سلطان بہادر نے قلعہ چتوڑ کو فتح کرکے کافروں کو قتل کیا ہے تو وہ سلطان بہادر سے نبرد آزمائی کے لئے

روانہ ہوا۔ قلعہ مرہ سور میں سلطان بہادر کٹگہر ہو کر بیٹھ گیا لیکن غلطی یہ کی کہ غلہ کا ذخیرہ نہ جمع کیا۔ ہمایوں بادشاہ نے کٹگہر آکر پڑاؤ ڈال دیا اور مغلوں نے غلہ کو سلطان بہادر کے لشکر تک پہونچنے نہ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کٹگہر میں غلہ گراں ہو گیا اس حد تک کہ ایک مظفری میں ایک سیر غلہ بھی دستیاب نہ ہوتا تھا۔ چند روز چوپاؤں اور گھوڑوں کو ذبح کر کے کھاتے رہے۔ لشکر عاجز آگیا اور قیام ممکن نہ تھا دل پریشان تھا۔

خواب میں بندگی حضرت قطب العالم تشریف لائے فرمایا "فکر کا مقام ہے دیکھو کہ ہمایوں بادشاہ کی بارگاہ کی طنابیں کہاں تک پہونچی ہوئی ہیں"۔ میں نے دیکھا تو دریا کو بہت بلند پایا اور قلعہ مندو اور گجرات کو ان کی بارگاہ کے اندر پایا۔ بارگاہ کی طناب دریا میں گاڑ دی گئی تھی۔

پھر فرمایا "فتح ہمایوں بادشاہ کی ہوگی اور شکست بہادر خاں کیلئے ہے"۔ میں بیدار ہو گیا۔ دل بہت پریشان تھا جب مغرب کا وقت ہوا تو شور و غل برپا ہوا کہ سلطان بہادر اور اس کا کل لشکر بھاگ گیا ہے جس کا جس سمت منہ اٹھا روانہ ہو گیا۔ میں بھی اپنے حلقہ کے لوگوں اور گجراتی سواروں کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔

رات تاریک تھی اسلئے ہمارے آدمی اور گھوڑے کسی اور ہی سمت کو ہو لئے۔ اس نفسا نفسی میں برمزید اور ملک روپ چند بھی ہم سے جدا ہو گئے۔ صحیح راہ سے ہٹ کر ہم پہاڑوں اور جنگلوں میں پڑ گئے

ایک جگہ وسط میں (بیابان کے)، ہموار اور مناسب دیکھ کر اس پر سب نے پڑاؤ ڈالنے پر اتفاق کیا اور طے یہ ہوا کہ اگلے روز صبح ہی کسی طرف روانہ ہوں گے میں سر کو ہاتھوں میں پکڑے زانوں میں ڈالے متفکر بیٹھ گیا اور اسوقت شیخ احمد کی وہ بات یاد آئی کہ تجھے مشکل پیش آئے گی یہ وہی مشکل ہے اور اسی خیال میں محو مجھے حضرت قطبی یاد آئے جنھوں نے فرمایا تھا کہ "مشکل [illegible] میں تیری مدد پیران چشت کریں گے یہی سوچتا ہوا سو گیا۔

حضرت قطبی پیر دستگیر پیر زادہ شیخ حمید کے ہمراہ تشریف لائے اور فرمایا "دِتو ہم تیری حفاظت کیلئے آئے ہیں، اٹھ ہمارے ساتھ چل بالکل فکر نہ کر۔ اس مشکل وقت میں خیریت ہی رہے گی۔

میں اٹھ کھڑا ہوا۔ قلعہ مندو کی جانب روانہ ہو گئے۔ چند قدم چل کر میں ٹھہر گیا اور عرض کیا "برمزید اور نبیر ملک روپ چند ہم سے جدا ہو گئے ہیں معلوم نہیں کس حال میں ہے۔

بندگی حضرت قطبی نے فرمایا۔ "میاں شیخ حمید تم دِتو کے ہمراہ رہو اور ہم جاکر برمزید کو لاتے ہیں۔"

بندگی شیخ المشائخ شیخ حمید مجھے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اسکے بعد میں بیدار ہو گیا۔ صبح ہو گئی تھی سب نے قلعہ مندو کا رخ کیا۔ دوسری رات کو غلہ دستیاب ہوا۔ البتہ گھوڑوں کیلئے گھاس فراہم ہو سکی۔

اور پھر اگلی صبح کو روانہ ہوئے۔ ہر طرف سے دہقانی لوٹ مار کیلئے آ گئے اور اکثر سواروں سے گھوڑے چھین لئے۔ پھر روانہ ہوئے پھر رات کو ایک جگہ پڑاؤ ڈال دیا۔ غلہ اور گھوڑوں کیلئے گھاس مل گئی ذرا اطمینان ہوا۔

کیا دیکھتا ہوں کہ جنگل میں ایک گنبد ہے اور اسپر قسم قسم اور رنگ برنگ کے جانور رقص کر رہے ہیں۔ حیرت ہوئی کہ آخر یہ کیا چیز ہے۔ ایک آدمی نظر آیا اس نے بتایا کہ یہ جانور نہیں بلکہ انلوگوں کی ارواح ہیں جنکو مغلوں نے مار ڈالا ہے۔ دل میں خیال آیا کہ برمزید کی روح بھی ان ہی ارواح میں ہوگی۔ اگر شیخ عبدالقدوس ان کی مدد کو نہ پہونچتے۔ میں جاگ اٹھا۔

شور وغل بپا تھا کہ دہقانی رات کو شب خون مارینگے اسی وقت سب روانہ ہوگئے۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے برباد ہوگئے لیکن اللہ تعالےٰ نے ہماری حفاظت کی۔ یہانتک کہ برہانپور میں قلعہ مندو پہونچ گئے دوران سفر چند روز تک دہقانی لوٹ مار کرتے رہے لیکن اللہ تعالےٰ نے ہماری حفاظت کی۔ بندگی حضرت پیر دستگیر اور شیخ حمید مجھے سلامت لے آئے اور کوئی نقصان نہ پہونچا۔

برہانپور میں کل افغان جمع تھے ان ہی میں ملک روپ چند اور تین لودھی بھی موجود تھے ان سے میری ملاقات ہوئی میں نے برمزید کا حال دریافت کیا تو ملک روپ چند بہت فکرمند ہوگیا۔ لیکن جب

میں نے حضرت قطبی کی اسکی مدد کو جانے کا ذکر کیا تو اس کو قرار آگیا۔
چند روز بعد اللہ کے فضل سے برمزید برہانپور پہونچ گیا اور اس سے بھی
ملاقات ہوئی حضرت صمدیت کا شکریہ ادا کیا اور اس کا حال دریافت کیا
برمزید نے کہا" جب ہم تم سے جدا ہو گئے تو سلطان بہادر کے لشکر کے لوگوں
کے ہمراہ تمام رات جنگل اور پہاڑوں میں چلتے رہے صبح ہوتے ہی دو تین
گھنٹے گزرنیکے بعد مغل ہمارے پیچھے نمودار ہوئے اور لوگوں کو تباہ کر دیا۔ ان میں
سے دو سوار ہمارے پیچھے بھی آئے اور کہا ٹھہر جا۔ میرا گھوڑا اور میرے کپڑے
چھین لئے اور مجھے آزاد چھوڑ دیا۔ برہنہ تن جنگل میں روانہ ہوا۔ جنگل میں
جب دو تین کوس چل لیا تو پریشان تھا زندگی کی امید باقی نہ تھی سوچتا
تھا کہ کوئی درندہ یا شیر مجھے کھا جائیگا غربت میں سفر کر رہا تھا کہ ناگاہ کسی نے
آواز دی اور کہا " اے برمزید اس طرف آ"، میں نے دائیں بائیں دیکھا کوئی
نظر نہ آیا آواز پھر آئی "برمزید آگے کی طرف آ"

اپنے سامنے کیطرف دیکھا کہ ایک خوبصورت مرد سفید ریش پیراہن
زیب تن کئے پاؤں میں جوتے اور ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑا ہے۔

پھر فرمایا" اے برمزید ہم آگے آگے چلتے ہیں تو ہمارے پیچھے آ۔ اور
پریشان خاطر نہ ہو۔ وہ شخص آگے آگے اور میں اسکے عقب میں چلتا رہا۔
یہانتک کہ پانچ چھ کوس جنگل میں اسی طرح چلتے رہے۔ دل میں خیال
آیا کہ یا اللہ یہ بزرگوار شخص کون ہے جو ہمیں اس مصیبت سے نکال لایا ہے

اور اس مشکل میں ہمارا پیشوا بنا ہے۔ ان کو جاننے کی تمنا تھی مگر ان کی عظمت کے پیش نظر ان کا نام معلوم کرنیکی جرأت نہ ہوئی اسکے بعد جنگل میں ایک بڑا دریا ہمارے سامنے آگیا جسکے کنارے سلطان بہادر کے لشکری دوڑے جارہے تھے۔ ان بزرگ نے فرمایا " برمزید جو جان کا خوف اور مشکل تجھ کو تھی وہ تجھ پر آسان کردی۔ اب فکرمند نہ ہو اور ان لوگوں کے ہمراہ چلا جا وہ تجھے کھانے کو بھی دینگے اور پہننے کیلئے کپڑا بھی دینگے اور دِلی تو سے تیری ملاقات بھی ہو جائیگی۔"

یہ فرمایا اور میری نظر سے غائب ہو گئے۔ بیحد تعجب ہوا کہ سبحان اللہ یہ مرد بزرگ کون تھا کہ میری مشکلات میں میری مدد کو پہونچا اور اس بلا سے مجھے نکال دیا۔ لشکر کے لوگوں نے مجھے کپڑے اور کھانا دیا یہانتک کہ تم لوگوں تک پہونچا ہوں۔"

اسکے بعد برمزید کو میں نے بتایا کہ یہ "مرد بزرگ حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس تھے جب میں تم سے جدا ہو گیا بندگی حضرت قطب عالم میرے پاس تشریف لائے اور مجھے اس بلا سے نجات دلائی میرے ہمراہ شیخ حمید کو کر دیا اور خود تمہاری دستگیری کو تشریف لیگئے میرے پیر دستگیر کی عظمت سے اللہ تعالےٰ نے ہمیں اور تمہیں سلامت نکال لایا ورنہ ظاہر ہے کہ میری اور تمہاری زندگی ختم ہو چکی تھی۔ برمزید نے اسی وقت نیت کی کہ انشاء اللہ تعالےٰ شیخ عبدالقدوس سے مرید ہونگا۔

جلگایوں میں دِتو کی قید سے رِہائی

لطیفہ نمبر ۹۹ جب بیہی افغانانِ ملک دکن کے قصبہ جلگایوں میں سکونت پذیر ہوئے تو قصبہ مذکورہ کا حاکم سید عمر تھا۔ میاں بنّن لودھی کبھی کبھی مجھے سید عمر کے پاس بھیجا کرتے تھے اور اسی واسطے سے سید عمر مجھ پر بہت لطف وکرم کرتا تھا۔ ہمارے مابین بہت اتحاد اور خلوص پیدا ہو گیا تھا۔

ایک روز بدلی بقال عمر کے پاس پہونچا اور دعویٰ کیا کہ میرا ایک لاکھ تنکہ قرض میاں بنن پر واجب الادا ہے جو وہ ادا کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اگر آپ میرا یہ کام کرادیں تو اس کل رقم کا نصف خود رکھ لیں۔

سید عمر لالچی تھا اسے دولت بہت عزیز تھی اسلئے اس نے یہ بات منظور کرلی اب بنئے نے وصولی کا یہ طریقہ تجویز کیا کہ آپ دِتو کو اپنے قبضہ میں لے کر اپنی تحویل میں روک لیں اور جب تک میری رقم کی ادائیگی نہ ہو آپ اس کو آزاد نہ کریں اسطرح میاں بنّن فوراً قرض ادا کردے گا۔

ایک دن میں سید عمر کے پاس گیا اور معمول کے مطابق نشست رہی جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو میں نے واپس اپنی قیام گاہ پر جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس نے بہت خلوص اور محبت ظاہر کرکے مجھ سے اور قیام کرنے کی استدعا کی رات کو بھی بہت تعظیم اور تکریم سے پیش آیا سونے کیلئے لباس اور کھانا بھیجا۔

ان دونوں نے خبر کہلا بھیجی "تم میاں بین کے گھر کے مالک ہو اگر تم چاہو تو قرض کی رقم واپس مل سکتی ہے اور جب تک قرض کی ادائیگی نہیں ہوگی تمہیں آزادی نہیں ملے گی۔"

اس پر میں نے ان سے کہا کہ "مجھے یہاں روک لینے سے تو تمہیں ایک کوڑی بھی وصول نہ ہوگی"، میں نے بہت سمجھانے کی کوشش کی، لیکن میری کوئی بات نہیں مانی گئی اسکے بعد میاں بین اور دوسرے افغانوں نے بہت کچھ کہا سُنا، اس نے کسی کی بات نہ مانی جب اس نے سب کو ہی کوشش کرتے دیکھا تو اسکو یقین ہوگیا کہ اس تدبیر سے ضرور قرض وصول ہو جائیگا۔ اس کے بعد میں نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی گفت وشنید نہ کریں آخر کب تک مجھے روکے رکھے گا۔

میری نگرانی پر اس نے سوار اور پیادے مقرر کر دیئے۔ میں تین مہینے قید میں رہا اور بالآخر سب افغان اس بات پر متفق ہو گئے کہ بزور طاقت مجھے رہائی دلائی جائے میرا دل بہت پریشان ہوا کہ دوسروں کے ملک میں یہ فساد ہوگا اور بدنامی ہوگی۔

دوپہر کا وقت تھا اور میں نیم خوابی کی حالت میں سر زانو میں ڈالے بیٹھا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب تشریف لائے اور فرمایا "دِلتو فکر نہ کر اٹھ اور اپنی قیام گاہ پر جا"

میں نے عرض کیا۔ "محافظ تو مجھے جانتے ہیں کیسے جانے دینگے۔"

فرمایا" اس شب میں تو یہاں نہیں رہے گا تو اپنی قیام گاہ پر
جا، ہم جانیں اور محافظ جانیں۔"

میں پوری طرح بیدار ہو کر سوچنے لگا کہ یہاں سے کسطرح نکلوں
عصر کی نماز ادا کی اور محافظوں سے کہا کہ مجھے قضائے حاجت ہوئی ہے
میرے ساتھ کوئی باہر چلے تاکہ میں فارغ ہو آؤں۔ انھوں نے کہا" اگر
تو جلد واپس آجائے تو چلا جا۔"

الغرض دو شخص میرے ہمراہ ہوئے۔ راہ میں میں نے ان میں
سے ایک سے کہا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ جب قصبہ سے باہر آگئے تو مغرب کا
وقت ہوگیا میں نے اس شخص کو اپنی باتوں کا گرویدہ بنالیا اور اپنی
قیام گاہ کی جانب روانہ ہوگیا جب ایک کوس فاصلہ رہ گیا تو محافظ
نے کہا" کہاں جارہے ہو، رات تاریک ہورہی ہے میرے ساتھی مجھے
ماریںگے" میں نے اسکی دلجوئی کی اور آگے کیطرف چلتے رہے۔ جب ہماری
آبادی نظر آنے لگی تو ایک غلام کو جو ہمارے ساتھ تھا یہ پیغام دے کر
اپنی آبادی میں بھیجا کہ" کچھ لوگ ہماری طرف آئیں اور شور مچائیں کہ یہ
چور ہیں چور ہیں انھوں نے ایسا ہی کیا وہ محافظ بھاگ گیا اور میں اپنی
قیام گاہ پر واپس آگیا۔ میاں بن سے ملاقات ہوئی بڑی خلق جمع تھی
سب پوچھتے تھے کہ کس طرح اس مشکل سے خلاصی پائی۔ میں نے تمام
قصہ بیان کیا۔ میاں بن اور سب لوگ کہنے لگے" سلطان بہادر کے

حادثہ میں بھی ہمیں حضرت قطب العالم نے نکالا تھا اور اس بلا سے بھی نجات دلائی ہے۔ سب کان پکڑ کر سرنگوں ہو کر کہتے تھے کہ بیر ہو تو قطب الاقطاب شیخ جیسا۔" دوسرے روز صبح سویرے ہی تمام افغان وہاں سے برہانپور کیطرف روانہ ہو گئے۔

ہمارا پیغام پیران گجرات کو پہونچا

لطیفہ نمبر ۱۰۰۔ جب ہمایوں بادشاہ گجرات گیا اور احمد آباد میں قیام کیا تو سلطان بہادر دیو کے مقام پر موجود تھا اور سلطان علاء الدین پسر سلطان بہلول برہانپور سے سلطانپور کیطرف روانہ ہوا۔ میں اور ملک روپ چند سلطان علاء الدین کے ہمراہ تھے۔ جب ندربا کے مقام پر پہنچے تو رات کو حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس تشریف لائے فرمایا "اے دِتو آگے آ اور ہمارا پیغام پیران گجرات کو پہونچا۔ گجرات جا اور گجرات کے کل پیروں کو ہمارا اسلام پہونچا اور ان کو ہماری طرف سے کہہ کہ ہمایوں بادشاہ اسلام کو تاراج کر رہا ہے۔ کفر اور اسلام کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا سب کو تباہ کر رہا ہے۔ ہم اسلام کو اور تمہاری مدد کو آمادہ ہیں اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم آجائیں اور ہم تم ایک جگہ ہو کر ہمایوں بادشاہ کو ولایت گجرات سے نکال دیں اور اگر تمہاری رائے ہو تو ہم ولایت مندو جائیں تاکہ ہمایوں کو وہاں سے نکال دیں اور تم اس کو ولایت گجرات سے

نکال دو تاکہ اسلام کو امن و قرار ہو۔

میں نے عرض کیا "پیران گجرات تو دور ہیں میں کیسے جاؤنگا اور کیسے آؤنگا" فرمایا "آسانی سے پہونچ جاؤ گے اور آسانی سے آجاؤ گے۔"

اللہ تعالےٰ کے حکم سے اور قطب الاقطاب کی عظمت سے یہ ناچیز اسی وقت شہر معظم احمد آباد میں قطب العالم شاہ منجھن بخاری کے حضور پہنچ گیا وہاں کل پیرانِ گجرات جمع تھے آنا زبردست ہجوم تھا کہ پاؤں دھرنے کی جگہ تک نہ تھی میں حیران تھا کہ پیغام کس کو پہونچاؤں۔

یکایک ایک شخص آیا اور پوچھا "کیا دِ تو تیرا نام ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا، آ تجھے قطب العالم بندگی حضرت شاہ منجھن بلاتے ہیں۔" لوگ ایک طرف کو ہو گئے اور ہم آگے بڑھے۔ جب میں ان کے حضور میں پہونچا سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔ قطب عالم شاہ منجھن نے فرمایا۔ "بندگی حضرت شیخ عبدالقدوس نے کیا فرمایا ہے بیان کرو۔"

اس ناچیز نے کل فرمودہ حضرت شیخ عبدالقدوس عرض کیا۔ بندگی شاہ منجھن نے فرمایا "دِ تو تو دور سے آیا ہے کچھ کھالے اس کے بعد میں جواب دونگا۔ ایک شخص سے فرمایا۔ "کھانا لاؤ"

ایک طباقچہ شکرانے کا لاکر میرے سامنے رکھدیا۔ فرمایا "کھاؤ۔" میں نے پانچ لقمے کھائے ہونگے کہ بندگی حضرت قطب العالم شیخ کنہو قدس اللہ روحہٗ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا "ہمارا مہمان ہے۔" اپنی جگہ

لیجائیں گے۔ کھانا کھلائینگے اس کے بعد جواب دیکر رخصت کرینگے۔"

بندگی حضرت شاہ منجھن نے فرمایا " درست ہے بہتر رہے گا" اور فرمایا ہمارا اسلام اور کل پیران گجرات کا سلام شیخ عبدالقدوس کو پہونچادیں اور جو کچھ شیخ احمد کتھو فرمائینگے اسی پر کل گجرات کا اتفاق ہوگا اور اسی پر عمل کرینگے۔"

اس ناچیز نے سلام کیا اور شیخ احمد کتھو کے ساتھ آگیا۔ شیخ احمد کتھو کی جگہ پر بھی پیروں کی ایک بڑی جمعیت موجود تھی انھوں نے خادم سے فرمایا " کھانا لاؤ"

ایک طباقچہ شکرانے کا میرے سامنے پیش کیا گیا میں نے خوب سیر ہوکر کھایا جب ہاتھ کھانے سے کھینچا تو شیخ احمد کتھو نے فرمایا " تو مہمان ہے پیٹ بھر کھا" میں نے عرض کیا "میں سیر ہوگیا ہوں۔"

انھوں نے فرمایا۔ " اب جاؤ۔ شیخ عبدالقدوس کو ہمارا سلام اور کل پیران گجرات کا سلام پہونچادو اور کہدو کہ پہلے آپ ہمارے پاس آیئے تاکہ ہم اور آپ مل کر ہمایوں بادشاہ کو ولایت گجرات اور ولایت مندو سے نکال دیں اور اسلام کو تقویت پہونچے اور ولایت میں بھی سکون ہو۔"

اس وقت مجھے رخصت کردیا اور فوراً اسی وقت حضرت قطب العالم پیر دستگیر کے حضور میں پہونچ گیا یہ بالکل معلوم نہ ہوا کہ کسطرح میں گجرات پہونچا اور کس طرح اس جگہ واپس آگیا سبحان اللہ زہے عظمت مردان خدائے تعالےٰ جو کچھ پیران گجرات نے کہا تھا حضرت قطبی کے سامنے عرض کردیا

فرمایا " خوب پہلے ہم گجرات جائینگے" یہ بات کہی اور نظروں سے غائب ہوگئے اور میں بیدار ہوگیا۔ تعجب تھا کہ یہ کیا معاملہ ہوا ہے۔ اگلے روز ملک روپ چند سے یہ کیفیت بیان کی۔ ملک روپ چند نے سلطان علاء الدین سے بیان کیا سب کو مکمل اعتماد ہوگیا۔ کہ اب ہمایوں بادشاہ گجرات میں نہیں ٹھہر سکے گا۔

اس بات کے پندرہ روز بعد خبر آئی کہ سلطان بہادر دیو سے روانہ ہوکر حضرت شیخ کہتو کے دربار کے سامنے آگیا اور ہمایوں سے جنگ کی۔ سلطان بہادر کو فتح ہوئی اور ہمایوں کو شکست۔ اکثر مغل مارے گئے اور باقی شکستہ حال قلعہ آگرہ پہونچ گئے اور یہ قصہ خلائق میں پھیل گیا۔

فرنگیوں کا دیو کے مقام پر قبضہ

لطیفہ نمبر ۱۰۱۔ جب سلطان علاء الدین قلعہ جانپانیر پہونچا تو خبر آئی کہ سلطان بہادر کہنایہ چلا گیا ہے۔ سلطان علاء الدین نے میرے ہاتھ چار ہاتھی، سات اونٹ اور سات سو اشرفیاں سلطان بہادر کو بطور مبارکباد کے بھیجیں جو میں نے پہونچادیں اسکے بعد خبر آئی کہ فرنگی چند جہاز آتش بازی کے (آتشیں اسلحہ) کے بھر کر دیو کے مقام پر قبضہ کرنے کیلئے آرہے ہیں۔

سلطان بہادر انتہائی تیز رفتاری سے دیو کی طرف روانہ ہوا۔
اسکے پیچھے سلطان علاء الدین بھی آیا۔ اسکے بعد سلطان علاء الدین نے مجھے اپنے پرگنہ دھولقا بھیج دیا اور اپنے تمام عہدیداروں کا سردار بنادیا اور حکم دیا "جو ہم تمہیں لکھیں گے اسپر عمل کرنا"
چند یوم دھولقا کے مقام پر گزرے تھے کہ حضرت قطبی خواب میں نظر آئے اور فرمایا "دِتو ولایت گجرات کو چھوڑ دے کیونکہ اس ولایت میں زبردست خلل واقع ہوگا وگرنہ تجھے بہت پریشانی ہوگی۔"
میں نے عرض کیا "میں تنہا ہوں راستہ خوفناک ہے۔ بغیر کسی ساتھی کے جانا مشکل ہے۔"
فرمایا ہم تیرے ساتھ ہیں تمام مشکلات آسان ہوجائینگی"
اس کے بعد میں جاگ اٹھا۔ دل پریشان تھا۔ میں نے عہدیداروں سے رخصت چاہی لیکن انھوں نے رخصت نہ دی اور سلطان علاؤالدین کو لکھدیا کہ "دِتو ہم سے رخصت ہونیکی اجازت طلب کرتا ہے۔ سلطان نے دو آدمیوں کو بھیج کر کہلا بھیجا کہ "دِتو کو گھر نہ جانے دیں اور اگر نہ رکے تو اسکے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ حسن اتفاق سے وہ دونوں آدمی مجھ سے محبت کرتے تھے۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ تیرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی جائیں گی۔ کیونکہ سلطان کا یہی حکم ہے میری پریشانی میں اور اضافہ ہوگیا۔

اتفاقاً ایک نامعلوم شخص آیا۔ میں نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اس نے مجھے جواب دیا کہ میں ولایت تہتہ سے اونٹ فروخت کرنے آیا ہوں۔ پھر اس نے کہا "تم مجھے فکرمند نظر آتے ہو تمہارا کیا معاملہ ہے۔"

میں نے تمام اپنا حال ظاہر کر دیا۔ اس کو مجھ پر رحم آیا کہنے لگا "کیا تم واقعی جاؤ گے"؟ میں نے کہا ہاں میرے دل کو یہاں قرار نہیں ہے" اس نے بتایا کہ "میں نے اس تمام ولایت کو دیکھا ہوا ہے اگر تم کہو تو میں تمہارا راہبر بنکر تمہیں برہانپور کے مقام پر پہونچا دوں اور اگر چاہو تو قلعہ جاپانیر پہونچا دوں پُرامن راستہ سے لیجاؤنگا"

میرے دل کو تقویت ہوئی اس شخص نے مجھے بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ تم تیار رہو میں رات کے آخری حصہ میں تمہیں لیکر روانہ ہو جاؤنگا لیکن یہ ضروری ہے کہ کسی کو مطلق خبر نہ ہو ورنہ تمہیں جانے نہیں دینگے۔ میں نے کسی کو خبر نہ کی اور تیار ہو کر بیٹھ گیا۔

وہ شخص رات کے آخری حصہ میں آیا اور میرے ہمراہ دہولقا سے روانہ ہو گیا اور مشہور راستہ چھوڑ کر ایک غیر معروف راستہ سے روانہ ہوا۔ رات بہت تاریک تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہاں لئے جاتا ہے۔ مجھے فکرمند دیکھ کر ٹھہر گیا اور کہا "میں تمہیں ایک غیر معروف راستہ سے اس لئے لے جا رہا ہوں کہ اس ملک میں راتوں کو

ڈاکے پڑتے ہیں اور مخلوق خدا کو ایذا پہونچا کر غارت کر دیتے ہیں۔
تمہیں چاہئے کہ دل میں کوئی اندیشہ نہ لاؤ۔

اس کے بعد میں نے حضرت پیر دستگیر کو اپنا مددگار گردانا اور روانہ ہوئے جب صبح ہوئی تو ایک قصبہ میں پہونچے اور وہاں سے قلعہ جانپانیر کا راستہ اختیار کیا۔ اسکے بعد میں نے اس سے کہا کہ "تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا بس اب واپس چلے جاؤ میں قلعہ جانپانیر خود چلا جاؤنگا۔

اس شخص نے جواب دیا "میں تمہیں قلعہ مندو یا برہانپور پہونچا کر واپس آؤنگا" بہرحال میں نے اسکو بہت تاکید کر کے واپس کیا اور میں قلعہ جانپانیر پہونچ گیا اس جگہ مجھے تین سو سوار ساتھی مل گئے اب ان کے ہمراہ روانہ ہوا دوسری منزل پر رات میں بہلوں نے شب خون مارا۔ اکثر مخلوق زخمی ہوگئی۔ بہت سے تباہ ہوئے لیکن پیروں کی عظمت کے طفیل میں خیریت سے رہا۔ اسکے بعد قلعہ مندو پہونچے اور وہاں لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اپنا واقعہ ان سے بیان کیا تو سب کو تعجب ہوا پندرہ دن بعد سننے میں آیا کہ فرنگیوں نے سلطان بہادر کو دریا میں مار ڈالا اور ولایت گجرات میں زبردست فساد اور بدامنی پیدا ہوئی۔ اسکے بعد میں اپنی بسہی بالا تبر پہونچا اور اللہ کا شکر بجا لایا۔

سفرِ آخرت

لطیفہ نمبر ۱۰۲۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں میں حضرت قطب العالم اور بندگی شیخ حمید بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دیگ پک رہی ہے۔ دیگ کے نیچے بغیر لکڑیوں کے آگ جل رہی ہے

اس ناچیز نے حضرت پیر دستگیر کو سلام کیا اور ادب سے کھڑا ہوگیا۔ انھوں نے فرمایا "دِتو آبیٹھ" حضرت قطبِ عالم نے ایک دفعہ دیگ کا ڈھکن اتار کر اس میں دیکھا اور پھر ڈھکن دیگ پر ڈھک دیا اسکے نیچے جو آگ خود بخود جل رہی تھی بجھ گئی۔

حضرت شیخ نے فرمایا "شیخ حمید ہم نے دیگ کو پکا دیا ہے خوب ہے۔ اور دیگ تمہارے حوالہ کردی ہے اب جیسے چاہو اسکو خرچ کرنا۔

میں جاگ اٹھا۔ سوچنے لگا یہ کیا معاملہ ہے کہ دیگ پکا کر شیخ المشائخ شیخ حمید کے سپرد کردی گئی ہے۔ یہ نشانی تو سفرِ آخرت کی ہے میں اسی خیال میں پریشان تھا کہ پھر ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ قطب عالم اور مسند عالی عیسیٰ خان آسمان کیطرف روانہ ہوگئے ہیں کھڑا ہوا دیکھتا تھا یہانتک کہ نظر میں ان کی جسامت چڑیا کے برابر رہ گئی اور اسکے بعد نظروں سے غائب ہوگئے۔

میں پھر جاگ اٹھا اور زیادہ پریشان ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ جو کچھ دیکھا

ہے ان کا سفر آخرت ہے۔ یہ دیکھنے کے بعد ماہ کی چار تاریخ کو سننے میں آیا کہ بندگی حضرت قطبِ عالم دارِ بقا کو رحلت فرما گئے ہیں سب مرد و عورت گریہ وزاری کرنے لگے اور پھر مشیتِ الٰہی پر صبر کیا۔

اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لیا۔

فتح شیر شاہ

لطیفہ نمبر ۱۰۳۔ جب شیر شاہ سوری اور ہمایوں بادشاہ میں دریائے گنگ کے کنارے مقابلہ ہوا تو قصبہ بھوجپور کی طرف ہمایوں تھا اور دوسری طرف شیر شاہ۔ ہمایوں نے لوگوں سے کہا تھا کہ اگر اس دفعہ مجھے فتح ہو گئی اور افغان شکست کھا گئے تو افغانوں کا نام و نشان مٹا دونگا ایک بچہ تک نہ چھوڑوں گا۔

یہ سنکر میں بہت پریشان ہوا۔ اسکے بعد ہمایوں بادشاہ دریائے گنگ پر سے کشتیوں کا پل بنا کر گزر گیا اور دریائے گنگا کے کنارے پڑاؤ ڈال دیا۔ میں بہت پریشان تھا۔ یکایک پیر دستگیر قطب عالم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا "دِ تو دیکھ کہ شیر شاہ سوری کی بارگاہ کس طرح سے لگی ہوئی ہے۔" میں نے دیکھا کہ بہت بلند ہے اور اس کی قناتیں ہمایوں بادشاہ کے پڑاؤ پر گاڑی گئی ہیں اور ہمایوں بادشاہ کی بارگاہ گری ہوئی ہے مغل بکھر گئے ہیں اور بھاگ رہے ہیں۔ ہمایوں بادشاہ مغلوں کی دلداری

کر رہا ہے اور کہتا ہے ہمیں تنہا نہ چھوڑو۔ لیکن کوئی شخص بھی وہاں موجود نہ رہا۔ ہمایوں بادشاہ رنج و حیرت اور پریشانی میں گرفتار ہے۔

اسکے بعد حضرت قطب عالم نے فرمایا "دیکھ لیا تو نے بادشاہوں کا حال" اس عاجز نے عرض کیا جی ہاں دیکھ لیا" انھوں نے فرمایا شیر شاہ کی فتح ہوگی اور ہمایوں بادشاہ کو شکست ہوگی۔ پیروں کی مدد بھی شیر شاہ کے حق میں ہے۔"

جب میں بیدار ہوا تو دل بہت خوش ہوا اور پر سکون ہوا۔ یہ خواب دیکھنے کے چوتھے روز جنگ ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے وہی کچھ ظاہر کیا۔ جو حضرت قطبِ عالم نے فرمایا تھا۔

دِتو کی عملداری

لطیفہ نمبر ۱۰۴۔ جب شیر شاہ نے خطۂ سنبل کا منصب منصفی عیسیٰ خاں کو عطا کیا اس علاقے میں آئے اور دو پرگنہ کانتہ اور تلہر بطور جائیداد عطا فرمائے۔ مسند عالی نے فرمایا۔ دِتو ان پرگنوں میں عملداری کیلئے جا۔

میں نے عرض کیا" کسی دوسرے کو بھیجدو میں آپکی خدمت میں رہونگا جب میں سویا تو خواب میں بندگی حضرت پیر دستگیر تشریف لائے اور فرمایا " جو کچھ مسند عالی عیسیٰ خان کہتا ہے وہی کرو۔ اور جب پرگنہ کانتہ پہونچوگے تو وہاں ایک ضعیف سید زادی جس کا کوئی نہیں ہے اور جسکی تھوڑی

سی املاک تھی جو چھین لی گئی ہے۔ تمہارے پاس آئے گی اس پر احسان کرنا اور اس کی مقصد بر آری کرنا۔"

میں بیدار ہوا۔ اس خدمت کا حکم ہوا اور کوئی چارہ نہ رہا تو اسی روز میں پرگنہ کانتہ کیلئے روانہ ہوا اور پہونچ گیا۔ عملداری شروع کی۔ ایک روز وہی بوڑھی سید زادی میرے پاس آئیں اور جیسا کہ میں نے ان کا احوال دیکھا تھا انھوں نے وہی بیان کیا۔ میں نے ان کی بہت دلجمعی کی وہ بہت خوش ہوئیں اور دعائیں دیتی ہوئی واپس چلی گئیں۔ جب کبھی وہ میرے پاس آتیں میں انکی خدمت کرتا اور وہ خوش ہو کر چلی جاتیں۔

کچھ عرصہ بعد میں مسند عالی عیسیٰ خان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سید زادی کو اپنے ہمراہ لے کر اس کا حال بیان کیا۔ اسکے نام کچھ زمین لکھا کر اور دلا کر اور چند دوسری بیوہ عورتیں جو آتی تھیں ان کے نام بھی کچھ زمین لکھا کر اور دلا کر روانہ کر دیا۔ وہ خوش خوش اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ خدا کا شکر ادا کیا۔

یہ راہِ آخرت ہے تو یہیں سے واپس چلا جا.....

لطیفہ نمبر ۱۰۵۔ مشیتِ الٰہی کہ ایک ہاتھ کے برابر میری ٹانگ سُن ہو گئی جسکو بہری کی بیماری کہتے ہیں اس میں سوئی چبھونے کی خبر تک نہ ہوتی تھی اور نہ درد ہوتا تھا اسکے علاج کیلئے اطبا نے اکیس

روز تک ہڑتال کھانے کی تجویز کی۔ آٹھ دن کھانے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس کا فائدہ ظاہر کیا اور سُن ہونیکی کیفیت دور ہوگئی میں مسجد میں گیا اور ظہر کی نماز باجماعت ادا کی۔ ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد میں آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا نمازیوں کی باتیں سن رہا تھا۔ ناگاہ بیہوش ہوگیا۔ دیکھا کہ حضرت پیر دستگیر دو آدمیوں کے ہمراہ تشریف لائے اور فرمایا دِتو جتنی ہڑتال تو نے کھائی ہے بس وہی تیرے لئے کافی ہے۔ تجھے آرام ہوگیا ہے اور نہ کھانا ورنہ نقصان پہونچ جائیگا اور مشکل میں پڑجائیگا۔"

میرے دل میں خیال گزرا کہ اسکے کھانے سے آرام ہوا ہے نقصان کیا ہوگا۔ اسکے بعد ان دو آدمیوں نے قطب عالم پیر دستگیر سے کہا۔" یہ شخص ہڑتال کھانیسے باز نہیں آئیگا اور پشیمان ہوگا تب اسکو ہماری بات کی قدر ہوگی،، اسکے بعد میں جاگ گیا۔ پریشانی ہوئی یہ کیا دیکھا ہے کہ گو مجھے اس سے آرام ہے نہ کھاؤں۔ اللہ کی شان کہ اسمیں غفلت ہوئی اور حضرت قطبی کا ارشاد بالکل یاد نہ رہا۔ ایسا پردہ پڑا کہ بالکل بھول گیا۔ صبح کو پھر ہڑتال کھالی اور اس طرح پندرہ دن گزر جانے پر ہاتھ پاؤں کا ہلانا بھی مشکل ہوگیا اور حبس پیدا ہوا کہ جانکنی کی حالت میں موت سے ہمکنار ہوگیا۔ تب حضرت قطبی کی بات یاد آئی۔ اس سے قبل بالکل یاد نہ تھی اسقدر عاجز ہوا کہ تین سال

تک اپنے ہاتھ سے کھانے پینے سے معذور رہا۔ تمام اعضاء اور جوڑ جوڑ ہل گیا۔ مردے کی حالت کو پہونچ گیا ایک رات بیہوشی طاری ہوگئی لوگ مجھے آوازیں دیتے اور ہلاتے تھے مگر مجھے مطلق خبر نہ تھی یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی مجھے لے جارہا ہے اور تنگ و تاریک اور خوفناک راستہ آگیا ہے۔ بیحد پریشان تھا میں نے دیکھا وہاں ایک ضعیفہ جسکے سفید بال ہیں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تو یہاں کیسے آیا ہے۔ میں نے دریافت کیا "یہ کیا جگہ ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "یہ راہِ آخرت ہے اور تو یہیں سے واپس چلا جا"، میں بمشکل دو قدم واپس ہوا تھا کہ یکایک دو خوفناک آدمی نمودار ہوئے جن کو دیکھتے ہی میرے سر سے پگڑی گر گئی۔ وہ میری پگڑی کو پکڑنے کیلئے دوڑے میری پگڑی تیزی سے میرے گرد گھوم رہی تھی اور میں ننگے سر کھڑا حیران ان کو اور اپنی گردش کرتی ہوئی پگڑی کو دیکھ رہا تھا۔ اسی عالم میں کیا دیکھتا ہوں کہ بندگی حضرت قطبی وارد ہوئے اور فرمایا "دِ تو اپنی دستار کو پکڑ لے اور ان لوگوں کو نہ دے" میں نے عرض کیا "دستار بہت تیز گھوم رہی ہے اور یہ لوگ بھی اسکے پیچھے دوڑ رہے ہیں یہ میرے ہاتھ کیسے آئے گی۔"

فرمایا "جب دستار تیرے سامنے آئے تیزی سے حملہ کر کے پکڑ۔"

میں نے ایسا ہی کیا اور دستار میرے ہاتھ میں آگئی انھوں نے بھی پکڑنے کیلئے حملہ کیا تھا لیکن دستار ان کے ہاتھ میں نہ آئی تھی۔

پھر حضرت قطبی نے فرمایا "پگڑی اپنے سر پہ باندھ لے" پریشانی دور ہوئی اور دل کو اطمینان ہوا۔ اسکے بعد حضرت قطبی نے فرمایا "فکر نہ کر خیریت ہوگئی ہے" اور پھر ایک سمت دکھا کر فرمایا "اس طرف جا" میں اس طرف روانہ ہوا۔ یکایک دیکھتا ہوں کہ زمین میں نشیب ہے اور اس پر بیحساب دائرے ہیں میں نے پوچھا یہ لشکر کیا ہے اور یہ دائرے کیا ہیں۔ بتایا گیا "یہ دنیا ہے۔"

اسکے بعد میں بیہوشی میں آگیا اور دیکھا کہ سب مرد و عورت رو رہے ہیں۔ میں نے کہا رونا بند کرو اسلئے کہ حق تعالےٰ نے حضرت قطبی کی شفاعت اور مدد سے مجھے بخش دیا ہے اسکے بعد مزید پانچ سال بیماری میں گزرے بہت تکلیف اٹھائی اور ہر طرح سے عاجز ہوگیا۔

ایک بار حضرت قطبی پھر خواب میں نظر آئے اور فرمایا "ہم نے تمہیں ہڑتال کھانے سے منع کیا تھا لیکن تم نے اسپر عمل نہ کیا۔

میں نے عرض کیا۔ اللہ کی شان کہ آنکھوں اور عقل پر پردہ پڑ گیا تھا۔" سخت شرمندہ ہوا۔ فرمایا "فکر نہ کر تیری زندگی ابھی باقی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ تکلیف رہے گی۔"

آخر کار حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے صحتیاب کیا۔

نگہبانی

لطیفہ نمبر ۱۰۶۔ جب پیر شاہ نے بسہی افغانوں کو قلعہ گوالیار میں حاضر ہونیکا فرمان جاری کیا۔ خواجہ سراؤں کو اس کام پر مقرر کیا کہ بسہی افغانوں کو روانہ کریں۔ اگر بخوشی آنیکو تیار نہ ہوں تو انکو بے عزت کرکے انکے گھروں کو نذر آتش کرکے لایا جائے جب یہ خبر پھیلی تو ہم بسہیوں کو فکر ہوئی کیونکہ مجھ میں جانے کی سکت نہ تھی۔

ایک شب حضرت قطب عالم پیر دستگیر کو خواب میں دیکھا فرمایا "ہم اس بسہی میں موجود ہیں کیا فکر کرتے ہو یہاں کوئی نہیں آئیگا" ہمیں اطمینان ہوگیا۔ ایک مدت بعد پھر شور و غوغا ہوا کہ بسہی افغانوں کو لے جانے کے لئے خواجہ سرا مقرر ہوگئے ہیں جو آرہے ہیں۔ ہماری بسہی میں بیقراری بڑھ گئی اور ہم فکرمند ہوگئے۔ بندگی حضرت قطبی نے ایک دوسرے شخص کو خواب میں فرمایا۔ "دِتو سے کہدو کہ ہم تیرے گھر کے ارد گرد نگاہ رکھے ہوئے ہیں تجھے کیا فکر ہے۔ ہم نے تیرے گھر کی حد بندی کردی ہے بلکہ تمام بسہی کی دیکھ بھال پیش نظر ہے۔ جو لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں پشیمان ہوکر اپنے گھروں کو آجائینگے یہاں کوئی خواجہ سرا نہیں آئیگا تو اپنے گھر میں رہ۔"

اس شخص کے کہنے کے بموجب میں کہیں نہ گیا لوگ مجھے ملامت کرتے تھے کہ تم نے ہمارا ساتھ نہیں دیا ہے حکم خدا سے کوئی خواجہ سرا ہماری بسہی میں نہ آیا اور چند دن بعد جو لوگ گھروں کو چھوڑ کر

بھاگے تھے واپس اپنے گھروں میں آگئے وہ بھی مجھے ان کا ساتھ نہ دینے پر ملامت کرنے لگے۔ جب میں نے یہ واقعہ کہ حضرت قطبی نے مجھے گھر چھوڑنے کی ممانعت کر دی تھی ان لوگوں کو بتایا تو وہ مطمئن ہو گئے

پیر و مرشد کا تصرف

لطیفہ نمبر ۱۰۷۔ میاں بابو اپنے بہیوں کے ہمراہ تیار ہو کر گنگوہ روانہ ہوئے۔ میں نے ان سے کہا کہ "پیرزادوں نے تمہیں جامہ خلافت عطا کر کے مرید کرنے کا مجاز قرار دیا ہے تاکہ لوگوں کو مرید کرو۔ کچھ لوگ اپنے مقصود کو پا گئے ہیں کچھ امیدوار ہیں تم اس جگہ کو خالی چھوڑ دو۔ بہتر ہے اگر جاؤ تو تنہا جاؤ اور جلد واپس آجاؤ۔"

میں نے بہت کوشش کی رضامند نہ ہوا اور سب سے رخصت ہو کر روانہ ہوا۔ ایک کوس جا کر ٹھہر گیا۔ میرا دل بہت پریشان تھا۔ سوچتا تھا کہ میاں بابو یہاں تھا تو خوب صحبت رہتی تھی حضرت پیر دستگیر اور پیرزادوں کے ذکر اذکار میں وقت خوب مزہ سے گزرتا تھا۔ خوش رہتے تھے اب تنہائی میں رنجیدہ خاطر بیٹھا تھا۔ آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ ایک ساعت گذری تھی کہ ایک شخص آیا، اور کہنے لگا۔ "میاں بابو کی روانگی سے تو رنجیدہ ہے"؟

میں نے جواب دیا" ہاں کہنے لگا" جا اور میاں بابو کو واپس لے آ"، میں نے کہا" دو تین مہینے سمجھاتا رہا ہوں لیکن اس نے میری ایک نہ مانی اب کیسے واپس آجائیگا۔"

وہ شخص مسکرا کر کہنے لگا" تو ایک دفعہ جا تو سہی بابو واپس آجائیگا"، میں نے کہا۔ میرے پاس گھوڑا نہیں ہے اور پیدل چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس نے کہا" تم ٹھہرو البتہ بطور نشانی مجھے اپنی تسبیح دیدو تاکہ میں کچھ تمہاری باتیں سنا کر اور تسبیح دکھا کر اس کو واپس لاؤنگا۔ حضرت قطب عالم کی عظمت کی برکت سے میں اسکو واپس لے آؤنگا"۔

اسکے بعد وہ شخص تسبیح لے کر چلا گیا اور میں سو گیا۔

دوپہر رات باقی تھی کہ میاں بابو میرے بابو میرے گھر پہونچ گیا اور ملاقات کی۔ میں نے پوچھا کیسے واپسی ہوئی؟"

اس نے کہا تمنے ہی تو مجھے واپس بُلایا ہے۔ حضرت پیر دستگیر کی عظمت کچھ ایسی اثر انداز ہوئی کہ میرا ارادہ بدل گیا اور دل میں یہی سمائی کہ واپس جا کر گھر میں مقیم ہو جاؤں اسپر سب چھوٹے بڑے تعجب میں تھے۔

ہم نے حق تعالےٰ سے تیری بخشش کرالی ہے

لطیفہ نمبر ۱۰۸۔ ایک مرتبہ میاں بابو زیادہ بیمار ہوگیا ہر چند کہ دوا دارو کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ بیماری شدید ہوگئی دستوں کی تکلیف تھی دن رات بیہوش رہتا تھا جانکنی کی حالت ہوگئی تھی زندگی کی اُمید نہ تھی۔ حکمِ خدا سے ایک دم ہوش میں آگیا اور پہنے ہوئے کپڑے اتار کر پاک کپڑے پہنے۔ وضو کیا ظہر کی نماز کا وقت تھا نماز ادا کی ہمیں تعجب ہوا کہ زندگی کی تو اُمید نہ تھی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اسے صحت ہوگئی دل بہت خوش ہوا۔

اسکے بعد میاں بابو نے بتایا "دتو آج عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں جانکنی کی حالت میں تھا اور دنیا کی کچھ خبر نہ تھی۔ خیال تھا کہ جان قبض کرلی جائیگی۔ ناگاہ بندگی حضرت شیخ عبدالقدوس سرہٗ تشریف لائے اور فرمایا "تو نے بہت رنج و زحمت اٹھائی ہے" میں نے عرض کیا "جی ہاں قریب ہے کہ جان قبض کرلی جائے۔"

انھوں نے فرمایا "واقعی تو آخرت کے سفر ہی کا تھا لیکن ہم نے اس دفعہ حق تعالےٰ سے تیری بخشش کرالی ہے یہانتک کہ تو ہمارے روضہ پر پہونچ جائے اب اُٹھ فکر نہ کر۔" میں نے عرض کیا "مجھ میں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے" انھوں نے اپنے عصا کی نوک میرے پہلو کے نیچے رکھ کر مجھے ہلایا، اور

فرمایا "اٹھ" اللہ کے حکم سے اسی وقت مجھ میں اٹھنے کی طاقت پیدا ہوگئی اور میری آنکھیں کھل گئیں ہوش میں آگیا پاک کپڑے پہنے۔ ظہر کی نماز ادا کی اس بات پر حیرت میں ہوں کیا بیان کروں۔

سبحان اللہ بندگی حضرت قطب العالم پیر دستگیر قدس اللہ روحہٗ کی ولایت کی کیا عظمت ہے جو مقام شیخ یحییٰ و مُمیت رکھتے ہیں۔ ایک لمحہ میں میرے جسم میں تغیر پیدا ہوگیا کوئی تکلیف میرے جسم میں باقی نہ رہی۔ صحتمند اور ٹھیک ٹھاک ہوگیا۔" اس معاملہ میں میاں بابو کے ساتھ یہ صورت ہوئی کہ بندگی حضرت قطب عالم کے روضہ متبرک پر پہونچنے کے بعد ان کا سفر آخرت ہونا تھا۔ اسکے بعد میاں بابو نے کہا کہ اپنے لڑکے کو گنگوہ بھیجتا ہوں تاکہ زمین و املاک کی دیکھ بھال کرے۔ اور میں کچھ دن یہیں رہونگا۔

ایک دن میاں بابو نے مجھ سے کہا "تم سے ایک بات کہتا ہوں اگر مان لو اور اسپر راضی ہوجاؤ" میں نے اسکی بات قبول کرلی اور رضامند ہوگیا" اسپر میاں بابو نے کہا "مجھے حضرت قطب عالم نے بتاکید فرمایا ہے کہ میں اپنے بسہیوں کے ہمراہ قصبہ گنگوہ چلا جاؤں۔"

میں نے کہا "مبارک ہو روانہ ہوجاؤ" اسکے بعد میاں بابو تیاری کرکے روانہ ہوگئے اور کہا "حضرت قطب عالم نے فرمایا ہے کہ میں دِتو سے قیامت تک کیلئے رخصت لیلوں کیونکہ روضۂ مبارک حضرت پیر دستگیر پر پہونچ کر

میرا سفرِ آخرت ہے تو مجھ سے خوش ہو۔"

ہم دونوں دوست بغل گیر ہو کر زار و قطار روئے اسوقت موجود سب لوگ بھی روئے تھے گویا قیامت کا منظر تھا۔ میاں بابو روانہ ہو گئے اور اسکے بعد سننے میں آیا کہ روضۂ متبرکہ میں پہونچ کر چند دن بعد میاں بابو دارِ فنا سے دارِ بقا کو روانہ ہو گئے۔ اِنا لِلّٰہِ وانا الیہ رَاجِعُون

عجب یہ ہے کہ حضرت قطب عالم کے فرمان سے سرمو برابر فرق نہ ہوا۔

مَریم خاتون ہماری بیٹی ہے!

لطیفہ نمبر ۱۰۹۔ جس زمانہ میں میرا قیام تپہ میں تھا میں اور میاں بابو پیر دستگیر حضرت قطبی کی باتیں کیا کرتے تھے اور بیٹی مریم خاتون کم عمر تھی وہ بھی حضرت قطبی کی باتیں سنا کرتی تھی اسکے دل میں راسخ عقیدت پیدا ہو گئی۔ پوچھا "حضرت قطب العالم کہاں ہیں۔" میں نے بتایا "شاہ آباد میں" پوچھنے لگی۔ "یہاں سے دور ہیں یا نزدیک" میں نے جواب دیا۔ دور ہیں" کہنے لگی۔" میں حضرت قطب عالم کی مرید ہو جاؤں گی" میں نے کہا۔" ہاں ہماری بھی یہی نیت ہے کہ ہمارے بچے اور جگہ مرید نہ ہوں اور تجھے تو حضرت قطبی کا مُرید کرا ہی دیا ہے۔"

بچی خوش ہو گئی اور صدق دل سے اس پر قائم ہو گئی۔ جب اس نے ختم کلام اللہ کیا اور ہوشیار ہو گئی تو اس عمر میں بعض باتیں جو وہ بتاتی

یہ شب کو دیکھنے کے بعد اطمینان ہو گیا کہ حضرت پیر دستگیر کی شفقت مریم خاتون پہ بیحد ہے۔

عقیدہ پر شک

لطیفہ نمبر ۱۱۰ ایک درویش شیخ حبیب نامی جو سر سے پیر تک برہنہ رہتا تھا البتہ ستر پوشی کرتا تھا۔ گاہے گاہے میرے گھر آیا کرتا تھا ہم اسکی تعظیم کرتے تھے۔

ایک دن میری بیٹی مریم خاتون نے اس سے سوال کیا۔ جب ایک آدمی مرکر قبر میں خاک ہو جاتا ہے اور اس کا جسم پارہ پارہ ہو جاتا ہے تو جب وہ خواب میں نظر آتا ہے تو اسی جسم کے ساتھ نظر آتا ہے اسکی کیا حقیقت ہے؟ یکایک اس گفتگو کے دوران میاں بابو بھی آ گئے کہنے لگے کہ تیرا عقیدہ پیر پر صادق نہیں ہے جو غیر کی جانب متوجہ ہے۔" مریم خاتون نے جواب دیا "میرا صدق و خلوص عقیدت صرف حضرت قطب العالم سے ہے۔ اگر میں نے فقیر سے ایک بات پوچھ لی تو کیا ہوا۔ میرے صدق میں فرق نہیں آیا۔"

بابو نے یقین نہ کیا اور بطور تنازع کے کہتا رہا "تو صادق عقیدہ نہیں ہے" جب اس بات پر تکرار ہوئی تو مریم خاتون نے کہا۔

"میاں بابو میں بھی صدق حضرت قطب عالم پر رکھتی ہوں۔

تھی۔ اسکے بتانے کے مطابق ظہور پذیر ہوتی تھیں۔ مجھے اور میاں بابو کو اسکی پیش گوئی پر تعجب ہوتا تھا۔ اسکے بعد جب ہم پرگنہ کانتہ کولہ میں آکر مقیم ہوئے ایک دن میاں بابو نے کہا "مریم خاتون کلام اللہ کی تلاوت بھی کرتی تھیں، نماز روزے کی پابند ہے نیک ہے اور بعض باتیں جو وہ بتاتی ہے درست نکلتی ہے آخر اس کا سبب کیا ہے"؟ میں نے جواب دیا" اللہ جانے مگر اسقدر جانتا ہوں کہ بندگی حضرت قطبی سے خلوص صدق رکھتی ہے۔"

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ہمارے مکان کے صحن میں بیٹھے ہیں اور مریم خاتون حضرت قطبی کے سامنے سر جھکائے دوزانو بیٹھی ہے۔ اور میاں بابو ہاتھ باندھے باادب کھڑے ہیں اسکے بعد حضرت قطبی نے مریم کے سر سے دامن ہٹالیا ہے۔ اور اس کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا ہے اور اپنی انگشت مبارک سے مریم کے سر سے بال گرائے ہیں اور تراش دیئے ہیں۔ اسکے بعد اسکے سر پر دامن نظر نہ آیا البتہ اسکو ڈھک کر فرمایا ہے" مریم خاتون ہماری بیٹی ہے اللہ در پہ وہ لاج رکھے وہ ہم سے پُرخلوص عقیدت رکھتی ہے۔"

میں نے عرض کیا۔" یہ کیسا مبارک دن ہے کہ آپ زبان مبارک سے فرمارہے ہیں کہ مریم خاتون ہماری بیٹی ہے۔"

الحمدللہ شکرانہ حضرت حمدیت بجالایا اور اسکے بعد بیدار ہوگیا

تم زبردستی میرا صدق بدلتے ہو۔ اگر میرے صدق عقیدہ کی تصدیق خود حضرت قطب عالم تم سے کردیں تو مانوگے نا؟"

میاں بابو نے جواب دیا اگر حضرت قطب عالم فرمادینگے تو میری تسلی ہوجائیگی۔ مریم خاتون نے کہا بندگی قطب عالم میرا صدق معلوم کرلیں گے۔ اسکے بعد ایک روز میاں بابو نے مریم سے کہا مجھے معاف کردو۔ تب میاں بابو نے کہا۔" اس رات بندگی حضرت قطب عالم تشریف لائے اور فرمایا " میاں بابو تم یہ غلط کہتے ہو کہ مریم خاتون کا عقیدہ صادق نہیں ہے۔ مریم خاتون بچپن کے زمانہ سے ہی بغیر ہمیں دیکھے ہم سے صادق عقیدہ رکھتی ہے۔ اس کا عقیدہ اوروں کی نسبت زیادہ سچا اور پختہ ہے۔ اسکے بعد اسکے خلوص کی صداقت سے انکار نہ کرنا اور وہ جو کچھ کہے اس کو تسلیم کرلینا۔ اس طرح حضرت قطبی نے خواب میں مجھ سے فرمایا ہے۔ تو حق پر تھی میں ناحق پر، اب میری دلجمعی ہوگئی ہے۔"

مریم خاتون نے کہا " میں نے تو پہلے ہی کہا تھا مگر تم یقین نہ کرتے تھے لیکن تمہیں خوب زیارت ہوئی کہ حضرت قطب العالم نے میرا صدق قبول فرمایا ہے۔

الحمد للہ علیٰ ذٰلک

غلبۂ حال

لطیفہ نمبر ۱۱۱۔ ایک روز میاں بابو کو حال وارد ہوا۔ بعد نماز ظہر مریم کے گھر آیا اور بیٹھ گیا۔ اسکے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا اور اشعار پڑھ رہا تھا مریم خاتون قریب ہی بیٹھی تھی اس نے دیکھا کہ بابو نے خالی ہاتھ بلند کیا اور پھر مٹھی بند کرلی دو ساعت مٹھی بند رہی اسکے بعد اس نے پوچھا "مریم خاتون یہاں ہے؟"

مریم خاتون نے جواب دیا "آپکے سامنے بیٹھی ہوئی ہوں" یہ سنکر خاموش ہوگیا پھر کہنے لگا "مریم خاتون یہاں موجود ہے۔"

مریم نے جواب دیا "میں آپکے حضور موجود ہوں۔"

اس کے بعد میاں بابو نے کہا "حضرت قطب عالم تیرے صحن میں کھڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ تیرے صحن میں تشریف لائے ہیں اور انھوں نے ایک بہلولی دی ہے اور فرمایا ہے کہ مریم خاتون کو دیدو تاکہ اچھی طرح سنبھال کر رکھے۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قطب عالم کو دی ہے اور حضرت قطب عالم نے مجھے دی ہے اور میں لایا ہوں۔ مریم خاتون کو لازم ہے کہ اس عطائے رسولؐ کو بحفاظت رکھے۔" سب اس بات پر تعجب میں رہ گئے۔

غازی سالار مسعود کی منّت

لطیفہ نمبر ۱۱۲۔ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے کہا، کہ حضرت غازی سالار مسعود کی زیارت کی نیت کر لو اور کہو کہ جب صحت ہو جائیگی تو میں سالار مسعود کی زیارت کو جاؤنگا۔ میں خاموش رہا۔ لوگوں نے پھر دوسری دفعہ زور دیکر کہا کہ سالار غازی مسعود کی زیارت کی نیت کر لو اسلئے کہ سالار مسعود غازی مرد بزرگ ہیں جو کوئی نیت کرتا ہے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ مزورًا میں نے بھی نیت کر لی مگر میری کلی نیت یہ تھی کہ پہلے قطب عالم پیر دستگیر کی زیارت کو جاؤنگا۔ اسکے بعد بفضلِ خدا تھوڑی سی صحت یابی ہوئی تو حضرت سالار مسعود غازی کو خواب میں دیکھا، کہتے ہیں کہ ہماری زیارت کیلئے آؤ۔ بیدار ہو کر جو کچھ دیکھا تھا کسی کو نہ بتایا۔ اسکے چند روز بعد پھر خواب میں فرمایا "ہمارا روضہ قریب ہے کیوں آکر زیارت نہیں کرتا۔ یہ ہے ہمارا گنبد دیکھ" وہ گنبد مجھے نظر آرہا تھا۔ میں بیدار ہو گیا۔ خواب کی یہ بات میں نے چند لوگوں سے بیان کی۔ انھوں نے کہا ظاہر ہے حضرت سالار مسعود تمہیں طلب کر رہے ہیں۔ فورًا جاؤ اور زیارت کرو۔ لیکن میری نیت یہ تھی کہ اول روضۂ مبارک پیر دستگیر کی زیارت کرونگا اور پیرزادگان کی قدمبوسی کے بعد حضرت سالار مسعود کی زیارت کو جاؤنگا۔"

ایک روز ایک مداری درویش میرے گھر آیا اور کہا "حضرت سالار مسعود نے مجھ سے کہا ہے کہ دِتو سے کہو کہ پہلے ہماری زیارت کو آئے دیر نہ کرے۔ میں نے اس مداری سے کہا کہ "میری نیت ہے جب قوت و ہمت ہو جائیگی انشاء اللہ جاؤنگا۔ انکار نہیں کرتا اس میں میرا ہی فائدہ ہے۔"

اس نے کہا کہ میں نے تمہیں خبر پہونچادی ہے سالار زبردست بزرگ ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے کوئی نقصان پہونچ جائے۔"

غرضکہ میں حیرانی میں پڑ گیا لیکن دل میں یہی طے کئے ہوئے تھا کہ اول پیر دستگیر کی زیارت اور پیرزادگان کی قدمبوسی کی سعادت نصیب ہو پھر کوئی دوسرا کام ہو۔ پھر ایک رات کو حضرت قطب عالم تشریف لائے اور فرمایا "دِتو افضل یہی ہے کہ پہلے ہماری زیارت کرے میں بیدار ہو گیا اور اس سے میری قوت و حوصلہ میں اضافہ ہوا۔

اسکے بعد پھر ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ سالار مسعود میرے گھر آئے ہیں اور میرے سر کے بالوں کو پکڑ کر غصہ سے روانہ ہوئے چند قدم ہی گئے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا تو کون ہے کہ دِتو کو سر کے بال پکڑ کر لیجا تا ہے۔" سالار مسعود نے اسکے بال بھی پکڑ لئے اور چلنے لگے جب چند قدم اور چل چکے تو ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی یہی کہا "تو دِتو کے سر کے بال پکڑ کر لیجانے والا کون ہے؟ سالار نے اسکے سر کے بال بھی پکڑ لئے اور ہم تینوں کو پکڑ کر چلدیئے۔ خلاصی ممکن نہ تھی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ مثل شہباز

حضرت قطب عالم مدد کو پہونچ گئے اور جب حضرت سالار نے حضرت قطب عالم کو دیکھا تو ہمارے سر کے بال چھوڑ کر کھڑے ہو گئے میرے دل میں خیال آیا کہ ہماری رشتگاری کیسے ہوئی ہے جب میں نے پیچھے نظر کی تو دیکھا کہ حضرت قطب عالم کھڑے ہیں۔ اسی وقت ایک اور آدمی نمودار ہوا اور کہنے لگا " دِتو سے کیا گناہ ہوا ہے جو اسکو سر کے بال پکڑ کر لے جا رہے ہو۔" حضرت سالار مسعود نے فرمایا " اس نے نیت کی تھی کہ جب صحت ہو جائیگی تو میں زیارت کیلئے جاؤنگا۔ اب اپنی نیت بدل رہا ہے۔"

اس پر اس شخص نے کہا کہ " ابھی یہ کمزور ہے جب آپ تک آنیکے قابل ہو جائیگا تو آئے گا"، سالار مسعود مسکرائے اور کہا " خوب"

غرض یہ سب کچھ جب حضرت سالار مسعود اور حضرت قطب عالم کی جانب سے معائنہ ہو رہا تھا۔ میں حیران اور پریشان تھا۔

اسکے بعد ایک شب میں دیکھا کہ میں روضہ حضرت قطب عالم پر گیا ہوں اور زیارت کی ہے اور فاتحہ و اخلاص پڑھی ہے کچھ دیر بیٹھا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ غلاف قبر کا کپڑا ایسا عجیب ہے کہ اس سے قبل کہیں نہ دیکھا تھا اور جس طرح کے محل روضہ مبارک میں دیکھے ایسے کہیں نہ دیکھے تھے۔ میں نے کورو، مندو، گجرات اور دلی کے بادشاہوں کے محلات دیکھے تھے مگر وہ انکے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھے۔

اور جو مجاور یا دربان روضۂ مبارک پر بیٹھا ہوا تھا بڑا خوفناک تھا۔ کسی کو اس سے بات کرنیکی جرأت نہ تھی۔ بہت لوگوں کا اژدہام تھا وہ مجھ سے کہنے لگے کہ بندگی حضرت قطب عالم کی زیارت کرنا اولیٰ تر ہے اسکے خوف سے میں ایسا متاثر ہوا کہ کچھ نہ کہہ سکا بیدار ہو گیا میرا دل باغ باغ ہو گیا۔

اسکے بعد پھر ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں دوسری دفعہ حضرت قطب عالم کی زیارت کیلئے گیا ہوں۔ فاتحہ و اخلاص کی تلاوت کی ہے دل میں خیال گذرا کہ حضرت قطب عالم کے روضۂ مبارک کی زیارت تو دو دفعہ ہو گئی ہے لیکن اپنے پیرزادگان حضرات کو میں نہیں دیکھ سکا ہوں یہ کیا حالت ہے۔ جب روضۂ مبارک سے باہر آیا تو دیکھا کہ چاروں بھائی اپنے اس روائتی گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں انکی قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ دل بیحد خوش ہوا ادب سے بیٹھ گیا دیکھا کہ شیخ المشائخ شیخ حمید اور شیخ المشائخ شیخ احمد کے مابین علمی بحث ہو رہی ہے۔ بندگی حضرت قطب العالم بھی تشریف لائے اور پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مجھ پر بیحد شفقت و کرم فرمایا دل اتنا خوش ہوا کہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ حضرت قطب العالم نے دریافت فرمایا "موضوع بحث کیا ہے" بندگی شیخ احمد نے فرمایا حضرت قطب عالم نے دونوں باتوں کے جوابات دیئے اسکے بعد میں جاگ گیا۔ چند روز بعد حضرت سالار مسعود غازی اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ برہنہ تلوار ہاتھ میں لئے آموجود ہوئے اور فرمایا "میں بندگی شیخ عبدالقدوس اور ان کے صاحبزادگان سب ایک ہیں تو ہم میں فرق

نہ کر" اسکے بعد میں بیدار ہوکر پھر پریشان ہوگیا۔ حیران تھا کہ دونوں طرف ایسی کوشش ہوئی ہے جبکہ مجھ میں طاقت نہیں ہے کیا کروں۔"

آخر بہت عجز وزاری سے بندگی حضرت قطب العالم کو شفیع ٹھہرایا گیا اور عرض کیا میرا حال آپ پر خوب روشن ہے آپنے اس حقیر کو اپنی زیارت بھی کرائی اور پیرزادگان کی قدمبوسی بھی کرادی ہے۔ اب سالار مسعود غازی کی زیارت کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں اس مشکل سے نجات پاؤں۔"

اسکے بعد حضرت قطبی کو ایک شب خواب میں دیکھا فرماتے ہیں" تیرے کام کی تکمیل تو ہمارے در سے ہے" اور میں نے دیکھا کہ وہ تیغ برہنہ (جو سالار مسعود لیکر آئے تھے) انکے در پر پڑی ہوئی ہے۔ بیدار ہوگیا۔ چند روز بعد محمد خان نے مجھ سے کہا کہ چند بار تمہیں مسند عالی عیسیٰ خان نے بلایا۔ تم نہیں گئے۔ اب میرے ہمراہ چلو تاکہ مسند عالی سے ملاقات ہو۔ تمہاری روانگی کا انتظام میں کردونگا۔" میں نے کہا چلوں گا اس شرط پر کہ قصبہ گنگوہ ہوتے ہوئے چلو۔ اُسنے کہا کہ میری بھی یہی نیت ہے کہ زیارت حضرت قطب العالم اور پیرزادگان کی پابوسی کے بعد آگے روانہ ہونگا۔ میرا دل بہت خوش ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے زیارت حضرت قطب العالم اور پابوسی پیرزادگان نصیب کی جو کچھ کہ میں حق سبحانہٗ سے چاہتا تھا وہی میری نیت پیر دستگیر کے صدقہ میں پوری ہوئی اور بندگی حضرت پیرزادگان نے اس آستان کے اس خاکروب پر ایسا لطف وکرم کیا کہ شکر کسی طور بھی ادا نہ کرسکا۔

میرے دل میں یقین ہوگیا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اپنے کرم سے گناہوں کو بخشدیا ہے۔ الحمدللہ کہ روضۂ مبارک دیکھا اور پیرزادگان کی پابوسی سے مشرف ہوا تھا۔ جو مطلب تھا حسب منشاء حاصل ہوا۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ تمام مسلمانوں کے مقاصد پورا کرے۔

مکتوب دیوزنّار کے سوالات کا جواب

(مکتوب دیوزنار بجانب ملک المشائخ ابوالفتح متبع اللہ تعالےٰ المسلمین)

کثیر ولامحدود حمد وثنا اس ذات بے نیاز کیلئے ہے جو اپنے سوختگانِ آتش عشق اور فراق خوردہ کو شربتِ وصال سے سرفراز کرتی ہے۔ اور بجواب درود وسلام بروضۂ متبرک سیدِ کائنات، مظہرِ موجودات، امام المرسلین وخاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور وافر دعاؤں اور کثیر تسلیمات جناب والا روشن ضمیر وحق پذیر کے حضور میں پیش کرنے کے بعد عرض ہے کہ بمصداق المعرفۃ ولو کلب عقود یعنی معرفت سگ گزیدہ تک کو مفید ہے۔ اور یہ مخصوص ہے فقراء واہلِ معرفت کی جماعت کیلئے بوجہ وصل حق کے، کیونکہ معرفت کے اسرار انبیاء اولیاء کیلئے مخصوص ہیں یہ عوام الناس کا حصہ نہیں ہیں۔ جسکو ازل سے ہی معرفت واسرار مقدر نہیں کئے گئے وہ دنیا میں انکی تحصیل کیلئے خواہ کتنی ہی کوشش کرے اسکے لئے ان کو پالینا ممکن ہی نہیں ہے اسلئے کہ معرفت واسرار

بھی مقدر میں رزق ہی کیطرح تقسیم کئے گئے ہیں۔ بیت

اسرارِ محبت را ہر دل نبود قابل در نیست بہر دریا ز رنیست بہر کانے

(اسرارِ محبت کے قابل نہیں ہر دل، درافشاں نہیں ہر دریا، زردار نہیں ہر کان)

حاصل یہ کہ چونکہ حق تعالےٰ نے آپکی ذات باصفات کو اپنی محبت، اسرار و فضل سے مشرف کردیا ہے۔ مبارک ہو نعمتِ دینی و دنیوی مبارک ہو اور ہمیشہ مبارک ہو۔ آمین یارب العالمین ع ہر گونہ کہ مائیم خدامی داند

اسرار کے منظورِ نظر اور قلوب الابصار کے مقبول دوست، جامِ عشق نوشیدہ و پوشیدہ درویش، اسرار حق کے فہیم یعنی ملک المشائخ و متقین، بحر المعانی نعمان الثانی قطب عالم شیخ ابوالفتح متع اللہ تعالےٰ بطول بقائہ کیخدمت میں زنار دار پابوسی کے بعد عرض پرداز ہے مطالعہ فرمائیں۔

تاریک شب کو روشن کرنیوالے روشن ضمیر آپ کو معلوم ہو کہ اس بندۂ کمینہ کی ہر علم پر دسترس ہے اور بصدقہ شیخ اس غلام کو ہر علم پہونچا ہے چنانچہ علم قرآن، صرف و علم اصول فقہ، علم منطق و علم فرائض اور دوسرے علوم بھی اور اس بندۂ حقیر کے ہر قسم کے شاگرد ہیں کیا مسلمان کیا کافر۔ جو شخص اس فقیر کے مانع ہوتا ہے وہ کفر و اسلام کو خوب جان لیتا ہے۔ اگر ملک المشائخ اس بندۂ حقیر کے چند سوالات کا جواب عنایت فرمائیں تو یہ حقیر حضور کی پابوسی کو حاضر ہوگا۔ لیکن ترسیل جواب شرط ہے۔ یہ مسائل شیخ علاء الدین، مولانا اسحٰق مفتی اور دوسرے ائمہ کو بھی چند مرتبہ لکھے جا چکے ہیں لیکن ان میں کسی نے

کبھی جواب نہیں دیا۔ مسائل یہ ہیں۔

اکوان یکون ذات محقق مکون است باغیر کون ذات باکوان مکون است

یعنی موجوداتِ ذات حق کے وجود میں مضمر ہیں یا ان کا وجود علاوہ وجودِ ذاتِ حق ہے۔ اس عقدہ کو حل کیجئے کہ ہر وہ چیز جو موجود ہے کیا وہ ذاتِ وحدت میں مضمر ہے (یعنی اس ہی کا حصہ ہے) اسکے علاوہ پانچ مسائل اور ہیں یہ کہ

۱۔ آدم علیہ السلام نے اپنی پیدائش کے بعد دو رکعت ادا کی تو اس میں قرأۃ کیا کی۔ اسلئے کہ قرآن کا نزول بعد پیدائش حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوا، اس سے پہلے نہیں۔

۲۔ اگر مومن بندہ مرتا ہے تو اس کی جان (روح) کو علیین میں لے جاتے ہیں لیکن روح کو جسم میں ڈالنے کے وقت کہاں سے لاتے ہیں؟

۳۔ پیغمبر علیہ السلام کو شب معراج میں اوپر لے گئے اور ساتوں آسمانوں سے گذارا گیا، تصور یہ ہوا کہ خدا اوپر ہے مگر جو یہ سمجھے یا یقین کرے کافر ہے

۴۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں تجھے جان سے ماردوں گا اگر نہ ماروں تو میری بیوی پر تین طلاق۔ اسطرح یہ کہنے کے بعد وہ کیا کرے اگر مارتا ہے تو ناحق ایک مسلمان مارا جاتا ہے اور اگر نہیں مارتا تو اسکی بیوی پر طلاق واقع ہوتی ہے۔

۵۔ مچھلی کا ذبیحہ یہ ہے کہ کوئی اسکو پکڑ کر پانی سے باہر لائے اسلئے کہ اسکے ہاتھ میں مچھلی کی ہلاکت ہی ذبیحہ ہے۔ کافر کی ذبح کی ہوئی

بکری یا گائے حلال نہیں ہے جبکہ کافر کے ہاتھ کی پکڑی ہوئی ہلاک مچھلی حلال ہے ؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ سب پر اللہ کی امان ہو۔

دیوزنار کے اس سوال کا جواب جو کہ شیخ ابوبکر دقاق کی بیت پر ہے۔ حاصل سوال یہ ہے کہ موجودات بوجود حق موجود ہیں یا موجودات کا وجود غیر حق ہے جواب واللہ اعلم بالصواب معلوم ہونا چاہئے کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے مصرع اول عرفاء و موحدین کے مذہب کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کہ وحدت وجود کے قائل ہیں جنکے نزدیک وجود میں کثرت نہیں ہے یعنی وجود فی الحقیقت ایک ہی ہے۔ بس اس ضمن میں قطعی طور پر انکے عقیدہ کے مطابق موجودات کا وجود عین حق کا وجود ہے باعتبار ظاہر مختلف موجودات اعیان ثابتہ ہیں اور وجود واحد کا ظہور ہی پر مظہر کی حیثیت و آثار کے بموجب کثرت میں رونما ہے اور عین وحدت کثرت پذیر ہے جیسے کہ شخص واحد کثرت میں نمایاں ہے یعنی آدم سے ابنائے آدم لیکن حقیقت اصل آدم واحد ہے۔ اس شعر کا دوسرا مصرع علمائے ظاہر کے مذہب کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کہ کثرت وجود کے قائل ہیں انکے نزدیک موجودات کا وجود حق کی ذات کا غیر ہے اور حضرت واجب الوجود نے کل موجودات کو ان کی ایجاد کے وقت وجود عطا فرمایا ہے اور وجود حق انکے نزدیک قدیم ہے اور موجودات کا وجود حادث ہے۔ اور ان

دونوں عقیدوں کی تفصیل طویل ہے۔

۱۔ حاصل سوال یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے دو رکعت ادا کی تو قرأۃ کیا کی۔ جواب واللہ اعلم بالصواب۔ معلوم ہونا چاہئے کہ نماز میں قرأۃ کی پابندی اللہ کے فرمان فاقرؤا ما تیسر من القرآن پس جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو۔) کیمطابق آئی ہے اور یہ خاصہ نماز شریعت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ انبیاء سابق اپنی کتب و مصحف کیمطابق عبادت کرتے تھے چونکہ پہلے کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں ہمپر منسوخ احکام کا جاننا لازم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے ان صحائف کے مطابق عمل کیا ہو جو انپر نازل ہوئے۔ غور و فکر کا مقام ہے کہ منسوخ احکام کا جاننا درست نہیں۔

۲۔ حاصل سوال یہ ہے کہ موت کے بعد تو مومن کی روح کو علیین میں لیجاتے ہیں لیکن روح کو جسم میں داخل کرتے وقت کہاں سے لاتے ہیں۔

جواب۔ واللہ اعلم بالصواب۔ جاننا چاہئے کہ اس مسئلے کا حل روح کی حقیقت جاننے پر ہے اور روح کی معرفت شریعت میں وارد نہیں ہوئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتی تم من اللہ الا قلیلا زاہدی میں لکھا ہے اے محمد کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے روح کی حقیقت کا علم میرے رب کو ہے میں نہیں جانتا بالکل اسی طرح کہ کسی سے کوئی مشکل مسئلہ

دریافت کیا جائے اور وہ کہے یہ میرا کام نہیں ہے میرے استاد سے پوچھو

اور فی المدارک الجمہور علیٰ انہ الروح الذی فی الحیوان سالوہ عن حقیقۃ فامر انہ من امر اللہ تعالیٰ ای مما استاثر بعلمہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ لقد مضی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومایسلم الروح وقد عجزت الاوایل عن ادراکہ ای ماھیہ بعد اتفاق اعماد الطویلیہ علی الخوض فیہ وفیہ ایضا قولہٗ تعالیٰ وما اوتیتم من العلم الاقلیلا الخطاب عام ای ایھا المومنون و الکافرون فقد روی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما قال لھم ذٰلک قالوا نحن مختصون بھذا الخطاب ام انت معنا فیہ فقال نحن وانتم لم نؤت من العلم الاقلیلا۔

مدارک میں ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک روح حیوان وانسان سب مشترک ہے اور روح کی حقیقت کے بارہ میں جو سوال کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالےٰ کا امر ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کے اسرار میں سے ایک سر ہے اور حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اسکی حقیقت سے واقف نہیں ہوں اور اسکے ادراک وماہیت سے لاعلم ہوں اور اسکی حقیقت کو جاننا طویل ہے اور اللہ تعالےٰ کے ارشاد کیمطابق تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے اور مومنوں سے خطاب ہے کہ

اے مومنو اور کافرو روح کا حکم سب مخلوق میں ہے یعنی فرمایا تمہیں قلیل
علم دیا گیا ہے۔ اسلئے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
وسلم نے روح کے بیان میں سکوت فرمایا تو کسی دوسرے بیچارہ کی کیا مجال
ہے کہ دم مارے۔ البتہ عارفوں نے اپنے کشف کی رو سے کچھ بات کی ہے
مگر روح کی حقیقت بیان نہیں کی۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ عالم روح
عبادت ہے ایک عالم سے کہ جسکی طرف سے جس سے اشارہ نہیں کیا
جا سکتا اور اس کو عالم غیب، عالم امر اور عالم علوی کہتے ہیں اس کے
خلاف عالم شہادت ہے جو مراد ہے اس عالم سے جس میں قوت حس کو
دخل ہے۔ اسکو عالم خلق، عالم سفلی اور عالم ملک کہتے ہیں اور عوارف
میں ہے الملک الظاھر الکون والملکوت باطن الکون مراد ہے کہ عالم
ملک ظاہر مخلوق ہے اور عالم ملکوت باطن تخلیق ہے اور بعضوں کے
نزدیک روح کثیر المکان ہے لیکن یہ قول معتبر نہیں ہے کیونکہ روح زمان و
مکان سے منزہ ہے اور اسکی کیفیت اور حالات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے
اور بعض روایات میں ہے کہ ارواح اجسام کی تخلیق سے چند ہزار سال پہلے
موجود تھیں (کما قیل الارواح جنود منجندۃ فما تعارف منھا
ایتلف وما تناکر منھا اختلف) پس جب روح مکان و زمان سے
پاک ہے پھر یہ سوال کرنا کہ روح کو کہاں سے لاتے ہیں نامناسب سوال
ہے اور معلوم ہو کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من

ر وحی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آدمی کے جسد کے بننے کے بعد
اللہ کی قدرت سے روح کا جسد سے تعلق قائم کیا جاتا ہے اور آدمی
حیات پاتا ہے اور جملہ انسانی اوصاف جسد میں پیدا ہو جاتے ہیں روح
کی کیفیت ہماری عقل میں نہیں آسکتی اسکے جسم میں داخل کرنے اور
خارج کرنیکی کیفیت ہماری عقل سے باہر ہے واللہ اعلم بالصواب۔

ویخطر ببالی واللہ اعلم ان الروح الانسانی بقدرۃ اللہ تعالیٰ
اوحکمہ لما توجہ من عالم القدس الیٰ عالم الاجسام ظھر فی عالم
الشھادۃ بالجسد من غیر تغیر وتبدل من حقیقتہ فان ظھور اللطیف
فی عالم الکثف لایکون الا کشفا قولہ تعالیٰ ولو جعلنا ملکا لجعلنا
رجلا الایۃ مشعر بھذا السر ولھذا کان ظھور جبرئیل علیہ
السلام بصورۃ الرجل فاعرف فعلم من ذلک ان الروح الذاق
لایکون بلاجسد ابدًا یعنی اور یہ جو خیال دل میں آتا ہے وہ اللہ جانتا
ہے انسان کی روح کے بارمیں اپنے علم اور قدرت سے واقف ہے اور جب
اللہ عالم قدس سے عالم اجسام کیطرف متوجہ ہوا تو عالم شہادت ظاہر ہوا۔
جسم کیساتھ حقیقت کے تغیر اور تبدل کے بغیر پس اسکا ظاہر ہونا عالم
ظاہر میں لطیف ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ ہم روح کو فرشتہ بناتے تب بھی اسکو
انسان بناتے وہ فرشتہ نہ رہتا مگر یہ ظاہر ہوا کہ روح ایک راز ہے اور اسلئے
جبرئیل بصورت انسان ظاہر ہوئے پس جانا گیا کہ روح بغیر جسد کے ہمیشہ

نہیں ٹھہر سکتی۔ کیونکہ انسان دنیا میں دو حالتوں پر ہے۔ حالتِ بیداری اور حالتِ خواب۔ دونوں حالتوں میں اس کا قالب بھی ہے اور جسد بھی اور یہ کسی پر پوشیدہ نہیں گو خواب والا قالب بیداری کے قالب سے دوسرا معلوم ہوتا ہے ورنہ عنداللہ دونوں قالب ایک ہی ہیں اسلئے جو سرور یا تکلیف قالب کو ہوتی ہے اسکے آثار قالب بیداری پر بھی رونما ہوتے ہیں اور اسی لئے قالب خواب کیحالت میں ناپاکی واقع ہوجانے پر بیداری کیحالت میں غسل واجب ہوجاتا ہے اور یہی دلیل دونوں حالتوں میں قالبوں کے اتحاد یا ایک ہی قالب ہونے پر صادق آتی ہے عنداللہ تعالےٰ اور عالمِ قبر جو دنیا اور آخرت کے درمیان برزخ ہے سب کیلئے یقینی ہے۔ قولہ تعالیٰ ومن ورائھم برزخ الا یوم یبعثون سواء کان المیت محرقًا او ماکولًا او مدفونًا (اور اسکے پیچھے عالم برزخ ہے اور یہ قیامت تک ہے خواہ میت جلی ہوئی ہو یا کسی جانور نے کھالیا ہو یا دفن ہوئی ہو یہ سب عالمِ برزخ میں ہیں۔) اور یہی درست معلوم ہوتا ہے کہ عالم برزخ کا ایک مناسب قالب اس عالم کی نسبت سے ہی ہوگا۔ اہل سعادت کا عالمِ برزخ میں مرتبہ اعلیٰ علیین میں ہوگا اور اہل شقاوت کا مقام اسفل سجین میں ہوگا اور صاحب الفصوص الحکم (محی الدین ابن عربی) کے قول کیمطابق جو نص یونس میں درج ہے۔

واذا اخذہ الیہ سوی لہ مرکبا غیر ھذا المرکب من جنس الدار التی ینتقل الیہ ای فاذا لحق الانسان الیہ بالموت سوی لہ مرکبا۔ یعنی پھر حق تعالےٰ اسکو اپنی طرف لے لیتا ہے تو اسکے لئے اس مرکب کے سوا مرکب بناتا ہے اور یہ دوسرا مرکب اس دار کے جنس سے ہوتا ہے

جس کی طرف وہ منتقل ہوا ہے اور پھر انسان کبھی نہیں مریگا اس اخروی بدن کے اجزا متفرق نہ ہونگے۔ اور شرح مفتاح القونوی میں ہے۔

"ای المرکب المسوای ھوالمرکب المثالی البرزخی ای الجسد المثالی وھو لکل من اھل الکمال بحسب درجاتہ ومناسبتہ فینعمون ولکل من اھل النقصان بحسب درکاتہ ونقائصہ فیتعذبون وکذالک بعد الحشر" یعنی جو مرکب کہ بنائی گئی ہے وہ مرکب مثالی برزخی ہے (یعنی جسد مثالی) یہ اہل کمال میں سے ہر ایک کیلئے اسکے درجات کے مطابق اور اسکی مناسبت سے ہے اور ان پر انعام ہوتا ہے اور اہل نقصان میں سے ہر ایک کیلئے اسکے نقصان و اعمال کے مطابق ہے اور ان پر عذاب ہوتا ہے اور اسی طرح حشر کے بعد۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا النوم اخ الموت یشیر الی ذلک یعنی (نیند موت کی بھائی ہے اسی کیطرف اشارہ کیا گیا) لیکن اس قسم کا بیان متقدمین سے منقول نہیں ہے اور یہ بمشکل ہی قابل فہم ہے واللہ اعلم بالصواب

۳۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں عالمِ بالا میں لیجایا گیا۔ جس سے یہ تصوّر پیدا ہوتا ہے کہ حق تعالےٰ سمت بالا پر ہے تعالی اللہ عن ذلک علوًا کبیرًا

جواب واللہ اعلم بالصواب اس فقیر نے اس سوال کا جواب ایک خط میں وضاحت سے دیا ہے اس کا مطالعہ کرنا بہتر ہوگا لیکن یہاں اختصار

سے بیان کرتا ہوں کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی ذات مطلق ہے اور لطیف سے لطیف تر اور ہر چیز پر محیط تر ہے۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی ذات کو ہر ذرہ اور ذراتِ عالم سے معیت و قربِ حقیقی ہے لیکن اس کا مفہوم مشکوک سا لگتا ہے اور ہماری عقل میں نہیں آتا اور اسپر قرآن پاک دلالت کرتا ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے وھو معکم اینما کنتم (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو) اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا الا انہ بشیٔ محیط (جان لو کہ اللہ ہر چیز پر محیط ہے)

اس ضمن میں معلوم ہونا چاہئے کہ عالم علوی میں تخلیقی لطافت کے اعتبار سے آثار و انوار ظہورِ حق نمودار و ظاہر ہیں۔ اسکے برعکس عالمِ سفلی میں اس کی تخلیقی کثافت کی بناء پر آثار و انوار حق ظاہر و نمودار نہیں ہیں اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان الرحمن علی العرش استویٰ۔ اسی معنی کیطرف اشارہ کرتا ہے اور فھم من فھم و الیس فی المعراج الی العالم علوی واللہ اعلم (سمجھا جو سمجھا معراج میں عالمِ بالا کیطرف سیر اللہ سب سے بہتر جانتا ہے۔)

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سُنّتِ الٰہی کی حکمت کاملہ اور قدرتِ بالغہ اسپر رکھی ہوئی ہو کہ ہر علم اس عالم کی نسبت سے ہو یعنی کوئی خلق عالم علوی سے عالم سفلی کیطرف نزول کیصورت میں کثافت پذیر ہو اور عالم سفلی سے عالمِ علوی کیطرف عروج کی حالت میں لطائف اختیار کرے مثلاً جبرئیلؑ جو کہ ملکوتی و روحی ہیں عالمِ ناسوت میں بشری صورت پر ہوتے ہیں قولہ تعالیٰ فتمثل لھا بشراً سویا و قولہ تعالیٰ لو جعلنا ملکاً لجعلناہ رجلا و للبسنا علیھم

مایلیسون (پس جو صورت پکڑی واسطے اسکے تندرست آدمی کی ۔ اور اللہ نے فرمایا اگر کرتے ہم اسکو فرشتہ البتہ کرتے ہم اسکو بصورت مرد کے اور البتہ شبہ ڈالتے ہم اوپر انکے جو شبہ کرتے ہیں) یہ خبر اسی راز کیطرف اشارہ ہے عروج عیسٰی علیہ السلام جو کہ ناسوتی ہے وہ عالم ملکوت میں صورت نورانی سے متصف ہے جب واپس عالم سفلی کیطرف نزول ہوگا تو صفات ناسوتی پر ہوگا۔

عالم کثافت سے عالم لطافت کیجانب معراج محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی یہی راز ہے یعنی یہ کہ وجود مبارک ہر منزل میں عروج کے بعد اسی منزل کی مطابقت سے لطیف ہوتا گیا ہے یہانتک کہ وجود مبارک کثافتِ کونی سے مطلق پاک ہوکر لطافت سبحانی سے متصف ہوگیا اور جسدی معراج کو روحی معراج پر یہی فضیلت ہے۔ معراج روحی انبیاء اولیاء کو ہوسکتی ہے لیکن معراج جسدی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہے اسلئے جب حضور کی ذاتِ مبارک اپنے عروج میں کمال لطافت کو پہونچی تو اس نے سوائے حق سبحانہ تعالےٰ کے کسی کو نہ پایا۔ اے عزیز اس میں یہی راز ہے۔

۴۔ اس سوال کا حاصل یہ شرط ہے کہ اگر فلاں شخص فلاں شخص کو قتل نہ کرے تو اسکی بیوی پر تین طلاق ہو ایسی حالت میں کیا کرے۔ کتب فقہ اور کنز میں تحریر ہے۔ ومن حلف معصیۃ ینبغی ان یحنث ای نفسہ ویکفر وفی الحاشیۃ مثل ان یقول لایصلی ولایکلم لیا ان تعتدن فلانا کافی فان قیل کیف یحنث فی ولاتعتدن مافی الباب انہ لایقتل

ولکن مادام حیا یمکن البرمنہ وھو قتلہ فکیف یحنث نفسہ
ویجب علیہ الکفارۃ فی اخر اجزاحیاتہ یعنی جس شخص نے
کسی گناہ کا حلف اٹھایا اسے اپنی قسم توڑ دینی چاہیئے اور کفارہ ادا کرے
اور کنز کے حاشیہ میں ہے مثلاً یہ کہے کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا اور اپنے باپ
سے بات نہیں کریگا اگر اس نے زیادتی نہیں کی فلاں پر۔ پھر اگر کہا جائے
تو کسطرح یہ کہنے میں اسکی قسم ٹوٹ جائیگی کہ وہ فلاں پر ضرور زیادتی کرے گا۔
اس باب میں اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ قتل نہیں کریگا اور لیکن جبتک وہ
زندہ ہے تو ممکن ہے کہ وہ اپنی قسم کو پورا کرے جو اس نے کھائی ہے کسی کے
قتل کرنے کی۔ اس لئے کسی طرح اسکی قسم ٹوٹ جائیگی اور کفارہ واجب
ہوگا اسپر۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اس لئے (آنث) قسم توڑنیوالا ہوگا کہ قتل
نہ کرے اور مرجائے تو وہ آنث ہوجائیگا اور اپنی زندگی کے آخری اوقات
میں اسپر کفارہ واجب ہوگا۔

۵۔ حاصل سوال یہ ہے کہ مچھلی کا بیرون آب لانا ہی اسکے ذبیحہ کا
قائم مقام ہے اور اگر کوئی کافر اسکو پانی سے باہر لائے تو کیسے حلال شمار ہوگی
جواب۔ واللہ اعلم بالصواب۔ از روئے عقل خون والے حیوانات
کے ذبح میں حکمت یہ ہے کہ مذبوح کا حرام خون خارج ہوجائے۔ اور
مذبوح کا گوشت پاک وحلال ہوجائے۔

السمک مائی لیس بدموی فلا حاجۃ بذبحہ

السمك حلال بلا زكوٰة كالجراد وفى الكنز ولا يوكل مائ الا السمك غير طان وحل بلا زكوٰة كالجراد واصله قوله عليه السلام احلت لنا ميتتان و دمان اما الميتتان السمك والجراد واما الدمان فالكبد والطحال وايضا قولوا عليه السلام ما نصب عنه الماء قطر وما لفظه الماء فكلوا وما طفا فلا تاكلوا وهكذا فى البداية۔

یعنی مچھلی پانی کی مخلوق ہے پس اسکے ذبح کی حاجت نہیں اور شرع کے مطابق وہ حلال ہے بغیر ذبح کے ٹڈی کیطرح اور کنز میں ہے نہیں کھائی جائیگی پانی کی مخلوق سوائے مچھلی کے علاوہ اس مچھلی کے جو مرکر پانی پر آئی ہو اور اس طرح مچھلی بغیر ذبح کئے حلال ہے۔ اور اسی کی اصلی حضور علیہ السلام کا قول ہے کہ حلال کی گئی ہے ہمارے لئے دو مری ہوئی مخلوق ایک مری ہوئی مچھلی اور ایک ٹڈی ہے اور دو خون ایک جگر اور ایک تلی ہے اور ایسے ہی حضور علیہ السلام کا قول ہے کہ جو رہجائے پانی سے اس کو کھاؤ اور جس مردہ کو پانی پھینک دے اسے مت کھاؤ۔

اسلئے معلوم ہونا چاہیے کہ مچھلی کے حلال کرنیکو ٹڈی کے حلال کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے اور ٹڈی کے حلال کرنیکی کوئی صورت نہیں اسلئے مچھلی کے حلال کرنے کی بھی کوئی دوسری صورت نہیں ہوسکتی۔

اور فتاویٰ خانیہ سے روایت منقول ہے۔ قوله عليه لسلا لكل شئ و زكوٰة السمك اخراجه من الماء من اوذلك يكسره تناول السمك التى

اخراجها الکافر لانہ اقیم مقام ذبحها وذبح الکافر لا یجوز فذلک مخالف لروایۃ الکنز والھدایۃ فلا یکون معتبر واللہ اعلم بالصواب

یعنی ہر چیز کیلئے ذبح ہے اور مچھلی کا ذبح کرنا اس کو پانی سے نکالنا ہے اس سے یہ دلیل ختم ہو جاتی ہے کہ کافر کی پانی سے نکالی ہوئی مچھلی حلال نہیں ہے اسلئے کہ یہ بھی ذبح کا قائم مقام ہے اور کافر کا ذبح کرنا جائز نہیں ہے تو یہ کنز اور ہدایہ کی روایت کے مخالف ہو گیا۔ پس یہ معتبر نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت شیخ حسام الدین عرف اوجھر

بیان کرتے ہیں کہ شیخ حسام الدین جو کہ شیخ اوجھر کے نام سے مشہور تھے اور اپنے زمانہ کے علماء و صلحاء میں سرفہرست تھے ۸۵۵ھ میں عہدِ سلطان بہلول لودھی میں بغداد سے دہلی پہونچے اور سلطان کے چچازاد بھائی قطب خان کی وساطت سے سلطان کے ملازمین میں شامل ہو گئے اور محتسب کے عہدہ پر فائز ہو کر مقرب بارگاہِ سلطان ہوئے جب سلطان بہلول لودھی کا انتقال ہو گیا اور سلطان سکندر لودھی اس کی جگہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو شیخ مذکور اپنی سابقہ خدمت پر بدستور مامور رہے۔

ایک دن سلطان نے از روئے لطف فرمایا جو تمہاری آرزو ہو بیان

کرو۔ تاکہ عنایاتِ خسروانہ سے سرفراز کیا جائے۔ شیخ مذکور نے دین و عدل کیخاطر درخواست کی کہ ایک جماعت میری امداد کیلئے مقرر فرما کر مجھے مملکت سے بدعات و غیر شرعی امور کو دور کرنے پر مامور کیا جائے تاکہ غیر شرعی امور اختیار کرنیوالوں کو تنبیہ کرکے ملک سے غیر شرعی امور کا ازالہ کردوں۔

سلطان نے کچھ گرز بردار اور صالح علماء انکی معیت میں دیکر چند اونٹ کتابوں سے لدوا کر ایک فرمان شاہی غیر شرعی امور کے ازالہ کیلئے عطا کر دیا۔

شیخ مذکور بادشاہ سے رخصت ہو کر گجرات، دکھن اور مالوہ کے صوبوں میں پہونچے تو اکثر قاضیوں، مفتیوں، علماء، شرفاء اور مشائخ سے اس مضمون پر مچلکے لئے کہ وہ اسکے بعد امور نامشروع کے مرتکب نہ ہونگے اور اسی راستے سے سیر کرتے ہوئے دلی پہونچ گئے اور جو مچلکے لوگوں سے لئے تھے بادشاہ کے حضور پیش کر دیئے۔ بادشاہ نے خوش ہو کر عنایات خسروانہ سے سرفراز کیا۔

کچھ مدت بعد بادشاہ سے رخصت لے کر صوبہ لاہور اور ملتان کیطرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے غیر شرعی مروجہ امور کو دور کر دیں۔ جب قصبہ پانی پت پہونچے تو اپنے ہمراہی علماء سے کہا کہ آؤ پہلے قصبہ گنگوہ چلیں جہاں شیخ عبدالقدوس کہ جنہوں نے خود کو قطب عالم مشہور کیا ہوا ہے اور جو غیر شرعی امور پر عامل ہیں گانا بجانا سنتے ہیں اور مشرب وحدت وجودی کے داعی ہیں، کو ان امور سے تائب کرا کر اور مچلکہ لیکر اسی راستے سے آگے چلیں گے۔ قصبہ گنگوہ پہونچ کر اس تالاب کے کنارے فروکش ہوئے۔

قصبہ گنگوہ متبرکہ میں پہونچ کر اس تالاب کے کنارے فروکش ہوگئے جو عبداللہ نیک مرد کی درگاہ کے قریب ہے اور حضرت قطب العالم کی خدمت میں شرعی حکم نامہ ترک سرود و وجد کیلئے روانہ کیا۔

حضرت قطب العالم نے قبول کیا۔ دو تین دن اسی صورت میں گذر گئے (یعنی مخطی وجد و سرور بند رہی) حضرت قطب العالم نے اس مدت کے دوران نہ سرود سُنا اور نہ وجد فرمایا۔

قصبہ کے لوگ طعن و تشنیع کرنے لگے اور کہنے لگے کہ شیخ نے شیخ اوجھر کے خوف سے گانا سننا اور وجد کرنا ترک کر دیا ہے اور توبہ کرلی ہے۔ کچھ لوگ جو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے بھی عرض کیا کہ لوگ یوں کہتے ہیں۔

حضرت قطب العالم نے فرمایا۔ "ہم مسلمان ہیں مسلمان کے فرزند ہیں ہم نے حکم شرعی قبول کیا اور بجالائے۔

پانچ چھ دن گزرنے کے بعد حضور کے صاحبزادگان نے بھی ان کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ حضور کیلئے ایسی باتیں کرتے ہیں، بڑی مشکل ہے ہم انھیں کیا جواب دیں اور شیخ اوجھر بھی ابھی اسی منزل پر مقیم ہے۔

آپ سن کر خاموش ہوگئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

ایک شب حضرت قطب عالم نماز تہجد کے لئے اٹھے تھے تو

تو ایک کنیز قریب ہی اپنے مکان میں چکی پر آٹا پیستے ہوئے ہندی کا یہ شعر گا رہی تھی ؎

دے رکھے اچھبے کی بات ابھرن پتھر ڈوبن پات

ان کلمات نے حضور قطب العالم پر بیحد ذوق و وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ پانچ چھ وقت (دن) گذر گئے تھے اور اس حال پر وارد نہ ہوئے تھے۔ بے ساختہ ایسے نعرے مارے کہ جو لوگ قصبہ گنگوہ سے پانچ چھ کوس کے فاصلے پر تھے انھوں نے یہ بھی نعرے سنے۔

شیخ اوجھر کو کہلا کر بھیج دیا گیا کہ جلتی ہوئی لکڑی جنگل میں نہ شک کو چھوڑتی ہے نہ ترسب کو جلا دیتی ہے۔ اب اگر تم اس کو بجھا سکتے ہو تو آؤ (یعنی آتش عشق فروزاں ہے اگر بجھا سکتے ہو تو آکر بجھاؤ)

شیخ اوجھر نے دیکھا کہ رات ہے کہلا بھیجا کہ صبح کو آؤنگا۔ صبح کی نماز ادا کر کے اس نے کسی کو بھیجا کہ دیکھو خبر لاؤ کہ شیخ کیسا کر رہے ہیں۔ خبر پہونچی کہ فجر کی نماز ادا کر کے اسی کیفیت (حال) میں ہیں۔ شیخ اوجھر کو تاب نہ رہی اور ننگے پاؤں درّہ ہاتھ میں لیکر علماء درباریوں اور گرز برداروں کے ساتھ بھاگتا ہوا آیا اور دروازہ خانقاہ عرش جاہ پر پہونچتے ہی لرزہ

برانداز ہوگیا اور اسکی حالت غیر ہوگئی درہ ہاتھ سے گر گیا اور جب خانقاہ کے اندر پہونچا تو دیکھا کہ حضرت قطب العالم عالم وجد میں ہیں جاکر مجلس میں پیچھے کھڑا ہوگیا اور دم مارنیکی مجال نہ رہی۔ خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا حضرت قطب العالم وجد کی حالت میں شیخ اوجھر کے قریب پہونچے اور اپنا دست مبارک اسکے شانے پر رکھدیا اور بدستور وجد میں مصروف ہوگئے دوبارہ پھر اپنا دست مبارک شیخ اوجھر کے شانے پر رکھدیا اور رقص کرنے لگے اسی طرح چھ مرتبہ ہاتھ رکھتے رہے۔ جب ساتویں مرتبہ حضرت شیخ نے اپنا ہاتھ شیخ اوجھر کے سر پر رکھا تو شیخ اوجھر نے اپنی دستار اتار کر زمین پر دے ماری اور بے اختیار نعرہ مارا اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (تحقیق میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو واسطے اس کے جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو توحید کرنیوالا ہوکر اور نہیں میں شریک کرنیوالوں سے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں پڑھکر حضرت شیخ کے چکر لگانے لگے۔

جب حضرت قطب العالم کو کیفیتِ وجد سے افاقہ ہوا شیخ اوجھر حضرت قطب عالم کے پاؤں پر گر گیا اور عرض کیا "حضرت آج مسلمان ہوا ہوں۔ اور مسلمانی کو پہونچا ہوں اور کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ" حضرت قطب عالم نے سن کر فرمایا "ابھی اسلام دور ہے ایک روز نصیب ہو جائیگا" اور خود اپنی مہاراج کام

میں چلے گئے۔

شیخ ادھر واپس اپنی قیام گاہ پہ آیا۔ دوستوں نے دریافت کیا "شیخ یہ کیا ہوا تھا۔" جواب دیا جب میں خانقاہ والا جاہ کے دروازہ پر پہونچا میں نے دیکھا کہ وہاں دو شیر منہ کھولے بیٹھے ہیں میں خوفزدہ ہو کر لرزہ براندام ہو گیا۔ اسی حالت میں دیکھا کہ حضرت قطب العالم رقص میں ہیں۔ اور دونوں شیروں کے منہ اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ رکھے ہیں اور مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ اس دروازہ سے گزر کر جب حضرت قطب العالم کی مجلس میں پہونچا تو عین رقص کی حالت میں ان کی نظرِ فیض اثر مجھ پر پڑی اس نظر کے پڑتے ہی خوف سے میرے ہوش و حواس رخصت ہوئے۔ جب حضرت قطب العالم نے اپنا دستِ مبارک میرے شانے پر رکھا تو گویا تمام زمین میرے شانے پر رکھدی۔ جب دوسری مرتبہ دست مبارک میرے کاندھے پر رکھا تو گویا زمین اور پہاڑ سب میرے کاندھے پر رکھدیئے تیسری مرتبہ جب ہاتھ رکھا تو گویا زمین پہاڑ اور آسمان میرے کاندھے پر رکھ دیئے۔ جب چوتھی مرتبہ میرے شانے پر ہاتھ رکھا تو گویا زمین پہاڑ آسمان و کرسی میرے کاندھے پر رکھدیئے۔ پانچویں دفعہ ہاتھ رکھنے پر دوزخ نظر آئی۔ چھٹی مرتبہ میں نے بہشت کو دیکھا اور ساتویں دفعہ میرے سر پہ ہاتھ رکھا تو میں نے قطب العالم کو عرش پر وجد میں مینارۂ عرش سے جست لگاتے ہوئے دیکھا۔ لاچار اپنی دستار پھینک کر ان کے پیچھے گردش کرنے لگا۔

اسکے بعد شیخ ادجھر اپنا مال و متاع شہریوں اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کرکے دولت دنیا اور دنیا سے پاک ہوکر حضرت قطب عالم کے حضور میں پیش ہوئے اور کچھ مدت عبادتِ حق میں مشغول رہکر واصلانِ مقربان بارگاہِ حق میں شامل ہوگئے اور خرقۂ خلافت پایا۔ جب سکندر لودھی نے جو پہلے ہی حضرت کا معتقد و مرید تھا۔ شیخ ادجھر کا حال سنا تو اور زیادہ معتقد ہوگیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شجرۂ خاندان سجادگان اولاد

حضرت قطب عالم شیخ مظہر الدین عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ حضرت شیخ حمید الدین	رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ حضرت شیخ عبدالصمد	رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضرت شیخ فتح اللہ	رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت شیخ محمد طاہر	رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت شیخ عبدالاحد	رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت شیخ معین الدین	رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت شیخ رکن الدین	رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت شیخ عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت شیخ عمادالاسلام رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت شیخ غلام ضامن رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت شیخ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت شیخ درویش احمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت شیخ قمیش احمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت شیخ مخدوم الملک شاہ قریش احمد رحمۃ اللہ علیہ

"گر قبول افتد زہے عزو شرف"

کتاب خدمشد

مرحبا • مرحبا • مرحبا

ان سبھی بزرگوں کے مزارات گنگوہ شریف ضلع سہارنپور (یو۔پی) میں موجود ہیں۔

والسّلام

راقم ننگ اسلاف

اسیر ۲۳

غلام ربانی نعمانی حنفی

قریشی احمد عبداللہ

فداوی ابا العلم

صلی اللہ علیہ وسلم



حکیم حاجی علی ضیاء صابری

- فاضل طب و جراحت
- رجسٹرڈ میڈیکل کونسل فار طب حکومت پاکستان
- فاضل قانون نظریہ مفرد اعضاء
- سابقہ فزیشن قریشی ہیلتھ سروس لاہور

0301-6914588

الحمد دواخانہ

386۔ فاطمہ جناح روڈ تلیانوالہ محلہ ساہیوال

الحمد